تفسیر
سورۃ یوسف علیہ السلام
من تصنیف
حجۃ الاسلام والمسلمین امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
تقسیم کار: نوری بک ڈپو زیر سایہ حضرت داتا گنج بخش لاہور

تفسیر

سُورۂ یُوسُف علیہ السّلام

من تصنیف

حجۃُ الاِسلام والمسلمین امام ابو حامد مُحمّد بن مُحمّد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین :-

مولانا محمّد حفیظ نیازی ایڈیٹر "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ

حسب الارشاد

حضرت الحاج سیّد مُحمّد حسن شاہ گیلانی قادری نوری

ناشر

نوری بُک ڈپو زیر سایہ حضرت داتا گنج بخش رح لاہور

بفیضانِ کرم

شیخِ طریقت حضرت الحاج پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی قادری نوشاہی مدظلہ

نام کتاب ــــــــــ تفسیر سورۂ یوسف علیہ السلام
بار اوّل ــــــــــ ۱۹۸۱ء
ناشر ــــــــــ معصوم اکیڈمی ۔ لاہور
اہتمام ــــــــــ سید محمد عثمان پیرزادہ
طابع ــــــــــ بدر رشید پرنٹرز لاہور

قیمت :

تقسیم کار :
نوری بک ڈپو زیر سایہ حضرت داتا گنج بخشؒ ○ لاہور
نوری کتب خانہ ○ بازار داتا گنج بخشؒ ○ لاہور

تصحیح کتابت ــــــــــ اختر شاہجہانپوری

فہرست

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۲۴	مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ کی تفسیر اور عجیب نکات ۔	۱۴-
۱۳۷	بُرہان سے کیا چیز مُراد ہے ۔	۱۵-
۱۴۵	لفظ عظیم کا بیان اور نادر نکتے ۔	۱۶-
۱۴۹	محبّت ، ضلال اور عشق کیا ہیں ؟	۱۷-
۱۵۷	پسند اور اختیار کا بیان ۔	۱۸-
۱۵۸	زنا کی بُرائی اور اِس کی آفتیں ۔	۱۹-
۱۵۹	دُعا کی قبولیّت کا بیان	۲۰-
۱۶۶	شراب کا بیان اور اِس کی قسمیں	۲۱-
۱۸۴	زلیخا کے حالات	۲۲-
۲۰۰	نورِ معرفت کا بیان	۲۳-
۲۳۱	ہواؤں کا بیان	۲۴-
۲۳۷	جبریلِ امین انبیائے کرام کی خدمت میں کتنی دفعہ گئے	۲۵-
۲۴۶	حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات	۲۶-

پیش لفظ

کچھ کتاب کے بارے میں

حضرت پیر سید محمد معصوم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نوری کتب خانہ کے ذریعہ سے پہلے ۱۳۸۳ھ میں اِس کتاب کو شائع فرمایا۔ فقیر نے آپ سے ایک نسخہ حاصل کیا۔ مختصر مطالعہ کیا بہت دلچسپ پایا۔ مگر مصروفیات کی بھرمار میں مکمل کتاب نہ دیکھی جا سکی۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں مولانا عبدالنبی کوکب مرحوم نے ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ وہ یونیورسٹی کی طرف سے لائبریری کے قلمی نسخوں پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے ایک عربی قلمی نسخہ دکھا کر بتایا کہ یہ سورۂ "یوسف" کی عربی تفسیر حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی ہے جسے کسی جگہ شائع نہیں کیا گیا۔ فقیر نے عرض کیا کہ اس کا (اصل متن سمیت) اردو ترجمہ نوری کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے اور فقیر کے پاس ایک نسخہ موجود ہے۔ مولانا موصوف بہت متعجب ہوئے اور کتاب دیکھنے کی خواہش کی جو بعد میں حضرت صاحبزادہ سید محمد حسن شاہ صاحب نے پوری کردی۔ چنانچہ انھوں نے "الخزائن ۔۔۔۔۔۔" کے عنوان سے جو فہرست مفصل نوادر المخطوطات العربیہ لکھی ہے اور جسے لائبریری کی طرف سے شائع کیا گیا ہے کے حاشیہ پر اس کا حوالہ دیا ہے۔ مولانا کوکب مرحوم نے کتاب کا تعارف ان الفاظ میں مذکورہ فہرست میں درج کیا ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف - ابوحامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ

اوراق ۹۵ خط نسخ سطور ۱۹ کاتب محمد عبید تقطیع ۲۱×۱۴ س م تاریخ کتابت ۱۱۶۱ھ۔ اِس تفسیر کے غزالی کی تالیف ہونے کے بارے میں بوھار لائبریری

کی فہرست میں شمس العلماء ہدایت حسین کا بیان ہے کہ اس نے مذکورہ لائبریری میں اسی تفسیر کے نسخے کے متن میں احیاء کا تذکرہ مؤلف کی تالیف کی حیثیت سے دیکھا ہے (جلد ۱۱ صفہ ۱) بعض فہرست نگاروں نے اس تالیف کو "دُرّ البیضاء" کے نام سے اور بعض نے "سِرّ العالمین" کے نام سے بھی درج کیا ہے۔

تفسیر کا انداز صوفیانہ اور قصصی ہے۔ آیات کی تفسیر کے ضمن میں مؤثر نصائح و تشبیہات اور نکات درج کیے گئے ہیں جن میں احیاء العلوم کے رنگ کی جھلکیاں محسوس کی جا سکتی ہیں۔ ترغیب و موعظت کا پہلو نمایاں ہے۔" (الخزائن جلد اوّل صفہ ۱۴۲)

حضرت المکرم جناب الحاج صاحبزادہ محمد حسن شاہ صاحب مہتمم نوری کتب خانہ لاہور کے ارشاد پر فقیر نے جب اسے موجودہ تفسیری انداز میں مرتب کرنا شروع کیا تو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود تفسیر غزالی "سورۂ یوسف" بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس قلمی نسخہ کے آخر میں کاتب محمد عبید لکھتے ہیں۔

" الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسلہم خصوصًا علی محمد و آلہٖ و اصحابہٖ و اتباعہٖ و من تبعہم اجمعین" "بعون اللّٰہ تعالیٰ و حسن توفیقہٖ بتاریخ نہم بماہ جمادی الاوّل سنہ ۱۱۶۱ھ من الهجرۃ النبویۃ بوقت نماز ظہر در روز دوشنبہ من ید الفقیر الحقیر خاک پائے فقراء علماء و صلحاء محمد عبید تحریر یافت۔ در محلہ چغبافاں در چوک نخاس متصل مدرسہ بخشی عبدالحلیم خان در بلد لاہور۔"

ہر کہ خواند دُعا طمع دارم زانکہ من بندہ گنہ گارم
الٰہی بیامرز ایں ہر سہ را نویسندہ خوانندہ بندہ را

(احقر محمد حفیظ نیازی عفی عنہ)

[illegible] : ۲ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۰ھ

حرفِ آغاز

کچھ مصنف کے بارہ میں

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ، اسلاف کی آنکھوں کی ٹھنڈک، دین کے علمبرداروں کی مقدس نشانی، اسلام کے بطل جلیل اور ملتِ اسلامیہ کے لئے عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ اہلِ نظر نے انھیں پانچویں صدی کا مجدد بتایا۔ اور اہلِ خبر نے انھیں حجۃ الاسلام پایا۔

آپ شہر طاہران کے اندر سنہ ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ یہ شہر خراسان کے ضلع طوس میں واقع ہے۔ والدِ محترم چونکہ سُوت کا کاروبار کرتے تھے بایں وجہ غزالی کہلائے، جنہوں نے یہ کہا ہے کہ ضلع طوس کے غزالہ نامی گاؤں میں آپ کی ولادت ہوئی، اُن کا بیان درست نہیں کیونکہ مذکورہ ضلع میں اس نام کا کوئی گاؤں نہیں ہے۔ امام صاحب کے چھوٹے بھائی امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی علم و عمل میں سرمایۂ روزگار ہوئے۔ والدِ محترم نے اپنے دونوں فرزندوں کو تحصیل و تکمیل علوم کے پورے مواقع بڑے شوق سے فراہم کیے کیونکہ اُن کی تمنا تھی کہ میرے جگر کے یہ ٹکڑے آسمانِ علم و عرفان کے شمس و قمر بن کر اپنی تابانی دکھائیں۔

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی فہرست یوں تو کافی طویل ہے لیکن آپ کو حضرت امام الحرمین رحمۃ اللہ کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہوا، جس کے باعث یہ کُندن زرِ خالص ہو گیا۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۴۷۸ھ/۱۰۸۵ء) کا اسمِ گرامی عبدالملک بن عبداللہ الجوینی ہے اور ابو المعالی وضیاء الدین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی تربیت کیلئے

مرشدِ کامل بھی ایسے ملے جن پر اہلِ نظر بھی جان و دل قربان کرتے تھے اس مردِ حق آگاہ سے حضرت شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۷ھ / ۱۰۸۴ء) مراد ہیں۔ اُدھر امام موصوف میں بے پناہ فطری صلاحیتیں اور اِدھر ایسے سرمایۂ روزگار حضرات کے لطف و کرم کو دیکھ کر صاف نظر آرہا تھا :۔

ع کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنابندی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ عقلیہ و نقلیہ میں اس درجہ کمال حاصل کیا کہ نہ صرف اپنے دَور میں یگانۂ روزگار ہوگئے بلکہ قیامت تک آپ کی انفرادیت کو خراجِ عقیدت پیش کیا جائے گا۔ جن علوم و فنون سے قدرت نے پوری فیاضی کے ساتھ نوازتے ہوئے اُمتِ محمدیہ کے لیے آپ کے وجود کو ایک انمول تحفہ بنادیا تھا، اُن کے اختصاص کا کوئی بے بصر ہی انکار کرے گا یا جو بدمذہبی کا شکار اور شیطان کا آلۂ کار بن گیا ہو، کیونکہ آپ کے عدیم المثال علمی کارنامے کی بنیاد محض عقلیات پر نہیں بلکہ بصارت کے ساتھ بصیرت، عقلِ فطری کے ساتھ عشقِ الٰہی، کاوشِ پیہم کے ساتھ تائیدِ ایزدی، نورِ عقل کے ساتھ فراستِ مومنانہ اور جسدِ علم کے اندر رُوحِ روحانیت کی وہ کارفرمائی نظر آتی ہے جسے دیکھ کر ہر صاحبِ نظر کو یہی کہنا پڑتا ہے کہ :۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ یعنی یہ دونوں سمندر مل کر بہہ رہے ہیں کیونکہ :۔

عقل و دل و نگاہ کا مُرشدِ اَوّلیں ہے عشق!
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بُتکدۂ تصورات

خدائے ذوالمنن اپنے اس حقیر بندے کو ان چند سطور کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازے (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۞

گدائے درِ اولیاء : اختر شاہجہانپوری مظہری عفی عنہ

(۱۱ر ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۰ء)

شان نزول

حضرت امام اجل عالم فاضل ابوحامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ حکایت فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گروہ نے آکر کہا: اے محمد ہم لوگ نہ کتاب جانتے ہیں نہ علم، نہ مسلمانوں کی قوم سے خبردار ہیں۔ ہم میں سے کسی نے اگلی اُمتوں میں سے کسی اُمت کی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ ہم اور ہمارے سب باپ دادا بارہ سو برس سے بُت پرستی کرتے چلے آتے ہیں۔ ہم تیرے اُوپر کس طرح ایمان لائیں۔ ہم نے کبھی اپنے باپ دادا سے یہ نہیں سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے پاس کوئی رسول ان میں بھیجا ہو۔ رسولِ خدا نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ بے شک خدا خوب جانتا ہے۔ کہ تم کتاب اور مسلمانوں کی قوم سے واقف نہیں ہو۔ اور اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بے پڑھوں میں ایک رسول انھیں میں سے بھیج دیا۔ اور رسول اللہ نے فرمایا۔ اہلِ توریت اور اہلِ انجیل سے میرا حال دریافت کرو۔ وہ بتا دیں گے۔ وہ گروہ اُسی وقت واپس آیا اور ابوجہل کے چچازاد بھائی عترۃ کے گھر میں جمع ہوا اور کعب بن اشرق اور ابن یامین اور مالک بن نصیف اور حیی بن اخطب کو ایک خط لکھا اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور عظمت اور سب احوال اور صفات کا ذکر کیا اور یہ تحریر کیا کہ ہم میں ایک شخص اس شان اور اس صفت و فصاحت کا ظاہر ہُوا ہے اور وہ نبوّت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اگر تمہیں اُس کا کچھ حال معلوم ہو تو ہمیں بتاؤ۔ یہود کے سردار اس خط کے پڑھتے ہی اور اُس میں جو امرِ حق تھا۔ اس کے پہچانتے ہی تھرّا گئے۔ اور فوراً اس خط کا توریت سے مقابلہ کیا رسول اللہ کی صفات کو بالکل مطابق پایا اسی وقت رسول اللہ

کو پہچان گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ - اہل کتاب رسول کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں۔ پھر یہود نے قاصد سے کہا اس شخص سے تین باتیں دریافت کرو۔ اگر جواب دیدیا تو جان لو کہ وہ اللہ کا رسول ہے تہاری اور ہماری طرف ہمارا رسول جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ بنی اسرائیل میں سے تھا اور یہ رسولِ عربی جو عرب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں ان کی تعریف ہمارے ہاں لکھی ہوئی ہے۔ جس وقت یہود کا خط اس گروہ کے پاس آیا اسی وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ کہا اے محمد اگر تو سچا نبی ہے تو ذوالقرنین اور روح کا حال بتا اور حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کا قصہ بیان کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عنقریب جواب دوں گا۔ چونکہ آپ نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا اس سبب سے وحی کے آنے میں دیر ہوگئی اور دیر کا قصہ مشہور و معروف ہے پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف نازل کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

له الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ۟ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

الف سے مراد اَنَا ہے اور لام سے لی اور رے سے ربوبیت اللہ تعالیٰ اپنی واحدانیت اور صفات اور ربوبیت کی قسم ارشاد فرماتا ہے کہ جس بندے نے ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اُسے عذاب نہیں کرنے کا۔ بعض علماء کے نزدیک الف سے مراد آلاء (یعنی نعمتیں) ہیں۔ اور لام سے لطف اور رے سے ربوبیت اللہ اپنی نعمتوں اور لطف اور ربوبیت کی قسم فرماتا ہے۔ یہ کتاب جو تیرے اوپر نازل ہوئی ہے لوح محفوظ میں ہے۔ تِلْكَ اٰیٰاتُ الْکِتٰبِ تلک آیات کی طرف اشارہ ہے یعنی اس سورۃ کی آیتیں قرآن کی آیتیں ہیں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے اور نازل

کرنے والا اللہ ہے یہ اس واسطے ارشاد فرمایا کہ لوگ کہتے تھے محمد نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے۔ کوئی شخص محمد کو سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین یعنی جس کی طرف نسبت کرتے ہیں اُس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن نہایت فصیح عربی زبان میں ہے۔

له شیخ امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کا قصہ سورۂ یوسف کے اندر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے کہ یہ سورت نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار سات سو اٹھاسی کلمے اور سات ہزار چھ سو چھیاسی حروف ہیں اس سورت کے کئی نام ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ کو عبرت کہا۔ لقد کان فی قصصہم عبرت لاولی الالباب اس سورت کو سورۃ وعید بھی کہتے ہیں۔ حکیم اس کو سورۂ احسن کہتے ہیں زاہد اس کو سورۂ زہد، عارف اس کو سورۂ معرفت اور عمگین لوگ اس کو سورۂ راحت کہتے ہیں محب لوگ اس کو سورۂ محب کہتے ہیں۔ فرشتے سورۂ حسن۔ پیغمبر سورۂ روح کہتے ہیں۔ عابد سورۂ ریاضت اور عام لوگ سورۂ یوسف کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں چار قصوں کو عبرت فرمایا۔ ایک قصہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ والوں کے ساتھ۔ دوسرا قصہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ۔ تیسرا قصہ یوسف علیہ السلام۔ چوتھا دودھ کا ● قصہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ● دوسرا قصہ موسیٰ علیہ السلام اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّشَآءُ ● تیسرا قصہ یوسف علیہ السلام ● چوتھا وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْكُمْ دودھ کہ ہم دیتے ہیں عبرت ہے۔ پہلے پاکیزہ کھانا تھا۔ جب معدہ میں پہنچا۔ غذا ہوئی۔ جب چھاتیوں میں پہنچا۔ پاکیزہ دودھ بن گیا یہی حال بندہ مومن کا ہے۔ اُس دن کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ تجھ کو کہا مومن ہوا تو پاک دنیا میں جب آیا تو عیب اور گناہ میں بھر گیا کہ دنیا جائے عیب اور آلائش ہے۔ جب قبر میں گیا کا لعدم ہوا تو پاکیزہ دودھ اس وقت پاک ہو سکے کہ پستان میں پہنچے۔ بندہ اس وقت پاک ہوئے کہ قبرستان پہنچے۔ دودھ چھاتیوں سے باہر آئے بچوں کو چاہیے۔ بندہ قبر سے باہر آوے حوروں کے پاس پہنچے اس قصے میں عبرت ہے صابروں کے واسطے تاکہ جانیں کہ بلا پر صبر کرنے سے فتحمندی ہے اور بھی عبرت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بلا پر صبر کیا اور نعمت پر شکر گذارا تندرستی اور سلطنت کو پہنچے۔ یعقوب علیہ السلام نے بھی محبت فراق میں صبر کیا اور نعمت وصال پر شکر بجالائے۔ آخر فرزند کے وصال کی دولت کو پہنچے۔ اور دیدہ غم دیدہ نے راحت اور فرصت دیکھی۔ دوسرے اس قصہ میں مجرموں کے واسطے عبرت ہے اس واسطے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جتنا ظلم اور بے مروتی یوسف علیہ السلام کے ساتھ کی۔ آخر یوسف علیہ السلام سے برائی کے بدلہ میں بھلائی دیکھی اور اپنی ایک برائی کے بدلہ میں سو برائی حاصل کی مولا تبارک و تعالیٰ کی یہ ایک رمز ہے کہ گنہگاران اُمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھاتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کریم تھے اور میں اُن سے زیادہ کریم ہوں۔ جتنا بھائیوں نے اُن پر ظلم کیا وہ اُن سے

(باقی ص۱۳ حاشیہ)

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا تاکہ تم سمجھو۔

میں اس کتاب کا نام قرآن ارشاد فرمایا۔ اس کتاب کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔ ایک "فرقان" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ برکت والی ہے وہ ذات جس نے فرقان نازل کیا اور دوسرا "کتاب" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَابَ تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری۔ تیسرا "حکیم" فرمایا يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ چوتھا "مہیمن" فرمایا مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ پانچواں "مجید" فرمایا بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ چھٹا "عزیز" فرمایا وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ساتواں "محکم" فرمایا كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ آٹھواں "نور" فرمایا وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (ناموں کے بیان میں اس سبب سے اختصار کیا کہ کتاب دراز نہ ہو جائے)

(بقیہ حاشیہ صلا) درگذرے اور بھائیوں سے بیزار نہ ہوئے۔ تم اے گنہگار بندو گناہ کرتے ہو اور گناہ کی طرف عنیبہ رکھتے ہو میں اکرم الاکرمین ہوں تم سے درگذر کرتا ہوں۔ اور تمہارے منہ پر نہیں لاتا ہوں اور تم سے بیگانگی اور نا آشنائی نہیں کرتا نکتہ۔ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ اتنا ظلم کیا لیکن ان کا نام بھائی ہونے سے نہ گیا۔ بندۂ مومن باوجود ہزار گناہ کے اگر نام مومنین کا اس سے نہ جائے کچھ تعجب نہیں۔ اس قصہ میں عارفوں کے واسطے معرفت کی زیادتی ہے اور تائبوں کے واسطے امیدواری مغفرت ہے۔ اور صابروں کے واسطے امید راحت ہے اور احسان کرنے والوں کے واسطے امید جنت ہے اور محتاجوں کے واسطے امید بر آنے حاجت کی ہے اور غمگینوں کے واسطے تقریب بشارت ہے معصوموں کے واسطے لباس سلامتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص سورہ یوسف پر عمل کرے اور اس کو پڑھے اللہ تعالیٰ سختی موت کے وقت اس کی مدد کرتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص چاہے کہ غم و اندوہ دور ہو سورۂ انعام پڑھے اور اگر چاہے عذاب قبر دور کرنا سورۂ اعراف پڑھے اور جو چاہے کہ نفاق مجھ سے دور ہو سورۂ انفال پڑھے۔ جو شخص چاہے کہ میرا غصہ جاتا رہے سورۂ والعصر پڑھے۔ اور جو چاہے کہ دل کی تنگی جاتی رہے۔ سورۂ حم تین پڑھے اور جو چاہے کہ یہ تمام بلا مجھ سے دفع ہوں سورۂ یوسف پڑھے۔

فصل قرآن پڑھنے والے کے فضائل کے بیان میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اسے یہ گمان ہے کہ خدا اُسے نہیں بخشے گا وہ قرآن کا منکر ہے اور یہ بھی فرمایا ہے جس نے قرآن پڑھا اس نے ایسے مضبوط قلعہ میں پناہ لی کہ جس کی راہ کسی کو نہیں مل سکتی قرآن پڑھنے والے کو ہر حرف کے عوض میں دس نیکیوں کا اور لام کے عوض دس نیکیوں کا ثواب ہے۔ الف کے عوض میں دس نیکیوں کا اور لام کے عوض دس کا اور رے کے عوض دس کا۔

قرآن ایک گہرا دریا ہے کسی نے اس کی تہ دریافت نہیں کی۔ اور کوئی اس کی انتہا تک نہیں پہنچا جس شخص نے قرآن کی ایک سورۃ ظاہری اور باطنی توجہ سے پڑھی، خدا تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا درخت لگاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس درخت کے کسی پتے کے سایہ میں سے نکل جانا چاہے تو وہ شخص اس پتے کے سایہ کے قطع کرنے سے پہلے بڈھا ہو جائے گا۔ قرآن پڑھنے والے کے بعوض ہر آیت کے ایک درجہ ہے ہر ایک دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ثریٰ اور ثریا میں۔ جس نے قرآن پڑھا اس کے اور دوزخ کے درمیان اللہ تعالیٰ سات خندقیں بنا دیتا ہے۔ ہر ایک خندق کا عرض ہزار برس کی راہ ہے۔ قرآن والے خدا والے ہیں۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جس نے خدا سے محبت کی اس کے لئے جنت ہے۔ جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی اور جس نے خدا سے دشمنی کی اس کے لئے دوزخ ہے۔

حکمت فضائل قرآن

اصمعی نے کہا ہے کہ میں نے جنگل میں ایک اعرابی ہاتھ میں ننگی تلوار لئے دیکھا مجھے گمان ہوا کہ نشے میں ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا اپنے کپڑے اُتار دے اور اپنی موت سے اپنا گھر ویران نہ کر۔ میں نے کہا تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ جواب دیا رستہ لوٹنے والا کسی کو نہیں پہچانتا۔ اگر میں تجھے جانتا ہوتا۔ تو پہچان ہونے سے انکار کرتا۔ میں نے کہا کیا تو نہیں جانتا تو میرے ساتھ جو کچھ کرے گا خدا تجھ سے اُس کی باز پرسش کریگا۔ اُس نے جواب دیا میرے لئے رزق ضرور ہے اگر خدا مجھ سے میرے فعل کی پرسش کرے گا تو میں اُس سے رزق کی پرسش کرونگا۔ میں نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو رزق زمین میں ڈھونڈتا ہے۔ اُس نے کہا کہاں ڈھونڈوں۔ میں نے کہا وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ یعنی تمہارا رزق آسمان میں ہے۔ اعرابی نے فی الفور تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور یہ کہنے لگا استغفر اللہ ربی۔ میرا رزق تو آسمان میں ہے اور میں زمین میں ڈھونڈھ رہا ہوں۔ ابھی اس کا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا کہ دو روٹیاں اور ایک بڑا پیالہ گرم شوربے کا اُس کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ اس ظہور کا سبب یقین کامل اور سچی نیت تھا۔ اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ خدا تجھے ہدایت کرے۔ جس طرح تو نے مجھے رزق کی ہدایت کی میں اس کی حالت پر سخت حیران اور روتا ہوا خدا کی قدرت پر تعجب کرتا ہوا واپس آیا۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات بھی نہیں ہے۔ خدا بڑا قادر ہے دوسرے سال جب میں مکہ شریف حج کو گیا تو اس اعرابی سے ملا۔ میں نے اُسے طواف میں دیکھا۔ اُس نے مجھے پہچان لیا اور کہا کیا فلاں جنگل میں ہماری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا تمہارا نام کیا ہے میں نے کہا اصمعی۔ اعرابی نے کہا اے اصمعی

اُس وقت سے اس وقت تک ہمیشہ ہر رات کو دو روٹیاں اور ایک بڑا پیالہ گرم شوربے کا آجاتا ہے۔ جب میں کھانا کھالیتا ہوں تو وہ پیالہ میرے پاس رہ جاتا ہے۔ اور میں اسی وقت سے خدا کی اطاعت اور بندگی میں مشغول ہوں اور عبادت کی رغبت اس وقت تک ہر رات زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو میں اس پیالہ کو چاندی کا پاتا ہوں اور میرے پاس اس وقت بہت سے پیالے ہیں۔ میں نے اس اعرابی سے کہا۔ تو ان پیالوں کو اپنے اہل و عیال پر کیوں نہیں خرچ کرتا۔ اُس نے کہا میں نے اُسی وقت سے خدا سے یہ عہد کر لیا ہے کہ میں کوئی کام خدا کے حکم کے بغیر نہیں کرنے کا ہوں اور خدا نے مجھے کچھ حکم نہیں دیا ہے۔ پھر کہا اے اصمعی مجھے اِسی قسم کا کوئی اور شعر سُنا۔ میں نے کہا وہ شعر نہیں تھا کلام خدا تھا اور میں نے یہ آیت فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ اور سنائی۔ یعنی آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم یہ تمہاری گویائی کی طرح حق ہے۔ سُنتے ہی اُس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اعضاء کانپنے لگے اور یہ کہنے لگا کہ قسم کھانے پر کس نے مجبور کیا تھا اور منہ کے بل گر پڑا۔ میں نے جو اُسے خوب ہلا کر دیکھا تو مرا ہوا پایا۔ غیب سے ہاتف کی یہ آواز آئی جو شخص خدا کے اولیاء میں سے کسی ولی کی نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ اس بدوی کی نماز پڑھے۔ ہم نے اسے غسل دیا اور کفنایا اور دفن کر دیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اچھی ہیئت پر میں نے اُسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کس سبب سے تو اس درجہ کو پہنچا۔ جواب دیا۔ تو نے قرآن پڑھا تھا۔ اس کے سننے اور کلام خدا پر صدق دل کے ساتھ یقین لانے سے۔

جعفر بن عیاش نے کہا ایک شخص میرا ہمسایہ مر گیا اور وہ بدکار تھا میں نے جبہ پہنے ہوئے اُسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا بخش دیا۔ میں نے کہا تو تو بدکار اور گنہگار رہتا۔ تجھے یہ درجہ کس سبب سے ملا کہا خاموش رہ۔ قرآن کا پڑھنے والا بدکار اور گنہگار نہیں ہوتا۔ میں نے کہا تجھے قرآن کی کون سی سورت

اچھی طرح پڑھنی آتی تھی کہا یٰسین اور الدخان، مجھے یٰسین نے جنت میں پہنچایا اور سورہ الدخان کے سبب عذاب سے نجات حاصل ہوئی جنید بن محمد کہتے ہیں: میرا ایک ہمسایہ جیلخانہ کا داروغہ تھا۔ جب وہ مرا تو لوگ اسے میری مسجد کے دروازے پر لائے تاکہ میں اُس کی نماز جنازہ پڑھوں۔ میں نے اس کی نماز پڑھنے سے انکار کیا۔ لوگ اسے میری مسجد کے دروازے سے اٹھا کر لے گئے اور خود نماز پڑھ کے اسے دفن کر دیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کا لباس بھی سبز ہے اور قبہ بھی۔ دریافت کیا کہ تجھے یہ درجہ کس سبب سے ملا کہا قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی تلاوت زیادہ کرنے سے تو جب تُو نے مجھ سے نفرت کی تو حق میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ جن کو مخلوق دھکے دیتی ہے اور جو جا حتمند ہیں۔ ان کو میں قبول کرتا ہوں محمد بن سماک سے کسی نے پوچھا سب سے بڑا درجہ کون سا ہے فرمایا اہل قرآن کا درجہ۔ کیونکہ اہل قرآن کا درجہ انبیاء کے قرب تک پہنچتا ہے۔ سائل نے کہا آپ کو یہ کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا میں نے استاد کو خواب میں دیکھا کہ سبز قبے میں ہیں اور لباس بھی سبز ہے۔ میں نے سلام کیا اور کہا اے استاد آپ کہاں ہیں فرمایا فاتحۃ الکتاب کے قبے میں اور میرے اوپر سورہ واقعہ کا لباس ہے اور سورہ اخلاص کا عمامہ۔ میری زینت اور آرائش یہی ہے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ پورا قرآن نہیں پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا اگر میں پورا قرآن اخلاص سے پڑھتا تو ہر سورت کے عوض میں ایک خلعت عطا ہوتا۔ میں ہر رات ہر صبح کے وقت ان دو سورتوں کو اس طرح پڑھا کرتا تھا کہ خدا کے سوائے اور کوئی نہ سنے اور باقی قرآن تو یہ چاہتا تھا کہ سُننے والے سُنیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن کو قرآن کیوں کہتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کو قرآن اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس کا ایک جزو دوسرے جزو کے نزدیک ہے اور ملا ہوا ہے۔ جیسے کہ قرآن کے اجزا آپس میں نزدیک اور ملے ہوئے ہیں۔ اسی طرح قرآن کا قاری خدا سے نزدیک ہے خدا سے ملا ہوا ہے اور جس طرح

کہ قرآن سب کلاموں سے بزرگ اور بڑھ کر ہے اسی طرح قرآن کا قاری سب عابدوں سے بزرگ اور بڑھ کر ہے۔ اور جس طرح تمام خلق قرآن کی مثل کے بنانے سے عاجز ہے اور جس طرح قرآن انبیاء کی فضیلت سے نہ زیادہ ہے نہ کم اسی طرح اہل قرآن کی فضیلت انبیاء کی فضیلت سے نہ کم ہے نہ زیادہ، پس کوئی چیز نہ قرآن کی بدل ہے نہ قرآن کے قاری کی اور جس وقت قاری قرآن پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح تو نے مجھے یاد کیا میں تجھے یاد کروں گا اور جس طرح تو نے مجھے دنیا میں نہیں بھولا میں تجھے آخرت میں نہیں بھولنے کا۔ اور قرآن کی تلاوت اعمال نامہ میں سے گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نیکیاں بدیوں کو دُور کر دیتی ہیں۔ قول اللہ تعالیٰ کا عربیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں عرب کو ان تین سبب سے دوست رکھتا ہوں کہ میں خود عربی ہوں، اور قرآن بھی عربی ہے اور جنتیوں کا کلام بھی عربی ہے کہتے ہیں۔ کہ بغداد میں ابن سماک کی مسجد میں ایک سائل نے بطریق صدقہ کھڑے ہو کر ایک درہم مانگا۔ شیخ ابن سماک نے کہا تو قرآن کی کوئی سورت اچھی طرح پڑھنی جانتا ہے۔ سائل نے کہا سورۂ فاتحہ۔ ابن سماک نے کہا پڑھ۔ سائل نے پڑھی۔ ابن سماک نے کہا اس کا ثواب میرے ہاتھ بیچ دے۔ سائل نے کہا کتنے کو خریدتا ہے۔ ابن سماک نے کہا بعوض کل زمینوں اور کل کپڑوں اور کل دیناروں کے کہ جن کا میں مالک ہوں۔ سائل نے کہا میں تو فقیروں کی طرح ایک درہم مانگنے آیا تھا کلام خدا بیچنے نہیں آیا تھا پھر وہ سائل قبرستان کو چلا گیا جس وقت وہ قبرستان میں پھر رہا تھا اولے پڑنے لگے وہ قبرستان کی کسی کوٹھڑی میں گھس گیا۔ وہاں ایک سوار سے ملاقات ہوئی کہ جس کے کپڑے سبز تھے اور جس کی زین پر ہزار درہم کی ایک تھیلی تھی سوار نے سائل سے کہا تو نے ہی فاتحہ کے ثواب کے بیچنے سے انکار کیا تھا۔ کہا ہاں۔ سوار نے سائل سے کہا یہ تھیلی لے لے اس میں دس ہزار درہم ہیں۔ ہر ایک درہم کی ایک طرف قُلْ ہُوَ اللّٰہُ لکھی ہوئی ہے اور دوسری طرف سورہ فاتحہ۔ کہا یہ درہم

خرچ کرو جس وقت یہ درہم خرچ ہو جائیں گے ہم اسی قدر اور دیں گے۔ سائل نے کہا تو کون ہے۔ سوار نے کہا میں تیرا حاجتمند نہیں ہوں۔ سائل کہتا ہے پھر وہ سوار میرے پاس سے چلا گیا۔

"اللہ تعالیٰ کا قول ہے شاید تم سمجھو اور ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں عقل نہیں اس میں دین نہیں ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا مجنون کا دین نہیں ہے فرمایا عقل سے جنون کی ضد مراد نہیں بلکہ ایمان کی ضد مراد ہے ... ہے وہ بے دین ہے اور بعض نے کہا ہے کہ سمجھنے سے مراد ذکر کرنا ہے یعنی شاید کہ تم یاد کرو۔ اہل عرب بولتے ہیں کیا میرے بیان کو تو نے یاد کر لیا۔ کلبی نے کہا اس آیت سے ابن امین اور عبداللہ بن سلام ابو عتبہ یمانی مراد ہیں۔ کیونکہ انھوں نے جس وقت یہ قصہ سنا اسی وقت اسلام قبول کر لیا اور یہودیت چھوڑ دی۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ

- ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سُناتے ہیں اسلئے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی۔

★ سب قصوں سے بہتر قصہ ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں۔ یہ آیت نضر بن حارث کا جواب ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قریش میں نضر بن حارث سب سے زیادہ تونگر تھا اور اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ دشمن تھا اور وہ تجارت کے لئے عجم کا سفر کیا کرتا تھا۔ اور وہاں سے عجمیوں کے قصے اور رستم اور اسفندیار اور ان کے بادشاہوں کی کہانیاں اور کتاب شاہنامہ خرید کر کے لایا کرتا تھا اور یہ شاہنامہ ایک کتاب ہے کہ جس کو قصہ خوانوں اور داستان گویوں نے اس سبب سے گھڑا ہے کہ بادشاہوں اور رئیسوں کے دل اُن کے قصوں کی طرف رجوع ہوں اور اس کتاب شاہنامہ میں جھوٹے اور لغو قصے جمع کئے ہیں۔ نضر بن حارث اس کتاب کو بحفاظت تمام لاتا تھا اور زرِ کثیر خرچ کر کے عربی میں اس کا ترجمہ کراتا تھا۔ پھر مکے میں آکے مجلس کرتا تھا اور اپنی قوم کو بلاتا تھا۔ اور ہر روز ان قصوں میں سے ایک قصہ سناتا تھا اور قریش اس کے پاس جمع ہوتے

تھے۔ قصہ خوانی سے فارغ ہو کر کہتا تھا کلام اور قصہ کہنے میں میں بہتر ہوں یا محمد۔ لوگ کہتے تھے محمد تجھ سے بہتر نہیں ہے (معاذ اللہ)۔ بلکہ تو محمد سے قصہ گوئی اور کلام میں بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نضر بن حارث کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی کہ "اور بعض لوگ بغیر علم کے راہ خدا سے گمراہ کرنے کے لئے بیہودہ قصے خریدتے ہیں"۔ جب نضر بن حارث کی قصہ گوئی کے بعد اس بیہودہ گوئی کا شہرا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی اللہ تعالیٰ نے نضر بن حارث کی اس بیہودہ گوئی (قصہ گوئی میں میں بہتر ہوں یا محمد) کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہم سب قصوں سے بہتر قصہ تجھ سے بیان کرتے ہیں۔

فصل لفظ وجوہ کی تفسیر کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قیامت کے دن بعض چہرے روشن اور خنداں اور بشاش ہونگے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے چہروں کا دیکھنا عبادت اور صدقہ ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں حدیث میں چہروں سے اولیاء اور خدا کے دوستوں کے چہرے مراد ہیں۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ "اُن کے چہروں میں اُن کی علامتیں ہیں یعنی سجدوں کے نشان"۔ اور بعض کہتے ہیں علماء کے چہرے مراد ہیں۔ اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے یعنی عالم کے چہرے کا دیکھنا عبادت ہے اور بعض کہتے ہیں ماں اور باپ کے چہرے کا دیکھنا مراد ہے۔ اور بعض کہتے ہیں پیر کے چہرے کا دیکھنا مراد ہے۔ کیونکہ پیر اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی امت میں اور بعض کہتے ہیں اصحاب رسول اللہ کے چہرے کا دیکھنا مراد ہے۔ قرآن کو احسن اور بہتر اس سبب سے ارشاد فرمایا کہ قرآن میں امر اور نہی اور وعدہ اور وعید اور مثالیں اور خبریں اور قصے اور وصل اور ہجر اور طرد اور عکس اور وجد اور وجود اور اتصال اور انفصال اور تذکر اور تفکر اور

نیکی اور بدی اور عقاب اور حساب اور ثواب اور عذاب اور حیرت اور حسرت اور دین اور دُنیا اور لطافت اور کثافت اور حلال اور حرام اور لاکھوں علم ہیں۔ کہ جن میں سے ہر ایک علم کا سمجھنا ہزار سمجھ پر موقوف ہے تیرا دِن لغو اور باطل ہے اور تیری شب غافل ہے اے مسکین تیری زندگی جانوروں کی سی زندگی ہے۔ تو فنا ہونے والی چیزوں سے خوش ہے اور تجھے آرزوؤں سے فرحت ہے۔ جس طرح نیند میں خواب دیکھنے والا لذّتوں سے خوش ہوتا ہے اور تو ایسی چیزوں کی سعی اور کوشش کرتا ہے جن کو تو کل عنقریب بُرا اور مکروہ سمجھے گا۔ دُنیا میں جانور بھی اسی طرح زندگی بسر کرتے ہیں دوسرے شخص کا مقولہ ہے۔ اے نادان خوابِ غفلت سے بیدار ہو کیونکہ گور میں مدّت دراز تک سونا ہے علی الصباح مرنے کے لئے۔ ہوشیار ہو جا۔ ممکن ہے کہ شام کو پیام اجل آ جاوے گناہوں اور خطاؤں کا فکر کر اور میری بات بغور سُن۔ گور میں جانا ضرور ہے اور گور کی راہ بڑی ہولناک ہے کسی اور شخص کا مقولہ ہے تو غفلت میں ہے اور تیرا دِل کھیل کود میں مشغول ہے عمر ساری جاتی رہی اور گناہ جس طرح تھے اسی طرح ہیں۔ اور اَولادِ آدم کی صورت کو اس سبب سے احسن ارشاد فرمایا۔ کہ مصوّر تین چیزوں پر تصویر نہیں کھینچ سکتے اور اللہ تعالیٰ نے اُن تینوں چیزوں پر تصویر کھینچی اور وہ تینوں چیزیں یہ ہیں۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ ہوا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت بنائی۔ اور آگ پر جنوں کے باپ کی اور پانی پر اولاد آدم کی کسی شخص نے ایک عاشق سے دریافت کیا آپ کا کیا حال ہے۔ کہا صَانع یعنی خداوندِ حقیقی نے جو کچھ بنایا ہے مَیں اُس کا عاشق ہوں۔ کیونکہ جسے صانع یعنی خداوند حقیقی سے محبت ہوتی ہے اُسے اس کی صنعت کی طرف رغبت ہوتی ہے اور صانع کی صنعت ہی نے مجھے صانع کی طرف رہنمائی اور رہبری کی ہے۔ نعمان بن بشیر نے کہا میں نے ایک خوبصورت لونڈی کی طرف نگاہ بھر کے دیکھا۔ لونڈی نے کہا۔ اے مسلم کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورتوں کی

طرف دیکھنے سے منع نہیں فرمایا مَیں نے کہا بے شک منع فرمایا ہے اُس نے کہا پھر تُونے میری طرف کیوں دیکھا مَیں نے کہا مَیں نے تیری طرف خواہش نفسانی سے نہیں دیکھا بلکہ جبّار کی صنعت کی طرف مَیں نے نظر کی ہے۔ اُس نے کہا میں بادشاہ جبّار پر ایمان لائی اور میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا وحدہٗ لاشریک کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اذان کو اس واسطے احسن ارشاد فرمایا کہ اذان ہر ندا اور ہر آواز سے احسن اور بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن خدا کے امین ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ مؤذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی اور انبیاء اور عُلماء اور شہداء کے بعد اہلِ جنّت میں سب سے زیادہ مؤذن منور ہوں گے اور مؤذن جب تک کہ جنّت میں اپنا درجہ نہیں دیکھ لیتا دُنیا سے نہیں جاتا اور جس نے سال اذان کہی اس کا حشر اولیاء کے گروہ کے ساتھ ہو گا اور جس نے دو سال اس کا شہیدوں کے گروہ کے ساتھ اور جس نے تین سال اس کا انبیاء کے گروہ کے ساتھ۔ مؤذنوں کے لئے ہر ایک چیز استغفار کرتی ہے۔ یہاں تک مچھلیاں بھی دریا میں۔ مؤذن جس وقت اذان کہتا ہے تو اذان کہنے سے فارغ ہونے تک ملائکہ بھی اُس کی موافقت کرتے ہیں یعنی جو کچھ وُہ کہتا ہے وہی وہ کہتے ہیں۔ اور جب اذان سے فارغ ہو جاتا ہے تو ملائکہ قیامت تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جو مؤذنی کی حالت میں مر جاتا ہے اُسے عذابِ قبر نہیں ہوتا اور مؤذن موت کی تکلیف کے وقت سختی نہیں دیکھتا اور دفن ہونے کے بعد قبر کی تنگی اور سختی نہیں دیکھتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نُور کے منبر رکھے جاویں گے اور ان پر قبے ہوں گے اور ایک پکارنے والا پکارے گا فقیہ اور امام کہاں ہیں۔ مؤذن کہاں ہیں کہ مَیں ان کو ان منبروں پر اس وقت تک بٹھاؤں جس وقت تک اللہ تعالےٰ

بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے اور اُن پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ کسی قسم کا غم۔
اور سورۂ یوسف کو اس سبب سے احسن ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ساری مخلوق سے حسن میں زیادہ تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سبب سے ارشاد فرمایا کہ یہ قصہ سب قصوں سے بہتر ہے اور دین کو اس سبب سے احسن فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبی پر دو یا تین چیزیں یا زیادہ واجب کی تھیں اور جو چیزیں کہ سب نبیوں پر واجب کی تھیں وہ سب کی سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب کیں۔ زجاج نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے "اے محمد ہم تجھ سے سب سے اچھا ذکر بیان کرتے ہیں" اور اس قصے کو احسن القصص اس سبب سے کہا کہ "صاحب قصہ" سب سے بہتر تھا۔ بعض کہتے ہیں بلکہ معنے یہ ہیں کہ یہ قصہ اور سب قصوں سے نہایت پورا اور کامل ہے اور لفظ احسن بمعنے تمام کے ہے اور چیز اچھی تب ہوتی ہے جب وہ پوری اور کامل ہو۔

وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ○

• اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ "اگرچہ پہلے تو غافلوں میں سے تھا" علماء کا اس غفلت کے معنے میں اختلاف ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ ہمارے بیان کرنے سے پہلے تو اِس قصہ سے غافل تھا یعنی جب تک ہم نے یہ قصہ بیان نہیں کیا تھا تو اُس قصہ سے بے خبر تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کس شئے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح پردے غفلت کے دور کرنے سے پہلے تجھے یوسف اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے قصے کی کچھ خبر نہ تھی۔ بعض حکماء نے کہا ہے جو غافل ہوا اُس پر پردہ حائل ہو گیا۔ اور جس پر پردہ حائل ہوا وہ مردود ہو گیا۔

بعض علماء نے کہا زمین کا پیٹ حسرتوں سے بھرا ہوا ہے اور انسان کا دل غفلتوں سے۔ میں نہیں جانتا کہ زندوں کی غفلتیں زیادہ ہیں یا مُردوں کی حسرتیں۔ یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نیکیاں گذر گئیں اور گناہ باقی رہ گئے اور آدمی غافل ہیں اور چوپایوں کی طرح کھاتے ہیں اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔ تو غفلت میں ہے اور تیرا دِل کھیل کُود میں ہے اور عمر جا چکی اور گناہ جیسے تھے ویسے ہی ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کعبے کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے اور رو رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے اے خدا جو کچھ غفلت کے دنوں میں مجھ سے ہوا معاف کر غفلت کے دِنوں کا افسوس ہی مجھے کافی ہے ذوالنون مصری فرماتے تھے اسی وقت ہاتف نے غیب سے آواز دی کہ بندہ جو غفلت میں کرتا ہے ہم اس کا مواخذہ بندے سے نہیں کرتے۔ حلاج نے فرمایا ہم تیرا ذکر نہیں کرتے مگر غفلت کے وقت کیونکہ بندہ جب حاضر ہوتا ہے تو تیرا ذکر نہیں کرتا۔ کیونکہ تیرا مشاہدہ تیرے ذکر سے مانع ہے پس تیرا ذکر غافلوں ہی کے لئے ہے نہ مشاہدہ کرنے والوں کے لئے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے میں نے تیرا کبھی ذکر نہیں کیا مگر جب تو نے میرا ذکر کیا ہے۔ پس میرا ذکر اُس کا ذکر ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے وہ ذات پاک کہ جس کا اُس کے سوا اور کوئی ذکر نہیں کرتا ہے اور جس کو اُس کے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا ہے اے مذکور الذاکرین جب میرے آشنا مجھے بھول گئے تو تُو مجھے یاد کر۔ میں تجھے لحظہ بھر بھول گیا تھا اِس سبب سے میں نے تجھے یاد کیا۔ اور زبان کا ذکر سب ذکروں سے زیادہ آسان ہے۔ غم میں جب میں نے دیکھا کہ تو حاضر ہے تو مجھے معلوم ہوا کہ تو ہر جگہ موجود ہے اور میں نے تجھ سے بے کلام کے خطاب کیا اور بے آنکھوں کے تیرا مشاہدہ کیا۔ قریب تھا کہ میں محبت کے سبب سے بے موت کے مر جاؤں اور دِل خفقان کے سبب سے

سرگشتہ اور پریشان ہوگیا تھا۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ○

یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! میں نے گیارہ تارے اور سورج چاند دیکھے انھیں اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا

● اس آیت کے متعلق علماء اور حکماء کے بہت سے کلام ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام دن رات ایک آن ایک لحظہ حضرت یوسف علیہ السلام سے جُدا نہیں ہوتے تھے اور عاشقوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان خوبرو کو دیکھا کہ ایک بڈھے کی داڑھی پکڑے ہوئے طمانچے لگا رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے تو کہاں چلا گیا تھا۔ کہاں غائب ہوگیا تھا۔ میں نے کہا اس بڈھے کے ساتھ یہ تو کیوں کرتا ہے کہا یہ میری محبت کا دعوٰے کرتا ہے اور تین دن سے غائب ہے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ کلمہ سنتے ہی منہ کے بل بیہوش ہو کر گر پڑا اور جب مجھے ہوش ہوا تو ضعف اور ناتوانی کے سبب سے کھڑا نہ ہوسکا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ نازل کیا تھا کہ "اے داؤد عاشق کو اپنے دوست کے دروازے سے کسی وقت جدا نہیں ہونا چاہیئے"! اور بعض کتابوں میں لکھا ہے جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے اور زبان سے غیر کا ذکر کرے وہ جھوٹا ہے۔ جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے اور غیر کو سجدہ کرے وہ جھوٹا ہے۔ جو شخص میری محبت کا دعوٰے کرے اور مجھے بھول جائے وہ جھوٹا ہے۔ جو شخص میری محبت کا دعوٰے کرے اور کھانے پینے میں اُسے لذّت آئے۔ وہ جھوٹا ہے۔ جو شخص میری محبت کا دعوٰے کرے اور اس کے دل میں غیر کا خیال آئے وہ جھوٹا ہے۔ جو شخص میری محبت کا دعوٰے کرے اور رات کو مجھ سے غافل ہو کر سو رہے وہ جھوٹا ہے تعجب ہے کہ عاشق کو نیند کس طرح آتی ہے۔ عاشق کو ہر ایک قسم کی نیند حرام ہے۔ رُوح کی جدائی کے دن میں نے دل کو علیک السلام کہہ کر رخصت کر دیا تعجب ہے اس سونے والے سے کہ جس کا دوست ہر ایک ایسی چیز سے نگہبانی کر رہا ہے جو اندھیرے میں چلتی ہے۔ آنکھ ایسے بادشاہ سے

غافل ہو کر کس طرح سوتی ہے کہ جس کی طرف سے سینکڑوں نعمتیں آتی ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو دن کو خواب دیکھا اس میں کیا حکمت ہے بعض علماءؒ نے کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کی ران پر سر رکھے ہوئے سوتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے میں حیران اور فکرمند تھے۔ کہ یہ بہتر ہے یا سورج اور چاند۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی وقت بیدار ہو کر کہا کہ میری صورت کے مقابل سورج اور چاند بے حقیقت ہیں۔ میں نے سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ سورج اور چاند بے حقیقت ہیں اور میں جوّادِ مطلق کی صنعت اور زندہ ہوں۔ مشہور ہے کہ دن کا خواب غلط ہوتا ہے مگر یہ بات بالکل غلط ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی دن ہی کو خواب دیکھا اور قطیفوں نے بھی دن ہی میں دیکھا۔ اور یہ دونوں خواب سچے تھے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا اے باپ میں نے دیکھا کہ گیارہ تارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ جس وقت کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے "إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا" کہا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے زور سے ایک چیخ ماری۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ ابا جان اس کا کیا سبب ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہے وہ مصیبت میں گرفتار ہوا ہے۔ خودی اور یہی انسان کو زیبا نہیں ہے۔ اربابِ رموز و اشارات نے کہا ہے "چار کلمے زبان سے ہرگز نہ نکالو ورنہ تکلیفوں میں گرفتار ہوگا۔ انَا اور لیَ اور عندیَ اور نحنَ ہرگز نہ کہو، انا کے معنی مَیں ہیں اور لیَ کے معنے میرے واسطے اور عندیَ کے معنے میرے پاس اور نحنَ کے معنے ہم فرشتوں نے نحنَ یعنی "ہم" کہا تھا۔ اُن پر آگ گری اور وہ جل گئے اور ابلیس نے "اَنَا" یعنی میں کہا تو ملعون ہوگیا اور قارون نے "عندی" کہا تھا یعنی میرے پاس۔ تو اللہ تعالےٰ نے اسے معہ اس کے خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا۔ اور فرعون نے "لی" کہا تھا یعنی میرے

واسطے تو اللہ تعالیٰ نے اُسے ڈبو دیا جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے باپ میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ تارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کرتے ہیں تو حضرت یعقوب بہت بڑے اور نہایت بے قرار ہوئے۔ حضرت یوسف نے کہا اباجان یہ موقع خوشی کا ہے نہ غم کا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ بیٹا ہر خوشی کے بعد غم ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خوف سے کہ کہیں یوسف بھائیوں سے خواب بیان نہ کر دے یہ کہا کہ تو خواب کی تعبیر میں تکرار نہ کر۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتایئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا گیارہ تاروں سے تیرے گیارہ بھائی مراد ہیں۔ اور سورج سے مراد میں ہوں اور چاند سے تیری خالہ مراد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو خواب میں خوشخبری دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دنیا کی بشارت سے سچا خواب مراد ہے۔ اور آخرت کی بشارت سے جنت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نیکوں کا خواب سچا ہوتا ہے اور ظالموں کا خواب جھوٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر جھوٹ اور بہتان کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے عذاب کرے گا جس نے آزاد کو بیچ دیا اُسے اللہ تعالیٰ عذاب کرے گا۔ جس نے قرآن کو مخلوق اور جھوٹا خواب بیان کیا اللہ تعالےٰ اُسے عذاب کرے گا۔ جس نے خدا کے دیدار کا انکار کیا۔ اللہ اُسے عذاب کرے گا۔ حکایت ایک بادشاہ نے اپنے ایک ہمنشین سے اپنا ایک راز پوشیدہ کہا۔ اس ہمنشین نے وہ راز ظاہر کر دیا۔ بادشاہ نے بھی کسی کی زبانی سُنا۔ بادشاہ نے کہنے والے سے دریافت کیا تو نے کس سے سُنا۔ اُس نے کہا فلاں شخص سے بادشاہ نے اس شخص سے دریافت کیا اُس نے کہا میں نے فلاں شخص سے سُنا ہے۔ یہاں تک کہ اخیر کے شخص نے کہا میں نے آپ کے ہمنشین سے سُنا ہے بادشاہ نے ہمنشین کے سُولی دینے کا حکم دیدیا اور یہ لکھ کر اُس کی گردن میں لٹکا دیا جو شخص بادشاہ کا راز ظاہر کرے اُس کی یہی سزا ہے جو شخص نادانی

سے بادشاہ کا ہمنشین بنا اُس نے بے انتہا نادانی کا کام کیا۔ غور کرنا چاہیئے بادشاہوں کے راز ظاہر کرنے کی جب یہ سزا ہو تو خالق کے راز ظاہر کرنے کی کیا ہوگی۔ حلاج نے کہا ہے میرا راز پُل صراط سے زیادہ باریک ہے۔ اور میری شان کی بزرگی ملے جلے رہنے میں ہے میری فصاحت اور میری دانش سوئی کے ناکے میں گھس جاتی فرش کے دھبے کی طرح میں تمہارے در پر ذلیل ہوں۔ حکایت ایک پارسا نے رابعہ عدویہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا میں بھوکا ہوں۔ رابعہ عدویہ نے کہا جا اے کذاب بھوک ایک راز ہے۔ ہمارا مولیٰ امانت داروں کے سوا کسی کے پاس اُسے نہیں رکھتا۔

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا ط — کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے مت کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔

• اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعقوب علیہ السلام نے کہا "اے بیٹے اپنا خواب بھائیوں سے نہ کہنا۔ جب بھائی اور عزیزوں سے راز کا چھپانا ضرور ہے تو غیروں سے ہرگز کہنا نہ چاہیئے اگر بیان کر دے گا تو وہ تجھ سے فریب کریں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا نبی فریب نہیں کرتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نبیوں کے جرم کی شیطان کی طرف نسبت کی۔ ندا کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ندائے توبہ ندائے اجابت۔ ندائے کرامت۔ ندائے وحشت۔ ندائے حسرت ندائے غربت ندائے بشارت۔ ندائے رحمت۔ ندائے عقوبت۔ ندائے ہیبت۔ ندائے نغمہ۔ ندائے رؤیا وعبادت لیکن ندائے توبہ آدم وحوا کے لئے تھی فَنَادٰھُمَا رَبُّھُمَآ اَلَمْ اَنْھَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَۃِ اور ندائے اجابت حضرت نوح علیہ السلام کے لئے وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ اور ندائے کرامت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھی وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اور ندائے وحشت حضرت یونس علیہ السلام کے لئے تھی فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ

إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ اور ندائے ضر حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے تھی وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ہ اور ندائے غربت حضرت ذکریا علیہ السلام کے لئے تھی وَ ذَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۔ اور ندائے بشارت حضرت مریم علیہا السلام کے لئے تھی فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي اور ندائے رحمت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ اور ندائے عقوبت دوزخیوں کے لئے ہے وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ اور ندائے ہیبت بھی دوزخیوں کے لئے ہے اور [illegible]ت جنتیوں کے لئے ہے وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا اور ندائے رویا و عبادت حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ہے :

يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ حضرت آدم علیہ السلام کو ندائے مغفرت حاصل ہوئی ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ یعنی پھر آدم علیہ السلام کو رب نے پسند کیا اور اس کی طرف رجوع ہوا اور ہدایت کی اور نوح کی ندا قبول ہوئی فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ہم بہتر قبول کرنے والے ہیں اور حضرت ابراہیم کو ندا سے فدیہ ملا۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ہ اور حضرت یونس علیہ السلام نے ندا کے سبب سے نجات پائی فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ہم نے اس کی دعا قبول کی اور مصیبت دور کر دی اور حضرت ذکریا علیہ السلام نے ندا کے سبب سے لڑکا مع نبوت کے پایا إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے اور حضرت مریم نے نداء کے سبب سے حضرت مسیح کو مع نشانی کے پایا وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً ۱ اور ابن مریم اور اس کی ماں کو ہم نے نشانی بنایا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ندا کے سبب سے رحمت حاصل ہوئی وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ندا کے سبب سے بادشاہت ملی وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ

حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ اُم شمعون کے سوائے کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کلام نہیں سنا تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جنگل سے آئے آتے ہی خالہ نے خواب کا حال بیان کر دیا اور کہا محنت اور مشقت تو تم کرو اور التفات اور توجہ یوسف کی طرف ہو۔ خالق اور مخلوق کے نزدیک راز کھولنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ نکتہ جب خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مخلوق میں سے کوئی شخص کسی شخص کا راز ظاہر کرے تو خود قیامت کے دن گنہگاروں کا راز کس طرح ظاہر کرے گا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں شبلی کے پاس گیا اور وہ رقص اور وجد کی حالت میں اس مضمون کے شعر پڑھ رہے تھے۔ مجنون بن عامر نے عشق ظاہر اور آشکارا کر دیا اور میں نے چھپا دیا اور غم میں ہلاک ہو گیا۔ قیامت کے دن جس وقت یہ ندا دی جائیگی کشتۂ عشق کدھر ہے تو سب سے آگے میرا غم اور عشق بڑھے گا۔ میں نے شبلی سے کہا اے ابوبکر غم اور شوق کے سوائے میں اور کوئی مرض تجھ میں نہیں دیکھتا۔ شبلی نے کہا اے بھائی شوزہ جب تک نہیں جل جاتا آگ یہ نہیں ٹھہرتا۔ پھر ایک دُور سے چیخ ماری اور یہ کہا جوان کو اپنا مرض دکھائی دیتا ہے دوسرے کا نہیں دکھائی دیتا۔ چار عورتوں نے چار مردوں کے بھید ظاہر کئے ہیں ام شمعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کا بھید ظاہر کیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے حضرت نوح کا اور حضرت لوط کی بی بی نے حضرت لوط کا۔ اور حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے تین عورتوں کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی اور ایک کا بھید چھپایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی شکایت کی فرمایا یعنی کافروں کے لئے اللہ نوح کی بی بی اور لوط کی بی بی کی مثال بیان کرتا ہے اور حضرت حفصہ کی بھی شکایت کی یعنی جس وقت کہ نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک پوشیدہ بات کی۔ عبداللہ ابن عباس نے

فرمایا کہ رعویل کے گھر میں حضرت یوسف کے بھائی اکٹھے ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ یوسف علیہ السلام کے باب میں کیا تدبیر اور حیلہ کرنا چاہیئے نکتہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم حضرت نوح علیہ السلام کے قتل پر متفق اور آمادہ ہوئی اللہ نے ان کو درہم برہم کر دیا اور نمرود اور نمرود کی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قتل پر متفق اور آمادہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی درہم برہم کر دیا اور فرعون اور فرعون کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر آمادہ ہوئی اللہ نے ان کو بھی درہم برہم کر دیا اور یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر آمادہ ہوئے اللہ نے ان کو بھی درہم برہم کر دیا۔ اہل مکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی درہم برہم کر دیا۔ اسی طرح اے مومن جب شیاطین تیرے بہکانے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اللہ اُن کے گروہ کو متفرق اور پراگندہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی میرے بندوں پر تیرا کچھ بس نہیں چل سکتا۔ اے قوم نوح تم نوح علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ میرا نبی ہے۔ اے نمرود تو ابراہیم علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتا کہ وہ میرا نبی اور خلیل ہے۔ اے فرعون تو موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتا کہ وہ میرا نبی اور کلیم ہے۔ اے یہود تم عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتے کہ وہ میرا نبی اور روح ہے۔ اے مکہ والو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل نہیں کر سکتے کہ وہ میرا نبی اور رسول اور حبیب ہے۔ اے شمعون تو یوسف علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکتا کہ وہ میرا نبی ہے۔ اے ابلیس تو مومنوں کو گمراہ نہیں کر سکتا کہ وہ میرے دوست ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا " تیرے بھائی تجھ سے حسد کریں گے۔

فصل حسد کے بیان میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ حاسد کو خدا اور خلق سب نے چھوڑ دیا ہے اور

اس کی کوئی نیکی کسی وقت مقبول نہیں ہوتی۔ حاسد کبھی سردار نہیں ہو سکتا۔ حاسد مشرک ہے اور حاسد اور مشرکوں کا گناہ ایک ہے کیونکہ حاسد اپنے مولیٰ کی عطا کا منکر ہے اور حاسد جیتے اور مرتے غمگین رہتا ہے۔ حاسد فقیر ہے اور خدا کے نزدیک حقیر۔ حاسد کی دو نشانیاں ہیں۔ سامنے تیری تعریف کرے اور پیچھے تیری غیبت اور برائی۔ حاسد جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ حاسد ناسپاس اور ناشکرا ہے اور قیامت کے دن اُس کی مغفرت نہیں۔

حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی راہ میں ابلیس ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہچان لیا اور اس کو مارنے کے لئے عصا اٹھایا۔ ابلیس نے کہا اے موسیٰ میں عصا سے نہیں ڈرتا البتہ دل باصفا سے ڈرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا دلِ باصفا کی کیا پہچان ہے کہا حسد کا چھوڑنا اور صراط کا منتظر رہنا۔ اے موسیٰ میں تجھے چار وصیتیں کرتا ہوں۔ حسد سے اپنے تئیں بچانا۔ قابیل نے ہابیل سے حسد کیا تو کافر ہو گیا اور تکبر سے اپنے تئیں بچانا۔ میں تکبر کی وجہ سے ملعون ہوا۔ جب تک کہ تیسرا آدمی نہ ہو (نامحرم) عورت کے ساتھ خلوت نہ کرنا۔ کیونکہ جس جگہ صرف ایک مرد اور ایک عورت ہو تو تیسرا وہاں میں ہوتا ہوں۔ شیطان نے جس وقت چوتھی وصیت کرنے کا ارادہ کیا اُسی وقت آسمان سے فرشتہ اُترا اور اس نے کہا کہ چوتھی وصیت مت سُن۔ یہ بات حق ہے کہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ الخ یعنی تیرا رب تجھے مقبول کرے گا اور تجھے خواب کی تعبیر سکھائے گا۔

فصل علم کی فضیلت میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ علم کی طلب کو گھر سے نکلتا ہے۔ گھر سے نکلنے سے
چالیس برس پہلے اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دس
نبیوں کو دس قسم کے علموں سے آراستہ اور کامل کیا۔ پس علم ہر ایک چیز سے نہایت
بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنی مومنوں اور عالموں کے اللہ درجے بلند کرتا
ہے۔ عالموں کے لئے دنیا اور آخرت میں بہت سے درجے ہیں۔ دنیا کے درجے
عزت اور ہیبت اور کرامت اور محبت اور شریعت اور فضل اور امانت اور
وقار اور ثنا اور سنا اور دین کے درجہ عطا اور حسن اور رضا اور لقا اور اجر کبیر اور
فضل کثیر اور رحمت اور نعمت اور شفاعت اور تضعیف حسنات (یعنی نیکیوں
کے ثواب کا دو چند اور سہ چند کرنا) اور درجہ زیادت اور دس علم جو دس نبیوں
کو دیئے گئے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں
کے ناموں کا علم دیا گیا۔ یعنی آدم علیہ السلام کو کل نام سکھائے گئے اور حضرت
ادریس علیہ السلام کو قلم اور کتابت کا علم دیا گیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کو علم
شریعت دیا گیا۔ یعنی جس دین کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی تھی وہ دین تمہارے لئے
شرع کیا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم جدل اور علم مناظرہ دیا گیا۔ "کیا
تو نے اُس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے مجادلہ اور مناظرہ کیا" الآیۃ
اور حضرت داؤد علیہ السلام کو علم حکمت دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یعنی "اللہ نے
اُسے ملک اور حکمت دی" الآیۃ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی
سکھلائی۔ یعنی ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مناجات
کا علم عطا ہوا۔ یعنی اس کے رب نے اُس سے کلام کیا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطن
اور علم فراست مرحمت ہوا۔ قولہ تعالیٰ "یعنی اُس کو ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا"۔
اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل علوم اور حکمت کے جمیع اقسام مرحمت ہوئے۔

قولہ تعالیٰ یعنی جو کچھ کہ تو (اے محمد) صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا تھا۔ (اللہ تعالیٰ نے) تجھے تعلیم کر
دیا (الآیۃ) اور حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر کا علم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی
اللہ تجھے خوابوں کی تعبیر سکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ اپنے کام پر غالب ہے
لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے" یعنی اکثر آدمی اللہ کی قدرت اور اللہ کی حکمت اور اللہ کے ارادے
کو نہیں جانتے ہیں اور اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ کوئی شخص اللہ سے غالب
نہیں ہے اور کوئی اللہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یعنی کوئی اللہ کے علم اور ارادے سے تجاوز
نہیں کر سکتا۔ اور کسی کا ارادہ اس کے ارادے سے بڑھ کر نہیں ہے اور کسی کی حکمت اس
کی حکمت سے بڑھ کر نہیں ہے اور کسی کی قدرت اُس کی قدرت سے بڑھ کر نہیں ہے۔

اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ○
وَكَذٰلِكَ يَجۡتَبِيۡكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ
مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ وَيُتِمُّ نِعۡمَتَهٗ
عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعۡقُوۡبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا
عَلٰٓى اَبَوَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ
اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ○
لَقَدۡ كَانَ فِىۡ يُوۡسُفَ وَاِخۡوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ
لِّلسَّآئِلِيۡنَ ○ اِذۡ قَالُوۡا لَيُوۡسُفُ
وَاَخُوۡهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيۡنَا مِنَّا وَ
نَحۡنُ عُصۡبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِىۡ
ضَلٰلٍ مُّبِيۡنِ ○ اۨقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ
اَوِ اطۡرَحُوۡهُ اَرۡضًا يَّخۡلُ لَـكُمۡ
وَجۡهُ اَبِيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ

بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اور
اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا
انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کریگا۔
اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے
دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پہ پوری کی۔
بے شک تیرا رب علم و حکمت والا ہے۔
بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے
والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جب بولے کہ ضرور
یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ
پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے
باپ صراحتاً انکی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یوسف
کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ کہ تمہارے باپ
کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد پھر

قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ○ نیک ہو جانا۔

● پھر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا ہم کو اور ہمارے باپ کو تجھ سے ساری مخلوق کی نسبت محبت زیادہ ہے۔ ہم نے ایسا جھوٹ کبھی نہیں سُنا تو سچ بتا کہ تو نے کیا خواب دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سر جھکا لیا اور دیر تک فکرمند رہے اور اپنے دل میں کہا۔ اگر میں بتاتا ہوں تو باپ کے وعدے کے خلاف ہوتا ہے اور اگر انکار کرتا ہوں تو جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور مجھے جھوٹ بولنا زیبا نہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ یوسف کے بھائیوں نے کہا تجھے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق اور یعقوب علیہما السلام کے حق کی قسم تو ہمیں اپنا خواب بتا دے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب بیان کر دیا۔ کوئی گناہ عقوق یعنی ماں باپ کی ایذا سے بڑا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عقوق یعنی ماں باپ کی ایذا دینے کی حالت میں مرا وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔ عاق یعنی ماں باپ کے ایذا دینے والے سے کہہ دے جو جی میں آئے نیکی کر تجھے ثواب نہیں ملے گا۔ خدا کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور خدا کی ناخوشی، ماں باپ کی ناخوشی میں جس نے ماں باپ کو ایذا دی۔ اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ عذاب قبر سب سے زیادہ سخت عاق یعنی ماں باپ کے ایذا دینے والے کے لئے ہے۔ ماں باپ کا ایذا دینے والا اور منافق جب دفن ہوتے ہیں تو دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں جاتے ہیں۔ جب عاق یعنی ماں باپ کا ایذا دینے والا یا رب کہتا ہے تو اللہ لبیک اور سعدیک کی جگہ لا لبیک اور لا سعدیک کہتا ہے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ○ ان میں ایک کہنے والا بولا یوسف کو مارو نہیں اور لے اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔ کہ کوئی چلتا اسے آ کر لے جائے اگر تمھیں کرنا ہے۔

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى یُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ○ بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اسکے خیرخواہ ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "بھائیوں نے کہا اے باپ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ہمیں یوسف علیہ السلام پر امین نہیں جانتا"۔ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے مالک کہا یعنی تجھے کیا ہو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور چہرہ زرد ہو گیا اور سب بھید پہنچ گئی۔ گویا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کے دل کی برائی علمِ فراست سے دریافت کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مومن کی فراست سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔ جب فراست مومن کے لئے ہے تو انبیاء کے لئے بدرجہ اولیٰ ہے۔ چار شخصوں نے چار شخصوں کی نسبت فراست سے دریافت کیا اور ان کی فراست ٹھیک ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اولاد کا حال فراست سے دریافت کیا اور اُن کی فراست صحیح ہوئی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فراست سے دریافت کیا اور اُن کی فراست ٹھیک ہوئی اور حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت فراست سے دریافت کیا اور اُن کی فراست ٹھیک ہوئی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنانے کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حال فراست سے دریافت کیا اور فراست ٹھیک ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اولاد کے دلوں کی بُرائی دریافت کر لی۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اولاد کو خواب میں بھیڑیئے کی شکل میں دیکھا۔

تنبیہہ: ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو گناہ کے وقت بھیڑیوں کی شکل میں دیکھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے توبہ کے وقت ستاروں کی صورت میں پس گنہگار کی صورت بھیڑیے کی سی ہے اور توبہ کرنے والے کی تارے کی سی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کو ابتداء میں دیکھا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے انتہا اور خاتمے میں اور دارومدار خاتمہ ہی پر ہے بعض علماء نے کہا ہے۔ لوگ خاتمہ کے لئے روتے ہیں اور میں سابقہ

کے لئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی جن کے لئے ابتدا میں پہلے سے ارادہ ہوگیا ان کے لئے انتہا میں ولایت واجب ضرور" ہے ۔ قولہٗ تعالیٰ ۔ یعنی ہم یوسف علیہ السلام کے حافظ اور نگہبان ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے نصیحت کا لفظ اُن کی زبان سے نکلوا دیا۔ کیونکہ اُن کا قول ہی یوسف کی بادشاہت کا سبب ہوا ۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے دلوں میں تو خیانت پوشیدہ تھی اور دیانت اور نصیحت ظاہر کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے احوال کے مطابق نہیں کیا۔ بلکہ اُن کے اقوال کے مطابق کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے احوال کی طرف نظر نہیں کی بلکہ اقوال کی طرف نظر کی۔ مجھے امید ہے کہ خدا مسلمانوں کے ان فعلوں کی طرف نہ دیکھے جو غفلت کی حالت میں ہوئے ہیں ۔ بلکہ اُن کے اقوال کی طرف نگاہ کرے ۔ کسی شخص نے کہا ہے کہ چار چیزیں چار شخصوں سے ممکن نہیں ہیں ۔ منافق کا سچ بولنا محال اور ناممکن ہے اور حرص والے سے دیانتداری محال اور ناممکن ہے ۔ اور بخیل سے مروت ناممکن ہے ۔ اور حاسد سے نصیحت ناممکن ہے ۔ قولہ تعالیٰ :

اَرۡسِلۡهُ مَعَنَا غَدًا يَّرۡتَعۡ وَ	کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ میوے کھائے
يَلۡعَبۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○	اور کھیلے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

"کل یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ بھیج ۔ کھائے گا پیئے گا اور کھیلے گا اور ہم اُس کے حافظ اور نگہبان ہیں ۔ یوسف علیہ السلام نے دل میں سوچ کر کہا کھیل اچھی چیز نہیں ہے اور ہم کھیل کے لئے نہیں پیدا ہوئے ۔ حضرت یعقوب نے اُن سے کہا میں نہیں بھیجتا یوسف میرا حبیب اور آنکھوں کی روشنی ہے ۔ حبیب کا فراق سخت ہے ۔ بیٹوں نے کہا آپ کے پاس واپس لانے تک ہم یوسف علیہ السلام کی حفاظت کریں گے ۔

(ترجمہ اشعار) کسی عاشق کو خدا فراق میں مبتلا نہ کرے ۔ فراق کا مزا تلخ اور کڑوا ہے ۔ اگر فراق کہیں ہمیں مل جاتا تو اُسے بھی ہم فراق کا مزہ چکھاتے ۔ موت کی تکلیف اور سختی صرف گھڑی بھر ہے پھر آدمی اُس کو بھول جاتا ہے اور دوست کا فراق ہمیشہ دل میں باقی

رہتا ہے ۔ سینکڑوں مصیبتیں میرا دل جھیل رہا ہے اور میری روح فراق کے ڈر سے گھلی جاتی ہے ۔ دوست کا فراق نہایت سخت ہے اور عاشق کا دل بیمار ہے ۔ اگر تمہارے نزدیک میرا گناہ محبت ہے تو بے شک میرا گناہ بہت بڑا ہے ۔ اور جو شخص محبت میں سچا ہے وہ دوست کے دروازے پر قائم ہے کون شخص ہے کہ جس کا شوق تازہ اور نیا ہے ۔ مجھے تیرا شوق قدیم سے ہے یعقوب علیہ السلام نے کہا ۔"

قَالَ اِنِّىۡ لَيَحۡزُنُنِىۡۤ اَنۡ تَذۡهَبُوۡا	بولا بے شک مجھے رنج دیگا کہ اسے لیجاؤ
بِهٖ وَاَخَافُ اَنۡ يَّاۡكُلَهُ الذِّئۡبُ	اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا لے اور تم
وَاَنۡتُمۡ عَنۡهُ غٰفِلُوۡنَ ○	اس سے بے خبر رہو ۔

● "وہ مجھے یہ بات غمگین کرتی ہے کہ تم یوسف کو لے جاؤ اور مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں یوسف کو بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اُس سے غافل ہو"۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے میں اُس سے ڈرتا ہوں ۔ بیٹوں نے کہا وہ کیا ہے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں ڈرتا ہوں کہیں یوسف کو بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اُس سے غافل ہو ۔

قَالُوۡا لَئِنۡ اَكَلَهُ الذِّئۡبُ وَنَحۡنُ	بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے اور
عُصۡبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ○	ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے انھیں غافل کہا تاکہ اللہ تعالیٰ اُن سے اُن کے فعل کا بدلہ نہ لے ۔ جو گناہ بندے سے غفلت اور بھول کی حالت میں ہوتا ہے اللہ اُس گناہ کا بدلہ نہیں لیتا ۔ اَنۡتُمۡ عَنۡهُ غٰفِلُوۡنَ ○ (اس آیت میں) دس اشارے ہیں ۔ پہلا تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے باپ کی محبت سے غافل ہو ۔ دوسرا تم اللہ سے غافل ہو ۔ تیسرا تم اپنے فعل سے غافل ہو ۔ چوتھا تم اپنی جزا سے غافل ہو پانچواں تم انجام سے غافل ہو ۔ چھٹا تم یوسف علیہ السلام کی سعادت اور یوسف علیہ السلام کی بادشاہت سے غافل ہو ۔ ساتواں تم یوسف علیہ السلام کے سامنے پست ہونے سے غافل ہو ۔ آٹھواں تم

اُس بات سے غافل ہو کر تم یوسف کی طرف محتاج ہو گے۔ نواں تم ترک خدمت سے غافل ہو۔ دسواں تم اس بات سے غافل ہو کر یوسف علیہ السلام تمہارے حسد اور مکر کو بخش دے گا۔ جاننا چاہیئے کہ غفلت عذاب اور ندامت کا باعث ہے۔

حکایت۔ ایک پارسا نے خواب میں اپنے اُستاد کو دیکھا اور استاد سے پوچھا آپ کے نزدیک سب سے بڑی حسرت کون سی ہے۔ استاد نے جواب دیا غافلوں کی حسرت۔

حکایت۔ ذوالنون مصری نے کسی پارسا کو خواب میں دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ پارسا نے جواب دیا اللہ تعالےٰ نے اپنے سامنے کھڑا کر کے مجھ سے یہ کہا۔ اے مدعی تُو نے میری محبت کا دعوےٰ کیا اور پھر تُو مجھ سے غافل رہا۔

حکایت۔ عبداللہ بن سلمہ نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا اور اُن سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ جواب دیا غفلت کی حالت میں زندگی گئی اور غفلت ہی کی حالت میں مَوت آئی۔ ابو علی وقاق کہتے ہیں ایک شیخ وقت بیمار تھے۔ ہم ان کی عیادت کو گئے اور ان کے اہل وعیال اور عزیز و اقارب اور شاگرد ان کے گرد اگرد جمع تھے شیخ ارذل عمر کو پہنچ گئے تھے اور رو رہے تھے۔ میں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا نماز اور روزے کے فوت ہونے کے سبب سے روتا ہوں۔ میں نے پوچھا نماز اور روزہ کیونکر فوت ہوا۔ فرمایا میری اس قدر عمر ہوئی اور میں نے اِس وقت تک ایک سجدہ بے غفلت کے نہیں کیا اور مَیں اس وقت مرنے کو ہوں اور اس وقت بھی جو غرض اللہ کے میرے پیدا کرنے سے ہے۔ اُس سے غافل ہوں۔ میرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر ایک سرد آہ بھری اور مر گیا۔ (ترجمہ اشعار) طالب دُنیا اگرچہ اُس کی عمر بڑی ہوئی ہو اور دُنیا میں اُسے عیش و سرور حاصل ہوا ہو عمارت بنانے والے کی مثل ہے کہ اُس نے عمارت بنا کر پوری کی اور جب عمارت پوری بن چکی تو اسی وقت گر پڑی۔ جس دن کہ میری قیامت قائم ہو گی میں نے اُس دن کی نسبت فکر کیا۔ یعنی میں نے اپنی مرت کے دن کی نسبت فکر کیا تو

مجھے معلوم ہوا کہ مَیں عزت و نعمت کے بعد قبرستان میں اکیلا ہوں تن تنہا نہ کوئی رفیق ہے نہ ہمنشین مقیم ہوں اور گناہوں کے سبب سے گرفتار ہوں۔ اور میرا تکیہ مٹی کا ہے اور منکر نکیر کی دہشت ہے اور میرے مسکن میں کیڑے ہیں۔ کہ وہ میرے دل کو کھا رہے ہیں اے میرے رب اے میرے مالک میں آج کے دن تیرے پاس تجھے ہی شفیع لایا ہوں کہ تو میرے گناہ بخش دے میں نے حساب کے حول و عرض اور اللہ کے سامنے اعمالنامہ دینے کے وقت ذلیل ہو کر کھڑے ہونے میں فکر کیا۔

صبح ہوتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا سر اور کپڑے دھوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو کپڑے پہنا کر خوشبو لگا کر بیٹوں کے سپرد کیا۔ (**اشارہ عجیب و غریب**) اے یعقوب تجھے یوسف سے محبت ہے پھر تو نے بیٹوں کے سپرد کیوں کر دیا۔ اے مومن تجھے خدا سے محبت ہے پھر جفا کس لئے ہے۔ اے خدا تجھے مومن بندے سے محبت ہے پھر قضا کس لئے ہے۔ قولہ تعالیٰ اور ہو جاؤ تم اس کے بعد صالح یعنی توبہ کرنے والے اور ایک روایت میں اس آیت کے یہ معنی آئے ہیں۔ اُس کے بعد تمہارے باپ کے نزدیک تمہارا وہ مرتبہ ہو جائے گا جو تمہارے لائق ہے اور عالم کہتے ہیں۔ کہ صالح وہ شخص ہے کہ توبہ کرے اور پھر گناہ کی طرف رجوع نہ ہووے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صالح وہ شخص ہے جس کا ظاہر اور باطن یکساں ہو اور بعض کہتے ہیں صالح وہ شخص ہے جس کی اللہ سے صلح ہو۔ اور بعض کہتے ہیں صالح وہ شخص ہے جو اپنی آنکھ کو عبرت اور نفس کو خدمت اور زبان کو ذکر اور دل کو معرفت اور ہاتھوں کو دُعا کے قابل کرلے بعض کہتے ہیں صالح وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والا۔ متقی اور پسندیدہ اور پاکیزہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام راہ میں آ کے بیٹھ گئے اور بیٹوں سے کہا جب تک تم اور یوسف واپس نہیں آنے کے مَیں یہاں سے نہیں جانے کا۔ اسی اثنا میں یوسف علیہ السلام کی بہن زینب نے خواب میں دیکھا کہ یوسف بھیڑیوں کے ہاتھ لگ گیا اور بھیڑیئے

اسے کھا رہے ہیں وہ گھبرا اور ڈر کر جاگ اُٹھی اور روتی ہوئی باپ کے پاس آئی اور باپ سے کہا میرے بھائی یوسف کے ساتھ آپ نے کیا کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تیرے بھائیوں کے ساتھ بھیج دیا۔ یوسف کی بہن زینب نے کہا اکیلے کو بھائیوں کے ساتھ کر دیا تاکہ اُس سے غلام کی طرح خدمت لیں آپ نے یہ بہت ہی بُرا کیا۔ پھر وہ بھائیوں کے پیچھے بھاگی۔ جب اُن کو جا پکڑا تو یوسف سے چمٹ گئی اور یوسف کے دامن سے لٹک گئی اور کہنے لگی کہ میں تجھ سے ہرگز جدا نہیں ہونے کی۔ (ترجمہ اشعار) جب چلنے کے لئے اونٹ آئے اور چلنا شروع ہوا تو آنسو بہنے لگے۔ خواب سے ڈری ہوئی ہم کو دکھائی دی اور زر موتی کی طرح اُس کے آنسو جاری تھے۔ بہن نے انگلیوں سے اشارہ کیا اور یوسف کو رخصت کر دیا۔ اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ تو کب واپس آئے گا۔ میں نے بہن کو جواب دیا اور دل میں سوزش تھی اے بہن میں تیرے قربان مجھے خدا کے فعل کا کچھ علم نہیں۔ خدا کی قسم محتاج نہیں جانتا کہ اُسے تونگری کب حاصل ہوگی اور اسی طرح جب پرندے متفرق ہوتے ہیں تو وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ اُن کو کب ملائے گا۔ بہن نے پکار کر کہا الٰہی یوسف تیرے پاس امانت ہے اور جو چیزیں تیرے پاس امانت ہیں۔ ان میں خیانت نہیں ہوتی فراق کی مصیبت کے برابر کوئی مصیبت نہیں ہے۔ فراق کی سوزش بہت بڑی ہے۔ وصال کے سوائے فراق کی اور کوئی دوا نہیں ہے" پھر بھائی یوسف کو لے گئے اور بہن روتی ہوئی غمگین واپس چلی آئی۔ حضرت یعقوب نے اُس سے کہا تو کیوں روتی ہے۔ اُس نے جواب دیا تھوڑی دیر کے بعد آپ بھی میرے ساتھ روئیں گے اور یہ رونا ایک مدت دراز کے لئے ہے۔ بعض عالموں نے کہا ہے۔ جب تک حضرت یوسف علیہ السلام نے سچا خواب نہیں دیکھا تھا حضرت یوسف کے بھائی حضرت یوسف کو دوست رکھتے تھے اور جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اس وقت تک فرعون حضرت موسیٰ سے محبت رکھتا تھا اور جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں ہوئے تھے اس وقت تک اہلِ مکہ کے محبوب تھے

اور اسی طرح جب تک کہ مومن اطاعت نہیں کرتا اس وقت تک شیطان مومن سے محبت رکھتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف کو لے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھتے رہے اور حضرت یوسف بھی حضرت یعقوب کی طرف پیچھا پھر پھر کے دیکھتے رہے یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی نگاہ سے غائب ہو گئے۔ جب تک کہ حضرت یوسف حضرت یعقوب کی نگاہ کے سامنے تھے، ہر ایک بھائی بڑے اکرام سے اپنے کندھے پر اٹھاتا تھا جب بھائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ اب باپ نہیں دیکھتا تو یوسف کو زمین پر پھینک دیا اور طمانچے لگانے لگے اور پاؤں پکڑ کر گھسیٹنے لگے اور حضرت یعقوب نے جو روٹی یوسف کے لئے دی تھی وہ کتے کے سامنے ڈال دی اور پانی بھی پھینک دیا۔ اسی طرح جب تک بندے پر مولیٰ کی نظر ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے اور شیطان اور شیطان کے لشکر سے امن میں ہوتا ہے اور جب وہ علانیہ گناہ کرنے کے سبب سے مولیٰ سے محجوب ہو جاتا ہے تو شیطان کا اس پر قابو چل جاتا ہے شمعون نے یوسف کے قتل کرنے کے لئے چھری نکالی یوسف روبیل کے ــــــ دامن سے چمٹ گیا۔ روبیل نے اسے دھکا دیا اور خوب مارا۔ اسی طرح یوسف کے ساتھ ہر ایک بھائی نے کیا۔ اُس وقت یوسف کو ہنسی آئی یہودا نے یوسف سے کہا یہ ہنسی کا وقت نہیں ہے حضرت یوسف نے کہا میں نے ایک دن تمہاری قوت اور زور کو دیکھ کر اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ جس کے ایسے قوی بھائی ہوں کوئی دشمن اس کا کیا کر سکتا ہے اور کسی کا اس پر کیا قابو چل سکتا ہے سو آج خدا نے میرے اُس بُرے خیال کے سبب سے تمہیں کو میرا دشمن بنا دیا۔ بندے کو چاہیئے کہ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرے جب یوسف نے یہ کہا

تو یہودا کے دل میں رحم آ گیا۔ کہا میرے دامن کے نیچے آ جا میں تیرا نگہبان ہوں اور بھائیوں نے یہودا سے کہا۔ کیا تو اپنے عہد سے پھر گیا۔ یہودا نے کہا جس عہد میں خدا کی رضا نہ ہو۔ اس عہد سے پھرنا اس پر قائم رہنے سے بہتر ہے۔ اگر تم یوسف کو قتل کرنا

چاہتے ہو تو پہلے مجھے قتل کر لو۔ قولہ تعالیٰ بھائیوں میں سے ایک بھائی نے یہودا نے کہا۔ یوسف کو قتل نہ کرو۔

فصل ظلم کے بیان میں

لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ۔ لَا تَقْتُلُوْا کے معنے لَا تَظْلِمُوْا کے ہیں۔ کیونکہ قتل بڑا ظلم ہے۔ ایک ظلم قیامت کے دن بہت سے اندھیروں کا سبب ہے ظالم کو ندامت ہوگی۔ اگر دانستہ ظلم کیا ہے۔ ظالم کو خدا بھول جاتا ہے۔ یعنی خدا ظالم سے رحمت کو پھیر دیتا ہے۔ ظالم فقیر ہو کر مرتا ہے اور اس کا حشر حقیر ہو کر ہوتا ہے اور ظلم کے سبب سے قبر اور لحد اور حشر میں اندھیرا ہوتا ہے۔ ظلم دوزخ اور خدا کے غصے کا باعث ہے۔ ظالم رحمت اور شفاعت سے محروم ہے۔ ظالم کے لئے قیامت کے دن افسوس ہے۔

(ترجمہ اشعار) "تو غافل سوتا ہے اور موت تجھ سے غافل نہیں ہے۔ اے غافل سونے والے موت کے لئے ہوشیار ہو جا۔ تیرا اس ویرانے میں ہمیشہ رہنے کا ارادہ ہے۔ تجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے یہی ارادہ کیا تھا۔ گذری ہوئی قوموں کا حال زمانے سے دریافت کر لے ان کے آثار اور اُن کے یادگار تجھے اُن کا حال بتا دیں گے۔ رات دن کا انقلاب کسی خاص سبب سے ہے تاروں کی گردش کسی خاص باعث سے ہے۔ جزا کے دن تجھے خدا کے پاس جانا ہے اور خدا کے پاس سارے جھگڑے کرنیوالے اکھٹے ہوں گے۔"

ظلم کے تین معنی ہیں۔ ایک معصیت۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی اے خدا ہم نے معصیت کی۔ دوسرے شرک۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ مشرکوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ تیسرے ایذا۔ قول اللہ تعالیٰ کا۔ ایذا دینے والوں کے لئے قیامت کے دن سخت

عذاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر ایک مظلوم ظالم سے ہر ایک شخص اپنے دشمن سے چمٹ جائے گا اور یہ کہے گا کہ میرا اور تیرا حاکم وہ عادل اور عالم ہے جو ظلم نہیں کرتا۔ توریت میں لکھا ہے "ظالم کا گھر ویران ہی ہو جاتا ہے خواہ چند روز کے بعد ہی کیوں نہ ہو" اور مشہور و معروف ہے۔ "جس نے ظلم کیا اس نے اپنا گھر ویران کر لیا" انجیل میں مذکور ہے "ظالموں کے لئے فلاح نہیں ہے" زبور میں ہے "اس کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ قرآن میں لکھا ہوا ہے یعنی "ظلم کے سبب سے یہ ظالموں کے گھر خالی پڑے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "مظلوم کی دعا ابر پر اٹھائی جاتی ہے اور قبول کی جاتی ہے اگرچہ چند روز کے بعد ہی کیوں نہ مقبول ہو" ترجمہ اشعار "اپنے بھائی پر ظلم نہ کر اگرچہ تجھے قدرت ہے۔ ظلم کا پھل انجام کار ندامت ہے۔ تو آرام سے سوتا ہے اور مظلوم بیدار ہے۔ اور تیرے لئے بد دعا کر رہا ہے اور خدا نہیں سوتا" تو یہودا نے بھائیوں سے کہا یوسف کو قتل مت کرو بلکہ گہرے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی مسافر اسے اٹھا لے جائیگا یہودا کا یہ قول سنتے ہی سب یہودا کے قول پر متفق ہو گئے اور یوسف کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ جس کنوئیں میں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا یہ کنواں شداد بن عاد کا بنوایا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کنواں سرِ راہ تھا اور یہ راہ نہایت دہشتناک تھی اور یہ کنواں سام بن نوح کا کھدایا ہوا تھا اور اس کنواں کا نام جب الاحزان تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کنوئیں کا نام دوش تھا اور یہ کنواں اُردن کے ایک جنگل میں سرِ راہ تھا اور اردن، مدین اور مصر کے درمیان ہے اور اس کنوئیں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا مکان تین فرسنگ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی چراگاہ دو فرسنگ تھی اور وہیں اُن کا یہ کنواں تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کنواں ایک وادی میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے مکان سے بارہ فرسنگ تھا اور اس جنگل کو فضائے ادنیٰ کہتے تھے۔

اور اسی کا نام اردن ہے۔ ایک شخص ہود نام اپنے زمانے میں بہت پرہیزگار اور متقی تھا اور بارہ سو برس کی اس کی عمر تھی۔ اُس نے حضرت شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کا قصّہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت اور حسن وجمال کا حال دیکھا اور یہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے ایک بزرگ اور مستجاب الدعوات شخص تھا۔ اُس نے جب یہ قصہ پڑھا تو خدا سے دُعا مانگی اے خدا میں یہ چاہتا ہوں کہ میری عمر اس قدر دراز ہو جاوے کہ میں یوسف علیہ السلام کو دیکھ لُوں۔ خدا نے اس کی دُعا قبول کر لی اور ہاتف نے اسے غیب سے آواز دی کہ جو کنواں شداد بن عاد نے کھدوایا ہے اُس کنوئیں میں جا کے رہ یوسف علیہ السلام تیرے پاس خود آئے گا۔ پس وہ شخص اس کنوئیں میں جا کے رہا اور خدا کی عبادت کرنے لگا اور ہر رات ایک انار کھاتا تھا اور ایک قندیل کہ عرش سے لٹکی ہوئی تھی اس کے اوپر روشن تھی۔ تیل اور بتی کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں کے گہراؤ میں پہنچے فی الفور اسی وقت وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ ایک مدت دراز سے میں آپ کا اور آپ کے ملنے کا مشتاق ہوں اے دوست اے آرام دل اور اے خدا کے نبی تو بھائیوں کی شکایت کسی سے نہ کر۔ خدا نے تجھے میرے شوق کی وجہ سے یہاں بھیجا ہے اور تیرے بھائیوں کو میری ملاقات کا سبب کیا ہے۔ پھر وہ شخص یہ کہہ کر کہ میں نے تجھے اللہ کے سپرد کیا مر گیا۔ اور گر پڑا اور بعض عالم کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جس وقت آئینہ دیکھا تو انھیں تکبّر ہوا۔ اس سبب سے اللہ تعالےٰ نے اُن کو کنوئیں میں ڈالا۔ آئینہ دیکھنے کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میری مثل کون ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی صورت بہت پسند آئی۔ اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو کنوئیں میں ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جو شخص عاجزی کرتا ہے اللہ اُسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اُسے ذلیل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی یوسف علیہ السلام کا وہ خیال اور وہ کلمہ پسند نہیں آیا۔ لہٰذا اُن کو تنبیہہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار جو ان دونوں چیزوں میں سے کسی چیز میں مجھ سے نزاع کرتا ہے میں اسے جہنّم میں ڈال دیتا ہوں۔ چادر اور ازار سے اللہ کی دو صفتیں مراد ہیں۔ بعض عالم کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کنویں میں گرنے کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں کا اندھیرا دکھائے تاکہ جب یہ ارشاد فرمایا مجھے ڈر ہے کہیں یوسف کو بھیڑیا نہ کھا جائے تو بیٹوں نے جواب دیا ہم سب بھائی قوی اور شہ زور ہیں بھیڑیا کس طرح کھا سکتا ہے اگر بھیڑیا کھا جائے تو ہم بڑے ہی نقصان میں ہیں۔ یعنی یہ عار ہم پر تا قیامت رہے گی۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○	اور پھر جب اُسے لے گئے اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ضرور تو انھیں ان کا کام جتا دیگا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے یوسف علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تو بھائیوں کو ان کے اس فعل کی خبر دیگا کہ وہ بالکل انجان ہوں گے۔ لفظ وحی کے کئی معنے ہیں۔ پہلے استخبار یعنی خبر دریافت کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سبب سے کہ اللہ تعالےٰ نے زمین سے خبر دریافت کی اور دوسرے الہام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے موسےٰ کی ماں پر ہم نے الہام کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی پر الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور تیسرے مناجات اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناجات کی۔

چوتھے ارسال یعنی کسی کو رسول کرنا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم نے تجھے رسول کیا جس طرح نوح علیہ السلام کو ہم نے رسول کیا تھا اور پانچویں خبر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں خبر دی کہ تو بھائیوں کو اُن کے اس فعل سے خبردار کرے گا اور تو غمگین نہ ہو کہ تو بہت بڑا بادشاہ ہوگا۔ اور تیرے بھائی تیرے سامنے ذلیل ہو کر کھڑے ہوں گے۔

وَجَآءُوٓ أَبَاهُمْ عِشَآءً يَبْكُونَ ۝ اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اور باپ کے پاس یوسف علیہ السلام کے بھائی عشاء کے وقت روتے ہوئے آئے۔ روایت ہے کہ قاضی یحییٰ بن اکثم کے پاس دو شخص آئے اور اُن میں سے ایک شخص رونے لگا۔ لوگوں نے کہا قاضی صاحب یہ مظلوم ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا تمہیں کیوں کر معلوم ہوا۔ لوگوں نے کہا رونے کے سبب سے قاضی صاحب نے فرمایا رونے سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی جھوٹے تھے اور روتے تھے۔ رونے کی کئی قسمیں ہیں۔ گنہگاروں کا رونا اور عاشقوں کا رونا۔ اور جدائی کا رونا۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا اے باپ ہم دوڑنے لگے اور یوسف کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔ پس بھیڑیا اُسے کھا گیا۔

فصل ایمان کے متعلق جو حدیثیں ہیں اُنکے بیان میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " مومن مومن کا آئینہ ہے۔ مومن کم مشقت ہے مومن دانا اور عاقل اور خالف ہے مومن لوگوں سے اُلفت کرتا ہے اور لوگ مومن سے الفت کرتے ہیں اور وہ شخص اچھا نہیں جو کسی سے اُلفت نہ کرے اور نہ کوئی اُس سے اُلفت کرے۔ مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے سب آدمی امن میں رہیں۔"

مومن دھوکا کھانے والا اور کریم ہے اور منافق دھوکے باز اور بخیل ہے۔ مومن سہل اور نرم ہے۔ ایمان کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو کشتی میں سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو کشتی سے پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔ ایمان کی مثال عرش کی سی ہے اور عرش ہر ایک چیز کے اوپر ہے۔ ایمان کی مثال آسمان کی سی ہے کہ نور اس میں گردش کر رہا ہے۔ ایمان کی مثال آفتاب کی سی ہے جب نکلتا ہے تو روئے زمین پر اندھیرا نہیں رہتا۔ ایمان کی مثال ستاروں کی سی ہے راہ بھولا ہوا اُن کے سبب سے راہ پالیتا ہے۔ ایمان کی مثال مٹی کی سی ہے کہ ہر ایک چیز اس پہ اُگ آتی ہے۔ ایمان کی مثال سونے کی سی ہے کہ ہر ایک چیز اُس سے خریدی جاتی ہے۔ ایمان کی مثال چاندی کی سی ہے اگر دس درہم میں ایک درہم تانبے کا ہو تو الگ پہچانا جاتا ہے۔ ایمان کی مثال دریا کی سی ہے کہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔ ایمان کی مثال شقایق نعمان یعنی گل لالہ کی سی ہے کہ زمین اس سے آراستہ ہو جاتی ہے۔ ایمان کی مثال مشک کی سی ہے کہ اس کی خوشبو ہر ایک قریب بعید سونگھتا ہے۔ ایمان کی مثال کافور کی سی ہے کہ گنہگار کے دل کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ ایمان کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی سی ہے کہ سینکڑوں اس کے سامنے بے حقیقت ہو گئے اسی طرح کفر اور گناہ ایمان کے سامنے بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔ ایمان کی مثال حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی سی ہے کہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی عزت اور توقیر کا باعث تھی یہی حال ایمان کا ہے جس نے ایمان قبول کر لیا وہ مالک اور بادشاہ بن گیا۔ اور جس نے قبول نہیں کیا وہ ہلاک ہو گیا۔

● جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ بات سنی تو صبح تک بے ہوش رہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بے ہوشی کو دیکھ کر بیٹے سب کے سب رونے لگے اور آپس میں یہ کہنے لگے کہ ہم نے یوسف اور یوسف کے باپ کے ساتھ کیا بُرا کام کیا خدا

کے سامنے ہمارے لیے کیا عذر اور کیا جواب ہے "ہم نے یوسف کے ساتھ کیا کچھ کیا " اور باپ کو بھی قتل کیا کہ اس میں جنبش تک نہیں۔ بعض عالموں نے کہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ لڑکے تھے۔ ایک ان میں غائب ہو گیا اور اس کے غائب ہونے سے اس کا یہ حال ہوا پس یہیں سے غور کرنا چاہیئے کہ جس کا صرف ایک ہی لڑکا ہو اور وہ غائب ہو جائے تو اس کا کیا حال ہوگا۔

قَالُوْا يَآ اَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ○	بولے اے ہمارے باپ ہم دوڑ کر نکل گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہوش آیا تو اولاد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے بیٹو مجھے تم سے یہ گمان نہ تھا تمہارے نفس نے تمہارے لئے بُری بات بنائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کی گناہ کی نسبت اُن کے نفس کی طرف اس سبب سے کی کہ سب عیب اور بیماریاں نفس ہی میں ہیں۔ اور یہ مشہور و معروف ہے کہ نفس ہی خدا سے شرمندہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "بدگمانی حرام ہے"۔ بعض عالموں نے کہا ہے "نفس خدا کی درگاہ سے شرمندہ ہے اور احباب کی اس پر لعنت ہے"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نفس بُرائی کا حکم کرتا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو شخص اپنے نفس اور اپنی خواہش پر غالب نہیں اُس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو حد سے بڑھ گیا اور جس نے دُنیا اختیار کی یعنی جس نے اپنے نفس کے ارادے اور اپنے نفس کی خواہش کو اختیار کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔ **روایت** ہے کہ حسن بن یزید نے مرنے کے دو برس کے بعد اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ رال کے کپڑے پہنے ہوئے ہے دریافت کیا، کیا سبب ہے کہ آپ کو دوزخیوں کی شکل میں دیکھتا ہوں۔ باپ نے جواب دیا کہ "میرا نفس اور

میری خواہش مجھے دوزخ کی طرف کھینچ لائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے تئیں اس سے بچا کہ تیرا نفس تجھ پر غالب ہو جائے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں "نفس خواہشوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور دنیا آفتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اگر تو اس کی کچھ تدبیر نہیں کرے گا تو دوزخ کے طبقات میں گر پڑیگا۔

ترجمہ اشعار : مَیں چار چیزوں میں مبتلا ہوں اور یہ چاروں چیزیں میری بدبختی اور امتحان کے لئے مقرر کی گئیں ہیں۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں : ابلیس اور دُنیا اور نفس اور خواہش۔ کیونکر رہائی ممکن ہے جب کہ سب کے سب یہ میرے دشمن ہیں۔ ابلیس ہلاکی کی راہ میں مجھے لے جاتا ہے۔ اور نفس مجھے ہر معصیت کا حکم کرتا ہے اور دل کے خیالات مجھے خواہش کی طرف بلاتے ہیں۔ اور دُنیا کی آرائش اور زیبائش کہتی ہے تو میرا لباسِ فاخرہ اور میرا حُسن نہیں دیکھتا۔" "اے خدا کہ تو ہر حالت میں میرا کارساز ہے ان سب کے لشکروں نے میرے شہر کی فصیل کا احاطہ اور محاصرہ کر لیا ہے۔ سختی کے وقت ان دشمنوں سے بچا۔"

حکایت : ہارون رشید نے قسم کھائی کہ اگر میں اہلِ جنت میں سے نہ ہوں تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ سب مفتیوں کو جمع کیا کسی نے اس کو فتویٰ نہیں دیا۔ اتفاقاً ابن سماک ہارون رشید کے پاس آئے اور کہا اے امیرالمومنین میں آپ کو غمگین اور فکرمند دیکھتا ہوں۔ اس کا کیا سبب ہے۔ ہارون رشید نے اپنا حال بیان کیا۔ ابن سماک نے ہارون رشید سے کہا میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ اگر آپ نے سچ بتا دیا تو میں آپ کو بی بی کی اجازت دے دوں گا۔ ہارون رشید نے کہا جو چاہیے پوچھیئے۔ ابن سماک نے دریافت کیا کبھی ایسا اتفاق ہوا ہے کہ قدرت کی حالت میں کسی قسم کی مخالفت یا کسی قسم کی لغزش یا کسی قسم کے گناہ کا آپ نے قصداً ارادہ کیا ہو اور

پھر خدا سے ڈر کے اُسے چھوڑ دیا ہو۔ اور اس سے نفرت کی ہے۔ ہارون رشید نے کہا ہاں ایسا اتفاق ہُوا ہے۔ مَیں ایک عورت پر فدا اور عاشق ہو گیا تھا۔ اور میں اس عورت کے پاس آیا۔ اور وہ شب شبِ جُمعہ تھی اور جب وہ عورت میرے پاس آئی اور میرا بھی قصد اور ارادہ ہو گیا تو اس وقت مجھے جمعہ کی رات کی فضیلت یاد آئی مَیں نے خدا کے خوف سے اُسے چھوڑ دیا۔ اور مَیں نے اپنے نفس کی مخالفت کی۔ ابنِ سماک نے کہا اے امیرالمومنین تو اہلِ جنّت میں سے ہے۔ طلاق واقع نہیں ہُوئی سارے فقیہہ غل مچانے لگے اور کہنے لگے یہ فتویٰ آپ نے کہاں سے دیا۔ ابنِ سماک نے کہا اللہ تعالےٰ کے قول " وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى " سے یعنی جو شخص خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو خواہش سے روکا اُس کا ٹھکانہ جنّت ہے۔ سب عالموں نے یہ سُن کر سر جُھکا لیا اور ہارون رشید بہت خوش ہُوا اور ابن سماک کو بہت انعام دیا۔ اسی سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ بلکہ تمہارے نفس نے ایک بات بنائی ہے۔ پس صبر کے سوا میرے لئے اور کوئی تدبیر نہیں۔

فصل صبر کے بیان میں

ترجمہ شعر: ہر ایک مقام میں صبر بہتر ہے۔ مگر تیرے باب میں صبر کرنا بُرا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبر کرنے والوں کے درجے سب سے زیادہ بلند ہیں جس نے صبر کیا موت کی سختیوں کے خوف سے نجات پائی۔ جس نے صبر کیا کامیاب ہُوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پہلے ہی صدمے کے وقت صبر کرنے کا اعتبار ہے۔ صبر کا ثواب بےحد و بےحساب ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے صبر کرنیوالوں کو اجر بےگنتی دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے خدا کیا گناہگاروں کو بھی صبر نفع دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا اور نیک عمل کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے خدا قیامت کے دن صبر کرنیوالوں کی کیا جزا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا جنّت اور حریر۔ رسول اللہ نے کہا اے خدا صبر کرنے والوں کا جنّت میں کیا لباس ہوگا۔ فرمایا جنّت میں اُن کا لباس حریر کا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے خدا جنّت میں وہ کس طرح بیٹھیں گے۔ فرمایا تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے خدا جنہوں نے گرمی اور سردی پر صبر کیا اور کسی سے شکایت نہیں کی اُن کا جنّت میں کیا حال ہوگا۔ فرمایا انھیں جنّت میں گرمی اور سردی کی کبھی تکلیف نہیں ہو گی۔ رسول اللہ نے کہا جنہوں نے دُنیا کی لذّت پر صبر کیا اُن کی کیا جزا ہے فرمایا جنّت کے درختوں کا سایہ اُن کے قریب ہے اور اُن کے پھلوں کا چُننا آسان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے خدا صبر کرنے والوں کی خدمت کون کریگا۔ فرمایا۔ اُن کی خدمت ایسے لڑکے کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے خدا اُن کی صفت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تو اُن کو دیکھے گا تو یہ گمان کریگا کہ موتی بکھرے ہُوئے ہیں۔ رسول اللہ نے کہا اہلِ جنّت کی نعمتوں کی کیا صفت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی صفت نہیں بیان کی جاتی۔ جب تو وہاں دیکھے گا تو نعمت اور بڑا ملک دیکھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے خدا بڑے ملک سے کیا غرض ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہر ایک جنّتی کو سفید زمرد کا ایک محل دیا جائیگا جس کا عرض آفتاب کے چالیس دن کی رفتار کے برابر ہے اور وہ ہوا میں معلق ہے نہ نیچے ستون ہے نہ اوپر سے کسی چیز سے بندھا ہُوا ہے اور اُس کے چالیس ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ستّر ہزار فرشتے اُسے سلام کریں گے اور پھر ان فرشتوں کو کبھی دوبارہ سلام کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ پھر حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی " اِن لوگوں کو صبر کے سبب سے یہ محل بدلہ میں ملے اور اُن پر اُن محلوں میں فرشتے سلام کرتے ہیں " فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ صبر کے سوائے میرے لئے اور

کوئی تدبیر نہیں۔ یہ ان لوگوں کی جزا ہے جن کا خدا پر توکل ہے اور اُن کا خدا کی محبت کا دعویٰ صحیح نہیں۔ حضرت یعقوب نے فرمایا جو کچھ کہ تم بیان کرتے ہو میں اُس پر خدا ہی سے مدد کا طالب ہوں۔ حضرت یعقوب کی اولاد نے کہا ہم کو گمان ہے کہ آپ ہمارا ہرگز یقین نہیں کریں گے۔

ترجمہ اشعار: میں بحالت غم صبر کروں گا۔ اگرچہ دردمند ہوں۔ جیسے جنگل میں پیاسا صبر کرتا ہے امید ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک پھر ہمیں ملا دے۔ اُس کا حکم مخلوق میں دن رات جاری ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "صبر اچھی چیز ہے۔ بہایت جلد کشائش کا موجب ہوگا۔ جس نے ہر ایک بات میں خدا کو سچ جانا اُس نے نجات پائی۔ عارف خدا کے ادب کے مقابل میرا ادب ناچیز ہے۔ ہر وقت امید اس سبب سے ہے کہ خدا سے ہر ایک چیز کی اُمید ہے اگرچہ مانگتے مانگتے عرصہ دراز ہو گیا۔ کشائش سے نا اُمید نہ ہو۔ اگر تو صابر ہے خوش ہو کر صبر کے وسیلہ سے تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔ صبر ہی کے وسیلے سے داخل ہونے کے لیے دروازے کھلوائے جاتے ہیں۔" یعقوب علیہ السلام سے بیٹوں نے کہا "تجھے ہمارا یقین نہیں آتا"۔ یہ آیت ان لوگوں کی دلیل ہے جو ایمان صرف تصدیق کو کہتے ہیں عرب اپنی بول چال میں کہتے ہیں ان فلانا مومن بیوم القیامۃ یعنے فلاں شخص قیامت کی تصدیق کرتا ہے۔ [illegible]ن غیر مومن ہے۔ یعنے فلاں شخص قیامت کی تصدیق نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنی جن لوگوں نے زبان سے آمنا کہہ لیا اور ان کے دلوں کو یقین نہیں۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان دل کی صفت ہے۔ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے "ایمان قول اور عمل اور تصدیق کو کہتے ہیں جس میں ان میں سے ایک خصلت بھی نہیں ہے وہ مومن نہیں ہے۔ کیونکہ منافق زبان سے اُس نے عمل کیا۔ اسی سبب سے اللہ نے اُسے بھی کافر کہا اور یہودیوں نے نہ زبان سے اقرار کیا نہ بدن سے عمل۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل سے انہیں یقین تھا۔ یہ یقین بھی اُن کے کچھ کام نہیں آیا۔

اور اللہ تعالےٰ نے اُن کو بھی کافر فرمایا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ٥ حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ صادقین کے معنے مُصَدِّقین کے ہیں یعنی اگرچہ ہم بہت سچے ہیں۔ اور یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام کے کرتے پر جھوٹا خون لگا لائے حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ کُرتا لے لیا۔ جب کُرتے پر خون لگا ہُوا دیکھا تو رونے لگے۔ اور جب کُرتے کو اُلٹ پلٹ کے دیکھا تو ہنسنے لگے۔ بیٹوں نے کہا ایک ہی وقت میں ہنسنا اور رونا دیوانوں کا کام ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا، خون لگا ہوا دیکھ کر مجھے رونا آیا اور کرتا صحیح سالم دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔ جب کُرتا صحیح وسالم دیکھا تو مجھے خدا سے امید ہُوئی کہ یہ خبر غلط ہے بھیڑیا جب انسان کو کھائیگا تو اُس کا کُرتا پھاڑ ڈالے گا۔ **نکتہ** اسی طرح انسان جب اپنے آپ کو گناہوں سے بھرا ہُوا دیکھتا ہے تو غمگین ہوتا ہے اور جب دل میں معرفت اور نیت ٹھیک اور درست دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے ــــــــ مجھے امید ہے کہ جب تک انسان کی معرفت اور نیت درست ہو گناہ اُسے ضرر نہیں کر سکتے۔ جب مجھے تیری قدیمی نعمتیں اپنے بُرے فعل اور لغزشیں اور گناہ یاد آتے ہیں تو دل چاہتا ہے۔ کہ میں اپنے تئیں قتل کر ڈالوں مگر میرا یہ علم پھر میری امید بندھا دیتا ہے کہ تو سخی اور کریم ہے۔ بیٹوں نے کہا۔ اچھا ہم اُس بھیڑیئے کو پکڑ لاتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اچھا۔ بیٹوں کو خبر نہیں تھی کہ بھیڑیا سب کچھ بیان کر دے گا۔ اگر انہیں یہ خبر ہوتی تو ہرگز نہ لاتے۔ اسی طرح بندہ قیامت کے دن گناہوں کا انکار کرے گا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تیرے گناہ کرنے کے معتبر گواہ ہیں۔ دو فرشتے اور مکان اور وقت اور اعضا، دونو آنکھیں کہیں گی ہاں ہم نے دیکھا ہے۔ اور دونو ہاتھ کہیں گے ہم نے پکڑا ہے۔ اور زبان کہے گی میں نے کہا ہے پاؤں کہے گا میں چلا ہُوں کھال کہے گی میں نے چھُوا ہے اور خدا کہے گا میں جانتا ہُوں۔ [illegible] مختصر کہ بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس سے گئے اور ایک بہت بوڑھا بھیڑیا پکڑ لیا اور اس کے دانت توڑ ڈالے اور زنجیر میں باندھ کر اُسے باپ کے پاس لے آئے۔ حضرت یعقوب نے کہا اے بھیڑیئے یہ تونے کیا بُرا کام کیا تو نے اس چہرے کو کھا لیا جو بدر کی مثل تھا،

تجھے اُس صغیر بچے پر رحم نہیں آیا تجھے ضعیف بڈھے کا کچھ خیال نہیں آیا۔ اللہ نے اسی وقت بھیڑیئے کی زبان کو طاقت گویائی عطا فرمائی، بھیڑیے نے کہا السلام علیک یا نبی اللہ نبیوں کا گوشت ہم پر حرام ہے جو کچھ کہ آپ کو وہم ہوا ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں اور میرا اور آپ کی اولاد کا منصف اللہ ہے کہ آپ کی اولاد نے مجھ پر بہتان لگایا۔ کیا انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں یہ نہیں پڑھا کہ جھوٹ اور بہتان بہت بڑا گناہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حیران ہو گئے اور حضرت یعقوب کے بیٹوں نے سر جھکا لیا حضرت یعقوب نے اس بھیڑیئے سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ بھیڑیئے نے کہا میں مسافر ہوں اپنے رضائی بھائی کی تلاش میں مصر سے آتا ہوں۔ وہ مجھ سے جدا ہو کر ملک شام کو چلا گیا ہے میں بھیڑیوں سے ملا انھوں نے مجھے یہ خبر دی کہ تمہارے بادشاہ نے اسے پکڑ لیا ہے اور وہ کل اُسے ذبح کر لیگا۔ میں نے اس کے غم میں سترہ دِن سے اس وقت تک نہ کچھ کھایا ہے اور نہ کچھ پیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام زار و زار رو کر یہ کہنے لگے افسوس صد افسوس جب بھیڑیئے کو بھی فراق کا غم ہو تو پھر بھلا میں فراق کا کس طرح تحمل کر سکتا ہوں پھر بھیڑیئے سے کہا تجھے یُوسف کی کچھ خبر ہے بھیڑیئے نے کہا ہاں ہے حضرت یعقوب نے بھیڑیئے سے کہا تو مجھے خبر بتائے گا بھیڑیئے نے کہا نہیں حضرت یعقوب نے کہا کیا سبب بھیڑیئے نے کہا میں ڈرتا ہوں کہیں میرا نام غماز اور چغلخور نہ پڑ جائے اور چغلی ہماری قوم میں بڑی عار کی بات ہے اور چغلخور پر خدا اور خلق کا غضب ہے اور چغلخور جنّت میں نہیں جا سکتا۔ اور چغلخور کا خدا کی رحمت میں حصہ نہیں ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں تیرے بھائی کے باب میں سفارش کروں گا۔ بھیڑیئے نے کہا اگر تُو میرے بھائی کی نسبت سفارش کریگا تو میں تیرے بیٹے کی نسبت سفارش کروں گا۔ اگر میرا بھائی میرے پاس واپس آگیا تو میں خدا سے دُعا کروں گا کہ تیرا بیٹا تیرے پاس واپس آئے اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کی خدمت میں فرمایا ہے "کذاب اور ذلیل اور ملعون ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغلخور اللہ

کے نزدیک تمام مخلوق سے بدتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ماں باپ کو ایذا دینے والے اور شراب بیچنے والے اور چغلخور پر میری شفاعت حرام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بادشاہ سے چغلی کھانیوالے کا گناہ تین شخصوں کے گناہ کے برابر ہے۔ بادشاہ کے گناہ اور جس کی چغلی کھائی ہے اُس کے گناہ اور چغلی کھانیوالے کے گناہ توریت میں مرقوم ہے۔ طعن کرنیولوں اور چغلی کھانیوالوں پر افسوس ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں بغض نہ رکھو۔ اور نہ چغلی کھاؤ اور لوگوں کے بُرے لقب نہ رکھو اور جنت میں میرے بغیر شفاعت کیے داخل ہو جاؤ"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کی پانچ چیزوں سے فارغ ہو چکا ہے۔ عمل اور اجل اور اثر اور خوابگاہ اور رزق۔ کوئی بندہ ان پانچ چیزوں سے دُور اور الگ نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے آدمیوں اور جن کے سوائے جنت میں سات چیزیں اور ہوں گی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔ اصحاب کہف کا کُتّا۔ حضرت صالح کی اونٹنی۔ حضرت عزیر کا گدھا۔ اصحاب فیل کا ہاتھی۔ حضرت علی کا دُلدُل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جنت سے غلمان بھیجدیئے۔ وہ کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کرتے تھے۔ اور اُنس اور محبت رکھتے تھے۔ اللہ کے بندے جب گور میں دفن کئے جاتے ہیں تو اللہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔ اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ عذاب قبر حق ہے اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں خود خبر دیتا ہے جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا اس کیلئے زندگی تنگ ہے اور تنگ زندگی سے مراد عذاب قبر ہے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پہ گزر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں پر گناہ کے سبب سے عذاب ہو رہا ہے ایک پیشاب سے

نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا آپ نے چھوہارے کی ایک ٹہنی لی اور اس کے دو دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ ہر ایک ٹکڑا اسی وقت سبز ہو گیا، آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے ان کا عذاب دُور کر دیا۔ رابعہ عدویہ کا ایک قبر پر گزر ہوا۔ جس پر لوگ سفیدی کر رہے تھے۔ کہا سفیدی کیوں کرتے ہو لوگوں نے کہا روشنی کے لئے۔ رابعہ نے کہا جو قبر کے اندر ہے اسے روشنی کی حاجت ہے اور جو قبر کے باہر ہیں انہیں کچھ حاجت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہت سے خوبرو چہرے اور فصیح زبانیں اور چکنے چپڑے بدن دوزخ کے طبقوں میں چیخ رہے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں۔

کہتے ہیں جب ہارون رشید حج کو جاتا تھا تو کوفہ میں علیان مجنوں کے پاس سے اس کا گزر ہوا وہ کوفے کے گھوڑے پر سوار تھا اور لڑکے اس کے پیچھے تھے۔ اور وہ کہتا تھا ہٹو ہٹو کہیں میرا گھوڑا لات نہ مار دے ہارون الرشید نے کہا یہ کون ہے لوگوں نے کہا علیان مجنون۔ ہارون رشید نے کہا اے علیان مجھے کچھ نصیحت کر کہا میں کیا نصیحت کروں یہ محل ہیں اور یہ قبریں ہیں ہارون رشید رونے لگے۔ ہارون رشید نے کہا کچھ اور نصیحت کیجئے۔ کہا جس شخص کو اللہ نے مال اور جمال عطا کیا اور اس نے جمال میں پرہیز گاری اختیار کی، مال میں سے اللہ کی راہ میں دیا اس کا نام نیکوں کے دفتر میں لکھا جاتا ہے۔ ہارون رشید نے اپنے خزانچی سے کہا اس کو دس ہزار درہم دے کہ اس کا قرضہ ادا ہو جائے۔ علیان مجنوں نے کہا اے امیر المؤمنین مال مال کے محتاجوں کو دینا چاہیئے اور تیرے نفس پر جو دَین (قرضہ) ہے تو اسے ادا کر اور دوزخ سے اپنے تئیں چھڑا، ہارون رشید نے کہا اے علیان میرے ساتھ سوار ہو کر چلیئے میں آپ کو مکے لے چلوں وہ ہارون رشید کے ساتھ سوار ہو کے چلے۔ جب آدھی راہ طے ہو چکی اور ایک جنگل میں پہنچے تو سخت گرمی کے سبب سے ہارون رشید ایک سایہ دار درخت کے سایہ میں اُتر پڑا اور علیان مجنون اس مضمون کے شعر پڑھنے لگا۔ اگر بالفرض دنیا تیرے

پاس آ جائے تو فی الفور کسی کو دے ڈال۔ کیا تجھے موت نہیں آئے گی۔ تو دنیا کو کیا کرے گا کیا دراز سایہ تجھے کافی نہیں، اے دنیا کے اکٹھا کرنیوالے اگر دنیا تجھے مل گئی تو جس طرح زمانے نے تجھے ہنسایا ہے اسی طرح جلد تجھے رلائیگا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○

اور اس کے کُرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے کہا بلکہ تمہارے لئے ایک بات تمہارے دلوں نے بنا لی ہے۔ تو صبر اچھا، اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○

اور ایک قافلہ آیا انھوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اُس نے اپنا ڈول ڈالا، بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپا لیا، اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

• ایک قافلہ آیا اور اس نے اپنا پنھیارا (ڈول) بھیجا۔ مفسّر بیان کرتے ہیں مالک ابن ذعران مصر کا رہنے والا تھا۔ اُس نے لڑکپن میں خواب دیکھا کہ وہ کنعان کی زمین میں داخل ہوا اور آفتاب آسمان سے اُتر کر اُسکی آستین میں داخل ہو گیا۔ اُس نے آفتاب کو آستین سے نکال کر اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔ ایک سفید ابر آیا اور وہ اُس پر موتی برسانے لگا۔ اور وہ اُن موتیوں کو چُن چُن کر اپنے صندوق میں بھرنے لگا۔ پس مالک بن ذعران کسی معبّر کے پاس اپنے خواب کی تعبیر پوچھنے گیا۔ معبّر نے اُس سے کہا جب تک کہ تو مجھے کچھ نہیں دیگا میں خواب کی تعبیر نہیں بتانے کا۔ مالک نے اسی وقت اُسے دو دینار دیئے۔ معبّر نے مالک سے کہا تجھے ایک غلام ملے گا اور فی الحقیقت وہ

غلام نہیں ہے۔ اور تو اس غلام کے سبب سے تونگر ہو جائے گا۔ اور قیامت تک وہ تونگری تیری اولاد میں باقی رہے گی اور تو اس غلام کی برکت سے دوزخ سے نجات پائیگا اور اس کی دُعا سے جنت میں داخل ہوگا اور اس کی برکت سے تیرے اولاد بہت سی ہوگی اور ہمیشہ تیرا نام اور ذِکر باقی رہے گا۔ مالک تعبیر سنتے ہی واپس آیا اور اس غلام کے دیکھنے کی طمع میں سفر کا سامان تیار کیا اور شام کے جہاز میں دمشق کے ارادے سے سوار ہوا اور کنعان کی زمین میں جا پہنچا۔ کنعان کی زمین میں پہنچکر کبھی زمین کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی آسمان کی طرف وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ ہاتف نے غیب سے آواز دی ابھی اُس غلام کی ملاقات بہت دُور ہے۔ تیری اور اس غلام کی ملاقات میں پچاس برس باقی ہیں۔ مالک اس غلام کے دیکھنے کی طمع میں ہر سال دو دفعہ آتا تھا۔

● جب مخلوق کی ملاقات کی طمع کا یہ حال ہو تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کو مخلوق کے مولیٰ کی ملاقات کی طمع ہو۔ بعض عالم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اے داؤد! جس نے مجھے ڈھونڈا اُس نے مجھے پایا۔ اور جس نے مجھے پایا اُس نے میری حفاظت کی اور میرے سوا کسی کو کبھی پسند نہیں کیا۔ حضرت داؤد نے کہا اے خدا جو تیرا قصد کرے۔ اُس کی جزا کیا ہے فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ میں اپنا گھر اس کی بیڑی بنا دیتا ہوں اور اپنا وصل اس کا شکار۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے زور سے ایک چیخ ماری اور یہ کہا کہ میں مولیٰ کے دروازے سے کسی حال میں جدا نہیں ہونگا۔ شاید انجام اچھا ہو جائے۔ میرے ذمے کوشش کرنی ہے مولیٰ کے ذمے بندوں پر نرمی۔ بندے کے ذمے سوال ہے اور مولا کے ذمے بخشش۔ جب پچاس برس گزر چکے تو مالک نے اپنے غلام بشریٰ سے کہا جس غلام کی کہ میں تلاش میں ہوں اگر وہ غلام مجھے مل گیا تو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ اپنے مال میں سے آدھا مال تجھے دوں گا اور میری بیٹیوں میں سے جس بیٹی کے ساتھ تو چاہیگا تیرا نکاح کر دوں گا۔ اور جس زمانے میں بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے

ساتھ بدسلوکی کی اور کنوئیں میں ڈالا مالک دمشق میں تھا جب دمشق سے پھرا اور کنعان کی زمین میں آیا تو دیکھا کہ اُسی کنوئیں کے گرد پرندے اُس کنوئیں کا طواف کر رہے ہیں۔ اور وہ فرشتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یوسف علیہ السلام کے اکرام کے لئے بھیجا تھا۔ مالک نے گمان کیا کہ پرندے ہیں اور یہ نہیں جانا کہ فرشتے ہیں۔ کیونکہ وہ کافر تھا بُت پرستی کیا کرتا تھا۔ مالک نے قافلہ سے کہا آؤ پانی کی طرف چلیں شاید اس خشک کنوئیں میں پانی نکل آئے جب وہ کنوئیں کے قریب پہنچا اور گدھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھی تو گدھے اپنی اپنی پیٹھ کا بوجھ پھینک کر کنوئیں کی طرف دوڑنے لگے۔ اسی طرح جس شخص کو مولیٰ کے قُرب کی طمع ہے۔ جب تک دل میں سے دُنیا کی محبت کو نکال کر نہیں پھینکے گا وہ مولیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

نکتہ مالک کافر تھا اور اس نے ایک مخلوق کے ڈھونڈنے میں کوشش کی تو اس کی کوشش کس طرح ضائع ہو سکتی ہے۔ مالک اُترا اور اپنے غلام اور خادم قابل سے کہا کہ تم دونوں کنوئیں کے پاس جاؤ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس اُس نے ڈول لٹکایا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل نے کہا آپ کو یاد ہے کہ آپ نے ایک دن آئینہ دیکھکر اپنے دل میں کیا کہا تھا۔ حضرت یوسف نے کہا کہ میں نے یہ کہا تھا اگر میں غلام ہوتا تو میری قیمت کوئی نہیں دے سکتا۔ جبرئیل نے کہا آج وہی دن ہے نکلئے اور اپنی قیمت دیکھئے۔ جب بندہ اپنی قیمت خود کہے تو اُس کی پھر کچھ قدر اور قیمت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورت کی طرف نظر کرتا ہے نہ جسم کی طرف اور نہ مال کی طرف اور نہ قول کی طرف بلکہ تمہارے دل اور نیت کی طرف نظر کرتا ہے۔

● جب ڈول کنوئیں میں پہنچا تو بشریٰ مالک کے مقابل تھا۔ بشریٰ نے کہا یہ وُہی غلام ہے جس کی تلاش میں ہم پچاس برس سے ہیں۔

فصل بشارت کے بیان کی

اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسحاق کی بشارت دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی اور ایمان والوں کو شفاعت کی بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو اس بات کی بشارت دے کہ اُن کے لئے اللہ کے نزدیک سچّا قدم ہے اور مومن موحدوں کو جنّت کی خوشخبری اور بشارت دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رَب اللہ ہے اور پھر اس پر قولاً اور فعلاً قائم رہے تو ان پر مخلوق کے رَب کی جانب سے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ تم مصیبت سے مت ڈرو اور بخشش کے گم ہونے کا غم نہ کرو۔ زبان سے پروردگاری کا اقرار کیا۔ پھر بندگی پہ قائم رہے اور پسندیدہ زندگانی کے ساتھ خوشخبری دیئے گئے۔

اور منافقوں کو سخت عذاب کی بشارت دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا منافقوں کو بشارت دے کہ اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔ منافقوں کو جنّت کی جانب کا حکم ہوگا جب وہ قریب جا پہنچیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے تو انھیں ندا دی جائے گی کہ تم جنت سے پھر جاؤ۔ تمہارا حصّہ جنت میں نہیں ہے۔ وہ ایسی حسرت کے ساتھ پھریں گے۔ کہ ویسی حسرت کے ساتھ کوئی مخلوق نہیں پھرے گی اور کہیں گے اے خدا اگر تو جنّت کے دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں ڈال دیتا تو ہم کو یہ بہت آسان تھا۔ اللہ جلشانہٗ ارشاد فرمائے گا۔ تمہارے ساتھ میرا یہی ارادہ تھا تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے اور تم لوگوں کے دکھانے کے لئے عمل کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے الگ ہوتے تھے تو میرے سامنے گناہ کرتے تھے آج میں تمہیں عذاب کا مزہ چکھاؤں گا اور میں نے تمہیں ثواب سے محروم کیا۔

اور کافروں کو بھی سخت عذاب کی بشارت دے۔ ایک حکیم نے کہا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر قیمتی چیز کو بے قیمت چیز کے اندر رکھا۔ موتی کو صدف میں مشک کو نافہ میں ریشم کو کیڑے میں۔ شہد کو مکھی میں چاندی سونے کو پتھر میں ایمان کو دل میں۔ عطار مشک کو دیکھتا ہے نافہ کو نہیں دیکھتا۔ ریشم والا ریشم کو دیکھتا ہے کیڑے کو نہیں دیکھتا غوطہ لگانے والا موتی کو دیکھتا ہے صدف کو نہیں دیکھتا اور چاندی سونے کا نکالنے والا چاندی سونے کو دیکھتا ہے پتھر کو نہیں دیکھتا۔ اور شہد کی مکھیوں والا شہد کی طرف دیکھتا ہے مکھیوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ اللہ جلّ شانہٗ ایمان کو دیکھتا ہے دل کو نہیں دیکھتا۔ بالجملہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کوئیں سے نکال کر اسباب میں چھپا لیا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں چھپایا۔ پانچوں نمازوں میں صلوٰۃ وسطیٰ کو، اور اسماء میں اسم اعظم کو اور مومنین اور مومنات میں اولیاء کو۔ اور گھڑیوں میں جمعہ کی گھڑی کو اور راتوں میں شب قدر کو اور ان کے چھپانے میں حکمت یہ ہے کہ بندہ ہر ایک نماز وقت پہ پڑھے اور ہر ایک نماز کی نسبت یہی خیال کرے کہ شاید یہی نماز صلوٰۃ وسطیٰ ہو، اور سارے اہلِ سنّت وجماعت کا اکرام کرے اور ہر ایک کی نسبت یہی خیال کرے کہ شاید یہی ولی ہو اور جُمعہ کے دن گُناہ نہ کرے بلکہ دعا مانگے۔ اور عاجزی کرے اور ہر ایک گھڑی کی نسبت یہی خیال کرے شاید یہی گھڑی قبولیت کی گھڑی ہو اور رمضان کی سب راتوں میں جاگتا رہے۔ اور ہر ایک رات کی نسبت یہی خیال کرے کہ شاید یہی رات شبِ قدر ہو۔

جب صبح ہوئی تو یوسف کے بھائی اپنی عادت کے موافق آئے۔ اور کنوئیں میں جھانکا تو یوسف کو نہ پایا۔ انھوں نے قافلے کو آکے گھیر لیا اور کہا ہمارا غلام بھاگ گیا ہے اور لوگوں نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ اس کنوئیں میں گھسا ہے۔ سچ بتاؤ تم نے کنوئیں میں سے نکال کر اُسے کیا کیا اپنے اسباب میں سے ہمارا غلام نکال کر دو ورنہ ہم اس کو تمہ سے

چیخیں گے کہ تمہارے جسموں میں سے تمہاری جانیں نکل جائیں گی اور یوسف علیہ السلام بھائیوں کا یہ کلام سن رہے تھے پس قافلے والوں کے اسباب میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کو نکال لیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام اس طرح کانپتے اور تھراتے تھے جس طرح درخت کا پتہ درخت پر ہلتا ہے۔ یہودا نے قریب آ کے حضرت یوسف سے کہا اگر تو نے غلام ہونے کا اقرار کر لیا تو خیر ہے ورنہ ہم ان سے لیکر تجھے قتل کر ڈالیں گے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا اے قافلے والو یہ سچے ہیں۔ یہ میرے صاحب ہیں اور میں نہیں ہوں مگر غلام اور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کیا، پھر دریافت کیا۔ کنوئیں کی مصیبت اور بھائیوں کے ہاتھ سے کس کلمے کی برکت سے تو نے نجات پائی حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اس کلمے کی برکت سے جو صحیح اور دلوں میں اُگا ہے اور تر و تازہ ہے اور جس نے لوگوں کو ہنسایا ہے اور رلایا ہے اور ہلاک کیا ہے اور مارا اور زندہ کیا ہے اور جمع کیا ہے اور متفرق کیا ہے اور بند کیا ہے اور کھولا ہے اور بے چینی میں ڈالا ہے اور مانوس کیا ہے اور وحشی اور تندرست کیا ہے اور مریض اور اسرار کو پوشیدہ کیا ہے اور ظاہر وہ کلمہ ہے جس نے سنا اُسے اُس کلمے سے اُلفت ہو گئی اور جسے اُس سے الفت ہوئی اُسے اُس سے عشق ہو گیا اور جسے عشق ہو گیا اُس نے اُس کلمے کی مخالفت نہیں کی اور وہ کلمہ شہادت ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ ہے یعنی شہادت اور گواہی اس بات کی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور یہ کلمہ عبرانی زبان میں توریت میں لکھا ہوا تھا۔ مالک بن ذعر نے یوسف سے پوچھا تو کون ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں غلام ہوں۔ اور غرض یہ تھی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں +

فصل بندوں کے اقسام کے بیان میں

بندوں کی بہت سی قسمیں ہیں پہلی قسم عبید الکرامۃ یعنی وہ بندے جو بزرگ ہیں، اور وہ

فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ یعنی بلکہ بزرگ بندے ہیں۔ اور دوسری قسم عبید المحبۃ یعنی وہ بندے جن کو محبت ہے مثلاً حضرت ایوب علیہ السلام کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ یعنی کیا اچھا بندہ ہے کہ وہ رجوع والا ہے اور تیسری قسم عبید الخدمۃ ہے۔ یعنی وہ بندے جو خدمت کرتے ہیں اور وہ زاہد اور عابد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ۔ یعنی رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ چوتھی قسم عبید البشارۃ یعنی بشارت والے بندے اور وہ سننے والے ہیں۔ فرمایا فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۔ یعنی میرے اُن بندوں کو خوشخبری اور بشارت دے جو قول کو سنتے ہیں اور اس میں سے بہتر کی تابعداری کرتے ہیں۔ اور پانچویں قسم عبید المغفرۃ بخشش والے بندے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا یعنی اے میرے گنہگار بندو! اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو کیونکہ اللہ سب گناہ بخش دیگا۔ اور چھٹی قسم عبید الانابۃ یعنی رجوع ہونے والے بندے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۔ یعنی اس میں ہر بندے رجوع ہونیوالے کے لئے نشانی اور دلیل ہے ساتویں قسم عبید الرحمۃ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی میرے بندوں کو آگاہ کر دے کہ میں بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہوں۔ آٹھویں قسم عبید القربۃ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا ۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات میں لے گئی۔ نویں قسم عبد الملوک یعنی وہ بندے جو ملک ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا یعنی اللہ مثال بیان کرتا ہے مملوک بندے کی۔ **اشارہ** مالک بن زعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اصلی شکل نہیں دیکھی تھی۔ اگر اصلی شکل دیکھتا تو خریدنے نہ آتا اور اگر خرید لیا تھا تو

پھر اُسے نہ بیچتا اور اسی طرح بھائیوں نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی اصلی شکل نہیں دیکھی تھی جو کچھ یوسف میں حُسن تھا اگر بھائی اُسے دیکھ لیتے تو جو کچھ انھوں نے اُس کے ساتھ کیا ہے وہ ہرگز نہ کرتے اور جس طرح باپ کو یوسف علیہ السلام سے محبت تھی اُسی طرح اُن کو بھی ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اصلی صورت کو بھائیوں سے چھپا لیا اور اسی سبب سے باپ کی محبت سے انھیں تعجب تھا اور کہتے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہوگیا کہ وہ یوسف کو ہم سے اچھا جانتا ہے۔ حالانکہ ہماری صُورتیں اسکی صُورت سے بہت اچھی ہیں۔ یہی حال گنہگار بندے کا ہے اگر گنہگار بندہ اپنے مولیٰ کو پہچان لیتا تو ہرگز گناہ نہ کرتا۔ "تو خدا کی محبت ظاہر کرتا اور پھر گناہ کرتا ہے۔ نام خدا یہ بات نہایت ہی عجیب ہے۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اللہ کی اطاعت کرتا کہ محب محبوب کی اطاعت کرتا ہے"۔

حکایت جنید بن محمدؒ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہوئی اور کہا اے شیخ میرا یہ شوہر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جائز ہے اس عورت نے جنید سے کہا اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔ جنید نے کہا نہیں۔ عورت نے کہا افسوس اگر اجنبی عورت کا دیکھنا جائز ہوتا تو میں چہرے سے نقاب اٹھاتی تاکہ تو مجھے دیکھتا۔ جس شخص کی بیوی مجھ جیسی ہو کیا اُسے جائز ہے کہ وہ کسی اور عورت کو پسند کرے یہ سُنتے ہی جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوکر گر پڑے اور وہ عورت اپنے شوہر کے پاس چلی آئی۔ جب جنید کو ہوش آیا تو لوگوں نے حال پوچھا۔ کہا میں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اگر یہ جائز ہوتا کہ بندہ دنیا میں مجھے اِن آنکھوں سے دیکھ لے تو میں اپنے بندے کے درمیان میں سے پردہ اٹھا دیتا تاکہ بندہ یہ جان لیتا کہ میرے سوائے کسی غیر کی طرف اُسے رجوع ہونا جائز نہیں"۔ **بالجملہ** مالک ابن ذعر نے ان سے کہا یہ غلام تم کتنے کو بیچتے ہو؟

یوسف کے بھائیوں نے کہا اگر عیبوں کے ساتھ تم اسے خریدنا چاہتے ہو تو ہم تمہارے ہاتھ اسے بیچ ڈالیں گے مالک نے کہا اس میں کیا کیا عیب ہیں بھائیوں نے کہا۔ چور اور جھوٹا اور جھوٹے خواب بیان کرنیوالا۔ اور بھگوڑا ہے۔ مالک نے کہا ان عیبوں کے ساتھ تم کتنے کو بیچنا چاہتے ہوں اور یوسف علیہ السلام کبھی مالک کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی بھائیوں کی طرف اور اپنے دل میں کچھ کہہ رہے تھے مجھے گمان نہیں ہے کہ کوئی شخص میری قیمت دے سکے۔ کیونکہ بھائی بہت سا مال طلب کریں گے مالک نے کہا میرے پاس ان کھوٹے درہموں کے سوائے اور کچھ نہیں حالانکہ اس کے پاس چار لاکھ دمشقی دینار تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ سترہ درہم تھے اور بعض کہتے ہیں۔ چودہ سو دینار تھے۔ بھائیوں نے کہا جو کچھ ہے لاؤ اُنہوں نے مالک سے چند درہم لے لئے۔ بعض عالم کہتے ہیں بیس ۲۰ تھے اور بعض کہتے ہیں چودہ ۱۴ تھے اور بعض کہتے ہیں دس تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سات تھے۔ جو شخص اپنی قیمت خود کہے اُس کی یہی سزا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ دِلوں کا اعتبار ہے نہ صورتوں کا یہی حال اُس شخص کا ہے جس نے دُنیا کے بدلے آخرت بیچ دی۔ یحیٰی بن معاذ نے کہا اے ضعیف الایمان اے ضعیف الیقین کب تک دُنیا کے بدلے آخرت کو بیچتا رہے گا۔ اے دین کے سبب سے دُنیا کے بلند کرنے والے کیا رحمٰن نے تجھے یہی امر کیا ہے کیا قرآن میں یہی حکم نازل ہوا ہے۔

یحیٰی بن معاذ رازی کے اشعار کا مضمون "ہم دین کو پارہ پارہ کرکے دُنیا بلند کرتے ہیں۔ نہ دین ہی باقی رہتا ہے اور نہ وہ چیز کہ جسے ہم بلند کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اچھا ہے وہ بندہ جس نے اپنے رَب کو اختیار کر لیا اور آخرت کے لئے جس کی توقع رکھتا ہے دُنیا دے ڈالی۔ اگر دُنیا کے سبب سے انسان کا دین باقی رہ جائے تو دُنیا کے جاتے رہنے میں کچھ نقصان نہیں ہے"۔ باقی رہنے والی چیز کو تو ویران کرتا ہے اور فنا ہونے والی چیز کو آباد۔ نہ وہ آباد ہو سکتی ہے اور نہ یہ اُسے آباد کر سکتا ہے کیا تیری خواہش یہ ہے

کہ تیری موت دفعتہً ایسی حالت میں آجائے کہ تو نے کوئی ایسی نیکی نہ کی ہو کہ جو تیرے ساتھ اللہ
تک جائے کیا تیری خوشی یہ ہے کہ تیری زندگی ایسی حالت میں فنا اور پوری ہو کہ تیرا دین تو
بہت کم ہو اور تیرا مال بہت زائد۔" بعض عالموں نے کہا ہے " دنیا چند روزہ ہے اور
عقبیٰ دراز اور مولیٰ ابدی یعنی ہمیشہ جس نے دنیا کے بدلے آخرت بیچدی اس کے پاس
نہ دنیا رہتی ہے نہ عقبیٰ نہ مولیٰ نہ کوئی اور چیز اور وہ آخرت میں نہایت ٹوٹے اور نقصان
میں ہے۔ وہب بن منبہ نے کہا ہے :" میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ موسیٰ
علیہ السلام سے کوہ طور کی راہ میں ابلیس ملا۔ حضرت موسیٰ نے اس سے کہا اے ابلیس تو
نے یہ کیا برا کام کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ ابلیس نے کہا میں نے یہ نہیں
چاہا کہ میں اپنے دعوے سے پھر جاؤں اور تجھ جیسا ہو جاؤں میں اللہ کی محبت کا دعوے
کر چکا ہوں میں نے یہ نہیں چاہا کہ اس کے سوائے کسی اور کو سجدہ کروں۔ میں نے عذاب اختیار
کر لیا اور محبت کے دعوے میں جھوٹا ہونا نہیں اختیار کیا اور تو نے اے موسیٰ خدا کی محبت
کا دعوٰی کیا اللہ نے تجھ سے کہا اُنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ
یعنی پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنے مکان میں برقرار رہا تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا تو نے پہاڑ
کی طرف دیکھا۔ اگر تو پہاڑ کی طرف نہ دیکھتا اور اپنی آنکھیں بند رکھتا تو بیشک تو اللہ کو
دیکھ لیتا۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا " اے ابلیس سب سے بدتر آدمی کونسا ہے؟"
شیطان نے کہا "جس نے دنیا کے بدلے آخرت بیچی" پس افسوس ہے اس شخص پر جس نے
دنیا کے بدلے آخرت بیچی۔"

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝ — اور بھائیوں نے اسے کھوٹے داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا اور انھیں اس سے کچھ رغبت نہ تھی۔

اور بھائیوں نے یوسف کو بیچدیا۔ تھوڑی سی قیمت یعنی چند درہموں پر اور وہ یوسف
سے بیزار تھے۔ جھوٹ دنیا میں عار ہے اور آخرت میں آگ یعنی یہ عار بھائیوں پر چھوٹے

اور بڑوں کے نزدیک قیامت تک رہی۔ عالم کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام
کے بھائیوں کی توبہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا قصہ بیان کیا کہ انھوں نے
تھوڑی قیمت پر بیچدیا تو اس شخص کا کیا حال جس نے گناہ کیا اور توبہ نہیں کی۔

حکایت: ایک نوجوان نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور
ان کے شاگردوں کو سو اشرفیاں دیں اور ذوالنون مصری اس نوجوان کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے
اس نوجوان نے ذوالنون مصری کے شاگردوں سے شکایت کی کہ سو اشرفیاں میں نے صرف
اسی سبب سے خرچ کی تھیں کہ وہ مجھے اپنے شاگردوں میں داخل کرلیں اور میری طرف
بالکل توجہ نہیں کرتے۔ یہ خبر ذوالنون مصری کو پہنچ گئی انہوں نے اسے بلا کے اپنی انگوٹھی
دی اور یہ کہا کہ اسے بازار میں لے جاؤ اور بیچ ڈالو مجھے اس کی قیمت کی ضرورت ہے۔
وہ انگوٹھی بازار میں لے گیا اور سب بازار والوں کو دکھائی کسی نے اس کی قیمت دس درہم
سے زیادہ نہیں کہی وہ انگوٹھی پھیر لایا اور خریداروں کا حال بیان کر دیا۔ ذوالنون مصری نے
کہا تو نے کن لوگوں کو دکھائی تھی۔ کہا بزازوں اور کنجڑوں اور کسیروں اور موچیوں کو۔
ذوالنون مصری نے اس سے لیکے دوسرے شاگرد کو دے دی اور کہا جوہریوں کے پاس لیجا۔
جوہریوں نے دو لاکھ اشرفیوں کو وہ انگوٹھی خرید لی ذوالنون مصری نے وہ سب اشرفیاں لیکر
اس نوجوان کو دے دیں اور کہا تو صرافی صرف اس قدر جانتا ہے جس قدر موچی انگوٹھی کو۔
نادانی کے سبب سے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف کو چند درہم کے
بدلے بیچ دیا۔ اگر وہ یوسف کو پہچان لیتے تو ہزار اشرفیوں کے بدلے بھی ہرگز نہ بیچتے۔ مالک نے
یوسف کے بھائیوں سے کہا تم مجھے اپنے ہاتھ سے دستاویز لکھ دو کہ ہم نے یہ غلام
فلاں شخص کے ہاتھ اتنے درم کو بیچا۔ انہوں نے اسی وقت دستاویز لکھ دی۔ مالک نے
دستاویز لے لی اور جیب میں رکھ لی۔ جب بھائی کوچ کرنے لگے تو مالک سے کہا " اسے
مضبوط رسی سے باندھ لو کہ کہیں بھاگ نہ جائے اور گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں

ڈالے بغیر اسے ایک شہر سے دوسرے شہر نہ لے جانا۔ ہم تیرے بھلے کی کہتے ہیں"۔ پھر بھائی اسے چھوڑ کے واپس چلے آئے تو یوسف انھیں دیکھ کر بہت رویا۔ سوداگر نے حضرت یوسف سے کہا اے غلام حضرت یوسف نے کہا ہاں —— سوداگر نے کہا —— میرے پاس آ۔ سوداگر نے اپنے سامنے بیٹھا کر ایک صوف کا حلہ پہنایا اور لوہے کی بیڑیاں منگا کر پاؤں میں ڈال دیں اور طوق سے دونوں ہاتھ گردن تک جکڑ دئے۔ جب سوداگر نے کوچ کا قصد کیا تو حضرت یوسف نے کہا اے سوداگر مجھے آپ سے کچھ عرض ہے مجھے اتنی اجازت مل جائے کہ میں اپنے آقاؤں کو رخصت کر دوں۔ شاید پھر کبھی میری اُن کی ملاقات نہ ہو۔ مالک نے کہا اے غلام تو کیسا شریف اور بزرگ ذات ہے کہ تو اُن کی نزدیکی کس قدر چاہتا ہے۔ باوجودیکہ اُنھوں نے تیرے ساتھ کیا کیا کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ہر ایک شخص اپنی لیاقت اور حیثیت کے موافق کام کرتا ہے۔ بھائی صف باندھے ہوئے کھڑے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے پاس گئے جب بھائیوں کے قریب پہنچے تو کہا خدا تم پر رحم کرے اگرچہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔ خدا تمہیں عزت دے۔ اگرچہ تم نے مجھے ذلیل کیا خدا تمہاری نگہبانی کرے۔ اگرچہ تم نے مجھے بیچا۔ خدا تمہاری مدد کرے اگرچہ تم نے میری مدد نہیں کی۔ پھر حضرت یوسف رونے لگے اور حضرت یوسف کے ساتھ اُن کے بھائی بھی زار و زار روئے اور کہنے لگے اے یوسف ہم نے جو کچھ کیا اُس سے ہم سخت شرمندہ ہیں۔ اگر ہم کو باپ کا خوف اور باپ کی شرم نہ ہوتی تو باپ کے پاس ہم تجھے پھر واپس لے چلتے۔

مضمون اشعار اگر حیا نہ ہوتی۔ اور عار کا خوف نہ ہوتا تو تمہارے ظلم کے سبب سے اپنی کمر زنار سے باندھ لیتا۔ اے میرے خون کا بدلہ لینے والو مجھے تم نے ہی قتل کیا ہے پھر تم میرے خون کا بدلہ کس طرح لے سکتے ہو۔ جب کوئی بندہ کسی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس پر شرمندہ ہوتا ہے اور جب شرمندہ ہوتا ہے تو اللہ بخش دیتا ہے" فرمایا اللہ تعالیٰ

نے جس نے نادانی سے کوئی بُرا کیا اور پھر توبہ کر لی اور اپنے تئیں درست کر لیا یعنی ایمان لایا اور یقین کیا اور خدا کو سچا جانا اور خاص خدا کے لئے عمل کیا اور کوشش کر کے خدا کا قرب حاصل کیا۔ اور نجاست اور کثافت کو دُور کیا اور گناہوں کو آنسوؤں کے قطروں سے دھویا اور یہ کہا کہ مجھے میری معرفت نے تیری طرف راستہ دکھایا اور گناہوں کی ذلت نے تیرے سامنے مجھے لا کھڑا کیا۔

مضمون اشعار: اے خدا تجھ سے کوئی مجھے پناہ دینے والا نہیں۔ تیرے عفو سے میں تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اگر تو نے عذاب کیا تو میں سزاوار ہوں۔ کیوں کہ میں نے گناہ کیا اور تو نے معاف کر دیا تو تیری شان کے قابل یہی ہے میں بندہ ہوں اور ہر ایک گناہ کا اقرار کرتا ہوں اور تو سید اور صمد اور غفور ہے۔ تیرے اعراض سے تیرے وصل کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ تیری بخشش کے سوائے میرا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ مرنے سے پہلے تیری مہربانی کا امیدوار ہوں۔ اور جو میری امید ہے تو اس پر قادر ہے۔ میری جسم کی لاغری اور میرے سانس کا ضعف اے میرے سید قابلِ غور ہے۔ جو کچھ چھپا ہوا تھا وہ سب ظاہر ہو گیا ہے"۔

روایت ہے کہ اصمعی نے کہا میں بیت اللہ کی طرف گیا۔ رات میں کعبے کے گرد طواف کر رہا تھا اور چاندنی رات تھی کہ ناگاہ میرے کان میں ایک نہائیت اچھی دردناک آواز آئی۔ اُس آواز کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ تو دیکھتا کیا ہوں۔ ایک نوجوان ہے خوبصورت نیک خصلت نیکی کے آثار اُس کے چہرے سے ظاہر ہیں۔ اور اس کے سر پر دو گیسو ہیں۔ اور وہ کعبے کے پردوں سے لٹکا ہوا یہ کہہ رہا ہے "اے خدا اے آقا اے مولیٰ سب آنکھیں سو رہی ہیں اور تارے بھی چھپ گئے اور تو زندہ اور قیوم بادشاہ ہے۔ سب بادشاہوں نے دروازے بند کر لئے اور دروازوں پر چوکیدار اور دربان کھڑے کر دیئے اور ہر ایک دوست اپنے دوست کے ساتھ علیٰحدگی میں ہے۔ اور تیرا دروازہ مانگنے والوں کے لئے کھلا ہے اور میں سائل ہوں، تیرے در پہ حاضر ہوں گنہگار محتاج خطاوار مسکین ہوں۔ تیرے دروازے پر کھڑا ہوں۔ تیرے در پہ

آیا ہوں اے رحیم تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ اے کریم، اے رحیم، اے ارحم الرحمین تیرے در پر آیا ہوں کہ تو لطف کی نگاہ سے میری طرف دیکھے" پھر وہ اس مضمون کے شعر پڑھنے لگا

"اے رات کے اندھیرے میں مجھ حاجتمند اور بیقرار کی دُعا قبول کرنے والے۔ اے مرض کی حالت میں نقصان اور مصیبت کے دفع کرنے والے جو لوگ تیرے پاس آئے تھے وہ کعبے کے گرد سوئے اور بیدار رہے۔ اور اے قیوم تیری سخاوت کی آنکھ نہیں سوتی، اگر شریفوں کے سوا تیری سخاوت کا اور کوئی امیدوار نہیں ہے تو گنہگاروں پر کون بخشش کریگا۔ اے رب اے مولا بیت اللہ اور حرم کے حق کے سبب سے میرے رونے پر رحم کر۔ تو غفور ہے میرے گناہ بخش دے بخشش اور کرم سے میرے گناہ معاف کردے۔ معافی کی فضیلت اپنی بخشش اور کرم سے مرحمت فرما"

پھر وہ نوجوان آسمان کی طرف سر اُٹھا کر یہ کہنے لگا۔ "اے خدا، اے آقا اے مولٰے اگر مَیں نے علم اور معرفت کے سبب سے تیری اطاعت کی تو تیرے لئے حمد اور شکر ہے۔ اور تیرا مجھ پر احسان ہے۔ اور اگر میں نے تیری نافرمانی کی تو تیری محبت میرے اوپر قائم ہے اور اے خدا مجھ پر رحم کر۔ اور میرے سب گناہ بخش دے۔ اور مجھے جنت میں میرے نانا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے حبیب اور اپنے مقبول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم نہ کر۔ اے رب العالمین مَیں ساری خلق کو چھوڑ کر تیرے پاس آیا ہوں۔ اے خدا میں قصد کرکے تیرے پاس آیا ہوں تاکہ تو اپنے فضل سے مجھ پر رحم کرے۔ اے خدا تو فی الحقیقت صاحب فضل واحسان ہے اور وحشت زدہ لوگوں کا مونس" پھر وہ نوجوان آسمان کی طرف سر اُٹھا کر یہ کہنے لگا۔ اور ندا کرنے لگا "اے میرے خدا اے میرے آقا اے میرے مولا دُنیا اچھی نہیں ہے مگر تیرے ذکر سے اور عقبیٰ اچھی نہیں ہے مگر تیری بخشش سے اور زمانہ اچھا نہیں ہے مگر تیری اطاعت سے اور دن اچھا نہیں ہے مگر تیری خدمت سے اور رات اچھی نہیں ہے مگر تیری مناجات سے اور دل اچھے

نہیں ہیں مگر تیری محبت سے اور نعمت اچھی نہیں مگر تیری مغفرت سے اے ارحم الراحمین دُنیا اور آخرت بن تیرے اچھی نہیں اور بدیوں سے تجھے کچھ نقصان نہیں۔ اے کریم میرے گناہ معاف کر" پھر اس مضمون کے شعر پڑھنے لگا۔

"اے خدا کہ تجھ سے ہر وقت اُمید ہے۔ مَیں نے اپنی مصیبت کی شکایت کی تو مجھ پر رحم کر اے اُمید پوری کرنے والے تو ہی میری مصیبت کا دفع کرنے والا ہے۔ میرے سب گناہ بخش دے اور میری حاجت پوری کر۔ میرا توشہ کم ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے منزل مقصود پر نہیں پہنچا سکتا توشے کی کمی کے لئے روؤں یا راستہ کی دوری کے لئے۔ میں نے نہایت بُرے اور بدعمل کئے ہیں اور دُنیا میں کوئی گنہگار ایسا نہیں ہے جس نے میرے سے گناہ کئے ہوں۔ میں مسافر اور تن تنہا اور کم لشکر ہوں مَیں نے تجھ سے شکایت کی ہے۔ تو میری شکایت کو قبول کر اے خدا اگرچہ تو نے میری رغبت سے پہلے مجھے دیا ہے۔ اے خدا تو اپنی بخشش کو پورا کر مجھے جلد آرام پہنچا" وہ نوجوان اس مضمون کے اشعار بار بار پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ میں اس کے قریب گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ میں نے آپ کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور مجھے اُن کی اس حالت پر رونا آ گیا۔ میرے آنسوؤں میں سے ایک قطرہ آپ کے چہرۂ مبارک پر ٹپک پڑا آپ کو اُسی وقت غشی سے افاقہ ہو گیا اور آنکھیں کھول دیں اور کہا یہ کون شخص ہے جس نے مجھے میرے مولیٰ کے ذکر سے آکے غافل کیا۔ میں نے کہا اے میرے آقا اے میرے مولٰے میں اصمعی ہوں آپ اس قدر کیوں روتے ہیں آپ اس قدر کیوں آہ و بُکا کرتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کی شان میں یہ نہیں فرمایا ہے۔ اے اہل بیت اللہ صرف یہی چاہتا ہے کہ نجاست تم سے دُور کردے۔ اور تمہیں خوب پاک کردے۔ امام زین العابدین اُسی وقت سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے اصمعی اللہ نے جنت مطیع کے لئے پیدا کی ہے خواہ حبشی غلام

ہی کیوں نہ ہو اور دوزخ گنہگار اور نافرمان کے لیے ہے خواہ قریشی بادشاہ یا ہاشمی بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سُنا ہے۔ صور پھونکتے وقت نسب کی پرسش نہیں ہے۔ جن کی نیکیاں زیادہ ہیں۔ وہ فلاح یاب ہیں۔ اور جن کی کم ہیں انھوں نے اپنے نفس کو بڑا نقصان پہنچایا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آگ اُن کے چہرے کو جھلسے گی اور وہ سیاہ ہو جائیں گے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ میں امام زین العابدین کو ان کی حالت پر چھوڑ کر چلا آیا۔

● حضرت یوسف کے بھائی اپنے فعل پر نادم ہو کر چلے گئے اور بہت روئے۔ مومن بُرے فعل پر شرمندہ ہوتا ہے اور منافق دل کے فاسد اور خراب ہو جانے کے سبب سے گناہ سے شرمندہ نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف جب مالک کے پاس واپس آئے تو اس نے ہاتھ پاؤ باندھ کر حضرت یوسف کو ملیح اسود کے سپرد کیا اور سونپ دیا۔ اور کہا تو اس کی نگہبانی کر۔ ملیح نے مالک سے کہا شام سے کنعان پچاس برس میں سو دفعہ آپ اسی غلام کے لئے آئے۔ اب کیا سبب ہے کہ آپ کا حال اس کی طرف سے بدل گیا۔ کہ آپ اس کے ساتھ ایسا کچھ کرتے ہیں۔ میں اسے ضعیف اور ناتواں دیکھتا ہوں۔ مالک نے کہا میں بھی خود متفکر ہوں کہ معبر نے اس کی ایسی صفتیں بیان کی تھیں کہ جس کی شان میں کل عقلیں حیران ہیں۔ اور میں نے اس کو صرف جَو بھر سونے سے خریدا ہے۔ جو چند دینار کے برابر ہے اور حضرت یوسف ان باتوں کو سُن سُن کر ہنستے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میں عیبوں سے پاک ہوں۔ بعض عالموں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اصلی صفت اور اصلی حُسن پر حضرت یعقوب علیہ السلام اور زلیخا کے سوائے اور کسی نے نہیں دیکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شمعون بن فارسیہ کے سوائے کسی نے نہیں دیکھا۔"

● جب آدھی رات ہوئی اور حضرت یوسف اپنی ماں کی قبر کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے تئیں ماں کی قبر پر گرایا اور رونے لگے اور یہ کہنے لگے۔ اے ماں اے راحیل بھائیوں نے مجھے باپ سے جدا کر دیا۔ اے ماں اگر تو میری حالت دیکھتی تو تو بہت روتی۔

اے ماں بھائیوں نے میرے طمانچے مارے۔ اور پاؤں پکڑ کر مجھے گھسیٹا۔ اے ماں چھریاں مجھ پر نکالیں اور میرے قتل کا ارادہ کیا اے ماں مجھے غلاموں کی طرح بیچ دیا۔ اے ماں۔ اے ماں۔ اے راحیل ذرا سر اٹھا کے دیکھ کر تیرے بیٹے پر تیرے پیچھے کیا کیا مصیبتیں آئیں اے ماں اے راحیل اگر تو دیکھتی کہ بچپن میں مجھ پر کیا مصیبت آئی تو تجھے مجھ پر رحم آتا اور تو میری حالت پہ روتی۔ اے ماں اے راحیل اگر تو میرا حال اس وقت دیکھتی کہ جس وقت میرا کرتا نکالا۔ اور رسی سے مجھے باندھا اور اکیلا مجھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور پھر کنوئیں کے اوپر سے میرے پتھر مارے اور میرے رخسار پر طمانچے لگائے اور میرے پیٹ اور پیٹھ کو پاؤں سے روندا اور مجھے ٹھنڈے پانی سے پیاسا مارا۔ اور اچھے کھانے سے مجھے بھوکا رکھا اور سخت گرمی میں مجھے پیدل چلایا۔ اور میرے حال میں خدا سے نہ ڈرے۔ اور مجھ پر رحم نہ کیا۔ اور غلاموں کی طرح مجھے بیچ ڈالا۔ اور مجھے غمگین چھوڑ کے چلے گئے۔ مجھے بڈھے ضعیف غمگین یعقوب سے جدا کر دیا۔ اور میرے پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈالیں مجھے صوف کے کپڑے پہنائے اور مجھے قیدیوں کی طرح اونٹنی پر سوار کرایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قبر میں سے یہ آواز سُنی واقرۃ عیناہ واولداہ وامُرۃ فواداہ۔ یہ کلمے حسرت کے ہیں یہ آواز سُنتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے نہیں بلکہ سجدے میں گر پڑے جب افاقہ ہوا تو حضرت یوسف کو پیچھے سے آواز آئی، صبر کر اور تیرا صبر خدا کے سوائے اور کسی پر نہیں ہے۔ اسی عرصہ میں ملیح نے دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اونٹ پر نہ پایا۔ اُس نے قافلہ میں باواز بلند پکارا اے سید غلام بھاگ گیا اور قافلے سے کہا تم یہیں ٹھہرو اور ملیح اسود خود پیچھے کو واپس آیا۔ ملیح اسود نے دیکھا کہ حضرت یوسف خود اس کے پاس آئے۔ حضرت یوسف سے کہا تیرے مالکوں نے ہمیں خبر دی تھی کہ یہ چور اور جھگڑالو اور جھوٹا ہے۔ ہم نے ان کے قول کا یقین نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ

تو بھاگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا خدا کی قسم میں نہیں بھاگا۔ میری ماں راحیل کی قبر سے تمہارا گزر ہوا۔ میں قبر کے پاس آتے ہی بے اختیار ہو گیا۔ اور میں نے اپنے تئیں ماں کی قبر پر گرایا۔ اسود حضرت یوسف پر غصہ ہوا اور طمانچے مارے اور پاؤں پکڑ کر منہ کے بل حضرت یوسف کو گھسیٹا۔ حضرت یوسف بیہوش ہو کر گر پڑے نہیں بلکہ سجدے میں گر ے اور بہت روئے اور کہا۔ اے خدا اگر مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو میرے باپ دادا کے حق کے سبب سے معاف کر کہ انھوں نے کبھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مظلوم کی دُعا سے ڈرو کہ مظلوم کی دُعا اور اللہ میں بالکل پردہ نہیں ہے۔ جب مظلوم یارب کہتا ہے تو اللہ ارشاد فرماتا ہے اگر میں تیرا اور تیرے ظالم کا فیصلہ نہ کروں تو یہ بجائے خود ظلم ہے۔ مظلوم اور یتیم کی دُعا سے ڈرنا چاہیئے کہ اُن کی دُعا پلک مارنے سے بہت تیز جاتی ہے۔ مظلوم فتحیاب ہے۔ اور ظالم لٹا پانے والا۔ مظلوم کے لئے نجات ہے اور ظالم کے لئے ہلاکت۔ ظالم قیامت کے دن اپنا اعمالنامہ لے گا۔ تو اس میں اپنی نیکیوں میں سے کوئی نیکی نہیں دیکھے گا تو کہے گا اے خدا میری نیکیاں کہاں ہیں۔ اللہ فرمائے گا جس شخص پر تو نے ظلم کیا تھا وہ نیکیاں اُس کے اعمالنامہ میں لکھ دی گئی ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا تو نے جو لوگوں پر ظلم کیا اس سبب سے تیری نیکیاں جاتی رہیں۔ قیامت کے دن مظلوم کے ہاتھ سے ظالم پر افسوس ہے جس وقت کہ حاکم خدا ہو گا اور جیلخانہ دوزخ اور مظلوم کہیگا اے خدا میرا اور میرے ظالم کا فیصلہ کر۔ حضرت یوسف کے یہ کہتے ہی ایک سیاہ ابر نمودار ہوا اور اس میں سے شتر مرغ کے انڈے کے برابر اولے پڑنے لگے۔ سب کو ہلاک ہو جانے کا یقین ہو گیا مالک نے کہا اے قوم اگر تم میں سے کسی نے گناہ کیا ہو تو ہلاک ہونے سے پہلے اُسے توبہ کرنی چاہیئے۔ مالک نے پھر دوبارہ اور سہ بارہ کہا تو اس وقت اسود نے کہا گناہ مجھ سے ہوا ہے۔ مالک نے کہا کیونکر۔ اسود نے کہا میں نے عبرانی غلام کے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ عبرانی غلام نے اُسی وقت اپنے ہونٹ ہلائے اور زبان

سے دو کلمے کہے۔ اُس کی زبان سے کلموں کے نکلتے ہی یہ سیاہ ابر نمودار ہو گیا۔ مالک اسی وقت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے غلام مجھے یہ گمان ہے کہ تجھے اللہ سے قُربت اور نزدیکی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں۔ مالک نے کہا۔ ہم پر رحم کر۔ حضرت یوسف علیہ السلام مسکرائے اور زبان سے دو کلمے کہے۔ اُسی وقت ابر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور مینہ بند ہو گیا۔ اور خدا کی قدرت سے آفتاب نکل آیا۔ مالک نے کہا آسمان اور زمین کے معبود کے نزدیک جو تیرا مرتبہ ہے وہ مجھے معلوم ہو گیا۔ اب جائز نہیں کہ میں آپ کو اس حالت پر رکھوں۔ بیڑیاں اور طوق حضرت یوسف سے دُور کیا اور عمدہ لباس پہنایا اور سارے قافلے سے کہہ دیا یوسف کو سب سے آگے رکھو کوئی یوسف کے آگے نہ بڑھے۔ جب حضرت یوسف شہر بلسان میں پہنچے تو وہاں کے سب لوگ اُن کے پاس آ کے اکٹھے ہوئے اور حضرت یوسف کی صورت کے انہوں نے بُت بنالئے۔ اور ہزار برس تک اللہ کے سوائے اُن کو پوجتے رہے۔ پھر وہاں سے حضرت یوسف علیہ السلام شہر تابلسان میں پہنچے وہاں کے لوگ کافر اور بُت پرست تھے۔ جب اُنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو پوچھا تجھے کس نے پیدا کیا فرمایا اللہ نے سب نے کہا جس اللہ نے تجھے پیدا کیا۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اُنہوں نے سب بُت توڑ ڈالے اور رحمٰن کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تعجب ہے کہ ایک قوم حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ایمان لے آئی اور ایک قوم حضرت یوسف کو دیکھ کر کافر ہو گئی۔ پاک ہے وہ خدا جس نے ایک صورت کو ایک قوم کے لئے فتنہ اور عذاب کر دیا۔ اور دوسری قوم کے لئے عبادت اور عبرت۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خوبصورت چہروں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے۔ اور جس نے شہوت کی نگاہ سے دیکھا اُس کے اعمالنامے میں چالیس ہزار گناہ لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ بندے جان لیں کہ دونوں نگاہوں میں بڑا فرق ہے۔

ایک بزرگ نے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ خوبصورت چہروں کو میں نہیں دیکھنے

کاہوں۔ میں کعبے کا طواف کر رہا تھا کہ اتفاقاً ایک خوبصورت عورت کے پاس سے میرا
گزر ہوا۔ میں نے اُسے بہت غور سے دیکھا۔ اور اس کے حسن سے بہت متعجب ہوا۔ یکایک
ہوا میں سے اُدب کا تیر میری آنکھوں پر آن پڑا۔ اس پر یہ لکھا ہوا تھا عبرت کی نگاہ سے
تو نے دیکھا۔ تو ہم نے تیرا اَدب پھینکا اور اگر شہوت کی نگاہ سے تو دیکھتا۔ تو ہم قطع
کرنے کا تیر پھینکتے"۔

تفسیر سجستانی میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام شہر قدس کے دروازے
پر جب پہنچے تو امیر قدس نے خواب دیکھا کہ بہترین خلق تیرے شہر میں آگیا ہے۔ تجھے کل اُس کا
استقبال اور اچھی طرح دعوت کرنی چاہیئے اور جو وہ حکم کرے تجھے اُس کی تعمیل ضروری
ہے۔ صبح ہوتے ہی امیر نے ضیافت کا بہت سامان کیا اور استقبال کے لئے گیا۔ اور
قافلے والوں سے پوچھا تمہارا امیر کون ہے قافلے والوں نے مالک بن زعر کی طرف اشارہ
کیا۔ امیر قدس دل میں متحیر ہو کر کہنے لگا۔ یہ شخص ہر سال دو دفعہ آتا ہے مجھے کبھی اِسکے
استقبال کا حکم نہیں ہوا۔ ہنوز امیر کا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا کہ آسمان سے ایک سوار
اُترا اور امیر قدس کے قریب آیا اور یہ سوار ایک فرشتہ تھا کہ حضرت یوسف کے ساتھ
حفاظت کے لئے رہتا تھا۔ اور اُس کے ساتھ دو فرشتے اور تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔
"ہر مومن کے ساتھ نگہبان ہیں۔ کہ خدا کے حکم سے آفتوں اور مصیبتوں سے اُس کی نگہبانی کرتے
ہیں۔ بندے کے واسطے چوکیدار ہیں۔ جو آگے اور پیچھے بسبب اللہ کے حکم کے نگہبانی کرتے
ہیں" یہ فرشتہ اور ایک ہمران حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ یہ ہمران ایک جن تھا۔
کہ جس کی نسل ہمران کی سی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ پیدا ہوا تھا اور ہر ایک انسان
کے ساتھ ایک جن پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ سفر کرتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ سفر کرتا ہے
القصہ وہ سوار امیر قدس کے قریب گیا اور اس سے کہا تو کون ہے امیر قدس نے کہا میں وہ
شخص ہوں کہ مجھے خواب میں تیرے استقبال کا حکم ہوا ہے۔ سوار نے اُس سے کہا اے امیر

جس شخص کے استقبال کا خواب میں تجھے حکم ہوا ہے وہ شخص یہ غلام ہے۔ امیر نے قافلے والوں
سے کہا آپ سب لوگ اس غلام سے پہلے داخل ہو جائیں۔ وہ سب کے سب داخل ہو گئے آخر
میں یوسف علیہ السلام کی نوبت آئی امیر یوسف علیہ السلام کے قریب گیا اور قریب جا کے کہا
تو کون ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں وہ شخص ہوں کہ جس کے استقبال کا تجھے
حکم ہوا ہے۔ امیر حیران ہو گیا اور کہنے لگا تجھے کس نے خبر دی ہے آپ نے فرمایا جس نے
تجھے استقبال کا حکم کیا۔ امیر نے کہا مجھے تیرے امر کی اطاعت کا حکم ہوا ہے تو مجھے
کیا امر کرتا ہے۔ فرمایا میں تجھے یہ امر کرتا ہوں کہ شہر قدس میں تو بتوں کی پوجا نہ کرے۔
تاکہ تجھے دوزخ سے نجات ہو۔ امیر نے کہا میں نے آپ کا یہ قول اس شرط سے قبول
کیا کہ جب آپ داخل ہوں تو میرا بُت آپکو سجدہ کرے اور یہ اقرار کرے کہ آپ
سچے ہیں۔ حضرت یوسف نے فرمایا۔ میرا رب جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ امیر حضرت
یوسف علیہ السلام سے بات چیت کرتا ہوا کوچے کے پھاٹک میں داخل ہو گیا اور
حضرت یوسف علیہ السلام رُک گئے۔ امیر قدس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے
بے انتہا لشکر دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا یہ کیسا لشکر ہے میرے گھر میں
تو اس کی گنجائش بھی نہیں ہے اور نہ میرے پاس اتنا کھانا ہے کہ ان کے لئے
کافی ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مسکرا کر کہا اے امیر یہ خدا کا لشکر ہے نہ
کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ ان کا کھانا سبحان اللہ کہنا ہے اور پانی لا الٰہ الا اللہ کہنا۔
امیر نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا یہ فرشتے ہیں۔ اللہ نے
انہیں میری مدد اور حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔ امیر حضرت یوسف علیہ السلام کی
شان میں بے حد حیران ہوا۔ جب حضرت یوسف پھاٹک میں داخل ہوئے تو
بُت نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا۔ اور پھر ہلا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ امیر خدا
پر ایمان لے آیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بہت بڑی ضیافت کی اور حضرت

یوسف علیہ السلام کے سامنے ایک پیالہ جس میں دودھ اور چاول تھے رکھ دیا۔ حضرت یوسف نے اُس میں سے ایک لقمہ اُٹھا کے اپنے پاس کے آدمی کو دیا اُس نے وہ لقمہ کھا لیا۔ اسی طرح کل قافلے والوں نے اُس پیالے میں سے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور حضرت یوسف کی برکت سے اس پیالہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ امیر نے یہ سارا ماجرہ اپنی آنکھ سے دیکھ کر کہا اے قوم یہ شخص تمہارا سردار اور تمہارا امیر ہے لوگوں نے کہا نہیں یہ غلام ہے۔ امیر نے کہا پھر آقا کون ہے لوگوں نے مالک کی طرف اشارہ کیا۔ امیر نے کہا اے مالک جب غلام کا معجزہ ایسا ہو تو آقا کا کیسا ہوگا۔ آقا کا معجزہ اس معجزے سے بڑا ہونا چاہیئے۔ مالک یہ سُن کر حیران ہو گیا۔ امیر نے کہا غلام آقا سے بہتر ہے مالک چپ ہو رہا اور کچھ جواب نہیں دیا۔ اللہ نے مالک کی زبان اور عقل بند کر دی تاکہ امیر جو کچھ کرنا چاہتا تھا یوسف کے باب میں حکم نہ کرے۔ امیر کے دل میں یہ خیال آگیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو مالک سے جدا کرے۔ پھر مالک وہاں سے شہر عسقلان کی طرف چلا۔ جس وقت حضرت یوسف کی روانگی کی خبر شہر عسقلان کے حاکم کو پہنچی وہ اسی وقت بارہ ہزار سوار لے کر شہر قُدس کی طرف اِس ارادے سے روانہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو مالک سے چھین لے۔ جب حاکم شہر عسقلان کے لشکر کی نگاہ حضرت یوسف پر پڑی تو اُن میں سے ایک شخص اپنے گھوڑے کے اُوپر سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا اور نظر کی لذت کے سبب سے تین دن رات برابر بے ہوش پڑا رہا۔ یہاں تک کہ مالک بلا نزاع خلاعی وہاں سے نکل گیا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر عریش میں پہنچے تو انہوں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مجھ سے بہتر نہیں پیدا کیا، میری مثل کوئی شخص نہیں ہے۔ جب میں اس شہر میں جاؤں گا تو اس شہر کے لوگ میرے حُسن کو دیکھ کر سخت حیران اور متعجب ہونگے۔ جب حضرت یوسف اس شہر میں گئے تو دیکھا کہ وہاں کے ہر ایک شخص کی صورت حضرت یوسف کی سی ہے۔ بلکہ

حضرت یوسف کی صورت سے اچھی ہے اور وہاں کوئی شخص حضرت یوسف کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سُنا کہ ایک منادی میں ندا کر رہا ہے اے یوسف تو نے گمان کیا کہ تیری مثل میرے ملک میں کوئی خوبصورت نہیں ہے۔ دونوں جہاں میں ہزاروں آدمی ہیں۔ اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی اور دیدار چاہنے والے ہوئے تو گمان کیا کہ میں مناجات کرنے میں ایک ہی ہوں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ دائیں بائیں جانب دیکھ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دائیں بائیں جانب نگاہ کی تو دیکھا کہ ہزار آدمی موسیٰ علیہ السلام ہی کی صورت کے ہیں اور اُن کا وہی لباس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور ہر ایک کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ کے عصا کی مثل عصا ہے۔ اور سب کے سب یہی کہہ رہے ہیں رب ارنی انظر الیک۔ اسی وقت حضرت موسیٰ کو ندا آئی اے موسیٰ تو نے یہ گمان کیا کہ تیرے سوائے اور کوئی ہمارا مشتاق نہیں ہے۔ القصہ حضرت یوسف علیہ السلام ندا سنتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑے اور سجدہ میں گر پڑے اور جو دل میں خطرہ آیا تھا۔ اس سے توبہ کی۔ اسی وقت ندا آئی اب توبہ کرنے کے بعد تو اپنا سر اُٹھا کہ حال بدل گیا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے سر اٹھا کے دیکھا تو ہزاروں آدمی ان کے شوق میں چلے آتے ہیں اور وہ سب کی نگاہ میں مقرب فرشتے کی مثل ہیں۔

روایت ہے کہ ابراہیم بن ادہم ایک شب طواف کرنے کے لئے نکلے تو بیت اللہ کو خالی پایا اور چاندنی رات تھی اب دل میں کہا آج کی رات طواف کرنے میں میں نے بڑی فراغت پائی آج میں اکیلا طواف کروں گا۔ جب طواف کرنے لگے تو دیکھا کہ ستر ہزار آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ ابراہیم بن ادہم متحیر ہو کر کہنے لگے کہ میں کبھی کسی رات اس قدر خلقت نہیں دیکھی جس قدر کہ آج رات دیکھ رہا ہوں۔ ایک بزرگ نے ابراہیم بن ادہم سے آکے کہا اے ابراہیم یہ سب لوگ خلوت کے طالب ہیں۔ ان کی بھی وہی طمع ہے جو تیری ہے پس سب طمع کرنے والے آج اکٹھے ہو گئے۔

القصہ حضرت یوسف مصر پہنچے تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی مالک بن زعر نے آواز سنتے ہی کہا جس منزل میں میں اُترا۔ اور جس منزل سے میں نے کوچ کیا ہے۔ برابر مجھے یوسف کی برکتیں ظاہر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ میں فرشتوں کی تسبیح سنتا ہوں اور صبح اور شام فرشتے یوسف کو سلام کرتے ہیں اور میں یوسف کے سر پر سفید ابر دیکھتا ہوں۔ کہ اس کے اُوپر سایہ کرتا ہے۔ جس وقت یوسف ٹھہر جاتا ہے تو وہ ابر بھی یوسف کے ساتھ ٹھہر جاتا ہے۔ پس مالک بن زعر نے یوسف سے کہا اے غلام مجھے تیرے حالات نے متعجب کر دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے لئے خدا سے دُعا کرے بیٹا کبھی نہیں ہوا تو خدا سے دُعا کر کہ اللہ مجھے بیٹا دے۔ اسی وقت حضرت یوسف نے مالک کے لئے دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بارہ حمل عطا کئے اور ہر ایک حمل میں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ جب حضرت یوسف دریائے نیل کے کنارے پہنچے اور مصر وہاں سے قریب صرف ایک منزل رہ گیا تھا تو مالک نے حضرت یوسف کو بلا کر کہا یہ مصر قریب آ گیا۔ ہم مصر میں آن پہنچے تم اپنا کرتا اور اپنے کپڑے اتارو اور سر دھوؤ اور غسل کرو تاکہ راہ کی مشقت اور سفر کا غبار دُور ہو۔ حضرت یوسف نے کرتا اُتارا اور نہر میں غوطہ لگایا اور مچھلیاں حضرت یوسف کی پیٹھ کا میل چھڑانے لگیں اور پیٹھ ملنے لگیں۔ جب حضرت یوسف غسل کر کے فارغ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے آپ کا حسن و جمال کئی گنا کر دیا۔ اسی وقت دریا کا مالک حضرت یوسف کے آگے سجدہ کرنے لگا۔ حضرت یوسف نے فرمایا مجھے سجدہ نہ کر۔ سجدہ خاص خدا ہی کے لئے ہے جب دوسرا دن ہوا تو مالک نے حضرت یوسف کے سر پر ایک سونے کا تاج رکھا کہ یاقوت اور موتیوں سے جڑا ہوا تھا اور کمر میں حریر کی ایک پیٹی باندھی اور ایک خلعت پہنایا کہ جس کے کناروں پر موتی اور یاقوت اور لعل لگے ہوئے تھے۔ اور سونے کے کنگن کہ جن میں موتی اور یاقوت اور لعل لگے ہوئے تھے ہاتھوں میں پہنائے اور اسی طرح ہر قسم کی زینت سے بے انتہا آراستہ اور پیراستہ کر کے ایک اونٹنی پر سوار کیا۔ جب حضرت یوسف مصر کے دروازے پر پہنچے تو مصر میں ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔ مصر والے ندا دینے والے کی ندا تو سنتے تھے اور اس کی صورت نہیں دکھائی دیتی تھی وہ منادی یہ ندا کر رہا تھا اے اہل مصر والو!

تمہارے پاس ایک ایسا نوجوان آیا ہے کہ جو شخص اُس سے ملے گا وہ سعید اور نیک بخت ہو جائے گا۔ اور جو شخص اُسے دیکھے گا۔ وہ خوش اور کامیاب ہو جائے گا تم کو چاہیئے کہ اُسے طلب کرو اور اُسے دیکھو۔" یہ آواز سن کر مصر والوں کے دل میں خیالات پیدا ہوئے۔ پھر یہ آواز آئی کہ مالک بن زعر کے گھر میں اسے ڈھونڈو۔

اشارہ: عزت کے لئے بھی مقامات ہیں۔ اور ذلت کے لئے بھی یوسف کی عزت مصر میں ہوئی۔ اور مومن کی عزت موت کے وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی اے نفس مطمئن تو اپنے رب کے پاس واپس جا۔ اس حال میں تو اسے پسند کرنے والا ہے اور وہ تجھے۔ اور یہ مومن سے اس وقت کہا جاتا ہے کہ دنیا سے نکلنے اور مولےٰ کے پاس جانے کا وقت آ جاتا ہے جیسا کہ ایک حکیم نے کہا ہے۔ تو صحیح اور سالم تھا کہ اسی عرصہ میں تیری نسبت کسی نے کہا کہ فلاں شخص بیمار ہو گیا۔ مرض الموت کے وقت تجھے کوئی دوا ایسی مل سکتی ہے کہ فائدہ دے۔ مخلوق میں کوئی تیرا ایسا دوست ہے کہ اس وقت کام آئے۔ کوئی ایسا طبیب بہم پہنچ سکتا ہے کہ جس کے علاج سے اس وقت شفا ہو۔ تیرے لئے اس وقت کل طبیب اور کل دوائیں اور جس چیز میں شفا کی اُمید ہے وہ سب کی سب تیرے لئے اکٹھی کی جاتی ہیں۔ مگر اس وقت طبیبوں کے جمع ہونے اور دواؤں کے استعمال سے مرض کے بڑھنے کے سوائے اور کچھ فائدہ نہیں۔ تو اسی حالت میں تھا کہ کسی نے تیری نسبت کہا کہ فلاں شخص کے دُنیا سے جانے کا وقت قریب آ گیا۔ وصیت وغیرہ بھی کر چکا۔ تو اسی حالت میں تھا کہ کسی نے پھر تیری نسبت کہا کہ فلاں شخص کی زبان بھی بند ہو گئی۔ اور اپنے بھائیوں میں سے کسی کو نہیں پہچانتا۔ اور ہمسایوں میں سے کسی سے بات چیت نہیں کر سکتا۔ تیری طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں یہ تیرا بھائی موجود ہے۔ پس تو نہ اس سے کلام کر سکتا ہے اور نہ سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ فصاحت اور سخت بیانی کہاں چلی گئی۔ ملاحت اور بلاغت کہاں جاتی رہی تو اسی حال میں تھا کہ یکایک کسی نے تیری موت کی خبر دی کہ فلاں شخص دنیا سے چلا گیا اور مُردوں میں جا ملا۔ اور زندہ لوگوں سے تعلق چھوڑ دیا۔

مضمون اشعار "میں دُنیا سے چلا اور میری قیامت آ گئی کل اٹھانے والے میرا جنازہ اٹھائیں گے۔

اور میرے بال بچے میری قبر کھودنے کی جلدی کریں گے اور تیری طرف آنے اور تیری طرف جلدی بھیجنے کو میری بزرگی اور کرامت جانیں گے۔ اور میرے وارث میرا مال تقسیم کرلیں گے۔ اور میرے مال میں سے تیرا قرض ادا نہیں کریں گے۔"

- جب حضرت یوسف شہر مصر میں داخل ہوئے تو پرندے چہچہانے لگے اور جو درخت خشک پڑے ہوئے تھے وہ سب سرسبز اور شاداب ہوگئے۔ اور ان میں بے حد پھل لگ آئے۔

اور سب آدمیوں کے دل بیقرار ہوگئے

اور سب کے دلوں سے محبت کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ مصر کے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے دیکھنے کے مشتاق ہوگئے۔ مصر کے کسی آدمی نے اُس رات حضرت یوسف علیہ السلام کے شوق میں نہ کھانا کھایا۔ نہ پانی پیا۔ **اشارہ** - اس بات کے بیان میں۔ اللہ کے پہچاننے والے کیسے ہی آرام و آسایش میں کیوں نہ ہوں انھیں مولے کا اشتیاق بیحد ہے۔ غائب ہونے کی صورت میں دیکھنے کی لذت کے کیسے مشتاق ہیں۔ حضوری کی حالت میں جس وقت دیکھیں گے۔ تو اُس وقت کیا حال ہوگا شبلی نے کہا میں نے ایک نوجوان کو کہ جس کی پنڈلیاں نہایت دُبلی تھیں۔ دیکھا کہ طواف میں رو رو کے یہ کہہ رہا ہے اشتیاق ہے اُس کا کہ جو مجھے دیکھتا ہے اور مَیں اسے نہیں دیکھتا۔ میں نے اس نوجوان سے کہا وہ کہاں ہے۔ اس نوجوان نے میری زبان سے یہ کلمہ سنتے ہی ایک چیخ ماری اور دنیا سے آخرت کی راہ لی۔ کسی نے شبلی سے دریافت کیا کیا تجھے اپنے رب کا اشتیاق ہے"۔ شبلی نے جواب دیا۔ شوق غائب کا ہوتا ہے نہ حاضر کا۔ اور ہمارا مولیٰ حاضر ہے۔ جسنے اُسے دیکھ لیا پھر وہ کبھی اُس سے جُدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ اُسی کے ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ اس کا مشاہدہ کرتے کرتے جل گیا۔ جیسے پروانہ کہ جب تک اپنے تئیں جلا نہیں دیتا ہرگز چراغ سے الگ نہیں ہوتا۔ پھر شبلی اس مضمون کے شعر پڑھنے لگے۔ خدا کی قسم دے کر پوچھتے ہیں۔ کہ کیا تو عاشق ہے۔ میں نے جواب دیا کیا میں کبھی عشق سے خالی ہوا

ہوں۔ گہوارے (ماں کی گود) میں جام محبت میں سے میں نے ایک گھونٹ پیا ہے کہ جس کی حلاوت قیامت تک میرے حلق میں رہے گی۔ ابراہیم بن ادہم کے اشعار کا **مضمون** تیری محبت میں ساری دُنیا سے مَیں نے تعلق دُور کر دیا۔ اور اپنے بال بچوں سے بھی غافل ہوگیا۔ تاکہ میں تجھے دیکھوں۔ اگر محبت میں تو میرے ٹکڑے کر دے۔ تب بھی میرا دل غیر کی طرف مائل نہ ہوگا۔ قلب کے خطروں نے دل میں تجھے دکھایا۔ اور میرے دل میں تیرے سوائے اور کسی کی جگہ نہیں ہے۔ میری رُوح نے وصل کے بعد فراق کی شکایت کی میں نے کہا صبر کر یہ تیرا امتحان ہے اے حبیب اے برگزیدہ عالم وجود میرے شوق کو عرصہ دراز گزرا تیری ملاقات کب ہوگی۔

ابو خدری نے کہا کہ "میں نے جنگل میں ایک عورت دیکھی جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے اور یہ کہہ رہی تھی۔" اے منان اے محسن جو منت اور احسان تو نے مجھ پر کیا ہے وہ کسی پر نہیں کیا۔ اے مشکور الشاکرین میں تیرا شکر کس طرح ادا کروں اور اے مذکور الذاکرین مَیں تیرا ذکر کس طرح کروں"۔ مَیں نے اُس سے کہا تیری یہ حالت ہے۔ تیرے اوپر خدا کا احسان اور منت کیا ہے کہا محبت اور معرفت"۔ ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تیری معرفت کی کیا علامت ہے وہ اُسی وقت ہوا میں پرندے کی طرح اُڑنے لگی اور یہ کہنے لگی کہ میری معرفت کی یہ علامت ہے۔ پھر مَیں نے مکے میں اُسے کعبے کے پردوں سے لپٹتے ہوئے دیکھا۔ اور مَیں سخت متعجب ہُوا۔ اُس عورت نے کہا اے سعید تو ضعیف قوی الحال سے تعجب کرتا ہے"۔ کسی نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ مشتاق کی کیا علامت ہے۔ فرمایا ایسا دکھائی دے گویا وہ حیران ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہر ایک مومن اللہ کا مشتاق ہے۔

اہل مصر تمام شب بے قرار رہے صبح ہوتے ہی حیرت زدہ سب کے سب مالک کے دروازے پر آکے جمع ہوگئے اور بیہوشی کی حالت میں مالک کے دروازے کے گرد پھرنے لگے مالک نے اسی وقت چھت پر چڑھ کر دیکھا اور کہا تم سب لوگ

کیا چاہتے ہو۔ سب نے بالاتفاق کہا جس غلام کو کر تو لایا ہے ہم اسے دیکھنا چاہتے
ہیں۔ مالک متحیر ہو کر کہنے لگا اس غلام میں کیا خوبی ہے۔ اس کی صورت میں اوروں
کی صورت سے کیا چیز زائد ہے کہ جسے تم دیکھنا چاہتے ہو۔ اس کی صورت بھی ایسی ہی
ہے جیسی اوروں کی صورت ہے۔ اس کا قد بھی ایسا ہی ہے جیسا اوروں کا قد ہے۔ جو
فرشتہ حضرت یوسف کے ساتھ آدمی کی شکل میں رہتا تھا۔ اس نے مالک سے کہا کہ تو ان
لوگوں سے کہہ دے جو شخص غلام کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ایک دینار لائے۔ یہ سن کر وہ سب کے سب
خوش ہو گئے اور کہا اچھا دروازہ کھولو۔ کوئی شخص ہم میں سے بے دینار کے داخل نہ ہوگا۔ وہ
سب اپنے گھر چلے آئے اور ان میں سے ہر ایک شخص نے ایک ایک دینار پھینک دیا اس طرح
محصول کے چھ لاکھ دینار اکٹھے ہو گئے۔ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا وہ ایسا بیہوش
ہوا کہ اسے دروازے تک کا ہوش نہ رہا۔ مالک نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان سب کو
گھر میں سے اٹھا کر باہر ڈال دیں۔ جب انہیں گھر میں سے اٹھا کر باہر ڈال دیا۔ تو ان میں
سے کوئی شخص نہ اپنے گھر کی راہ پہچان سکتا تھا اور نہ اپنے قریب کو پہچان سکتا تھا اور
نہ کسی کی زبان سے کوئی حرف نکل سکتا تھا۔ اور نہ کوئی کسی کی بات سن سکتا تھا۔

نکتہ: مخلوق کے دیکھنے سے جب یہ حال ہے تو خالق کے دیکھنے سے کیا حال ہوگا۔
جھوٹا ہے وہ شخص کہ جس نے خدا کی محبت کا دعوٰے کیا اور پھر وہ لوگوں کی باتیں سنتا ہے۔
جھوٹا ہے وہ شخص جس نے خدا کی محبت کا دعوٰی کیا اور اس نے خدا کے سوائے کسی اور سے محبت
ہے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ "میں نے بغداد میں ایک شخص کے سامنے ایک لڑکا دیکھا۔ وہ شیخ
اس لڑکے سے کہہ رہا تھا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ لڑکے نے کہا فلاں کام کر شیخ نے اسی
وقت وہ کام کیا اور لڑکے نے اس شیخ سے کہا کہ تو فلاں کام نہ کر شیخ نے وہ کام نہ کیا۔ لڑکے
نے اس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ اس نے اسی وقت طلاق دیدی۔ لڑکے نے
کہا تورات کو نہ سو اور سب کاموں میں تو مجھے یاد رکھ۔ شیخ نے ایسا ہی کیا۔ شیخ نے لڑکے

سے کہا تو مجھ سے اور کیا چاہتا ہے۔ لڑکے نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مر جائے شیخ اسی وقت
زمین پہ پاؤں پھیلا کے لیٹ گیا اور کہا لے میں مر گیا۔ بزرگ کہتے ہیں میں نے گمان کیا کہ شیخ ہنسی
کرتا ہے۔ میں شیخ کے قریب گیا اور میں نے اسے خوب ہلایا وہ فی الحقیقت مردہ تھا۔ میں نے اپنا
سر پیٹ لیا اور اپنے دل میں کہا میرا خدا کی محبت میں دعوٰی کس قدر جھوٹا ہے۔ جو شخص مخلوق کی محبت
کا دعوٰی کرتا ہے اس کا تو یہ حال ہے تو خدا کی محبت کے دعوے کرنے والے کا کیا حال ہوگا۔
میں روتا ہوا گھر واپس آیا۔ ناگاہ رونے پیٹنے والوں کے پاس سے میرا گذر ہوا۔ میں نے پوچھا کیا
ہے انھوں نے کہا ایک لڑکا خوبصورت اپنے گھر میں آتے ہی سو رہا اور مر گیا۔ مجھے سخت تعجب
ہوا۔ میں نے اس لڑکے کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ وہی لڑکا تھا۔ مجھے اس لڑکے اور
اس شیخ کی موافقت سے تعجب آیا۔

قیامت کے دن جھوٹوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جو خدا کی محبت کا دعوٰی کرتے ہیں۔ اور
محبت والوں کے سے کام نہیں کرتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "جو لوگ اللہ کی
محبت کا جھوٹا دعوے کرتے ہیں تو ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

جب دوسرا دن ہوا تو مالک نے پکار کے کہا جو یوسف کو دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ
دو دینار لائے۔ دوسرے دن دس ہزار دینار جمع ہوئے اس کے بعد مالک نے مکان کا دروازہ
کھول دیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تخت پر بٹھایا اور ہر قسم کی زینت سے آراستہ کیا اور
منادی کو حکم دیا کہ یہ ندا کرے جو شخص اس غلام کو خریدنا چاہتا ہے وہ حاضر ہو۔ ہر ایک شخص نے
خریداری کی خواہش اور طمع کی۔ سارے آدمی جمع ہو گئے۔ اور ہر ایک نے اپنا کل مال پیش کیا۔
جو فرشتہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہتا تھا اس نے ان سب لوگوں سے کہا تم
سب لوگ خریداری کی طمع سے دست بردار ہو۔ کیونکہ یہ غلام عزیز ہے۔ اس کو عزیز کے سوائے اور
کوئی نہیں خرید سکتا۔

نکتہ: نہ ہر ایک انسان نصیحت کے قابل ہے اور نہ ہر ایک درخت باغ کے

قابل ہے نہ ہر ایک بندہ اللہ کی مناجات کے قابل۔ نہ عزت نسب سے اور نہ محبت طلب سے اور نہ نجات بھاگنے سے اور نہ قربِ خدا کسی سبب سے۔ لیکن صاحب عزت وہ شخص ہے کہ جسے خدا صاحب عزت کرے اور ذلیل وہ ہے جسے خدا ذلیل کرے اور بزرگ وہ ہے جسے خدا بزرگ کرے اور کم مرتبہ وہ شخص ہے جسے اللہ کم مرتبہ کرے اور بیمار وہ شخص ہے جسے اللہ بیمار کرے اور مقبول وہ شخص ہے جسے اللہ قبول کرے اور ملعون وہ شخص ہے جس پر اللہ لعنت کرے۔ بندوں کے اختیار میں کوئی امر نہیں ہے۔ کوشش سے انسان بھلائی کو نہیں پہنچ سکتا۔ بہت سے کوشش کرنے والے ملعون ہیں اور بہت سے غافل معبود کے نزدیک مقبول بہت سے کوشش کرنے والے نہیں پاتے اور بہت سے پانے والے کوشش نہیں کرتے۔

حکایت: بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ رات کو نکلے اور وہ چاندنی رات تھی اور یہ کہنے لگے رات چپ چاپ ہے اور آسمان چاند اور تاروں کے نور سے آراستہ اور دروازہ کھلا ہوا ہے اور میں بہت سے دوستوں میں سے دروازے پر کسی کو بھی نہیں دیکھتا۔ اسی وقت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ہاتف نے آواز دی کہ دوستوں کی کمی کے سبب دروازہ خالی نہیں ہے ہر ایک شخص ہمارے دروازے کے قابل نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی اللہ کے ساتھ ایسا ہی گمان تھا۔ ابو علیدہ خواص اپنا سینہ ہاتھوں سے پیٹ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے مجھے اپنے مولیٰ کا کیسا شوق ہے جو میری مصیبت کا مالک ہے مجھے اس کا کیسا شوق ہے جو دین و دنیا میں میری آرزو ہے۔ مجھے اس کا کیسا شوق ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام اس قدر روئے کہ روتے روتے ظاہری بصارت جاتی رہی اور اس قدر روزے رکھے کہ روزے رکھتے رکھتے ان کی کمر جھک گئی۔ اور اس قدر نماز پڑھی کہ نماز پڑھتے پڑھتے بیٹھ گئے یعنی کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رہی۔ اور کہا اے خدا تیری عزت اور جلال کی قسم اگر میرے اور تیرے درمیان دریا بھی ہو تو میں اس میں بھی تیرے شوق میں گھس جاؤں گا۔ اللہ جل جلالہ نے حضرت

شعیب علیہ السلام سے کہا "اے میرے نبی اگر تو جنت کے شوق میں روتا ہے تو میں نے تجھے جنت مباح کر دی۔ اور اگر دوزخ کے خوف سے روتا ہے تو میں نے تجھے دوزخ سے بھی امن دیا۔" حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا تیری عزت اور تیری کبریائی کی قسم نہ میں جنت کے شوق میں روتا ہوں۔ نہ دوزخ کے خوف سے بلکہ میں تیرے دیدار کے شوق میں روتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی اے شعیب خوش ہو جا۔ مجھے اپنی عزت اور اپنی بلندی کی قسم کہ میں نے تیرے لئے ایسے سپید موتیوں کے محل بنائے ہیں کہ جن کا ظاہر باطن سے دکھائی دیتا ہے اور باطن ظاہر سے اور ان محلوں کے دروازے برابر ملاقات کھلے ہوئے ہیں۔ اور میں نے اپنا دیدار تجھے مباح کر دیا ہے میں اُن محلوں کے دروازے کبھی بند نہیں کرنے کا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اس مضمون کے شعر پڑھنے لگے۔ "اے خدا نہ میں مصیبت میں ہوں اور نہ مجھے مصیبت کی شکایت ہے۔ اے مصیبت کے نازل کرنے والے میری تجھ سے وہ آرزو ہے کہ تو جانتا ہے تو مجھے دنیا دے۔ خواہ عقبےٰ۔ میں مولا کے دیدار کے بغیر راضی نہیں ہو سکتا۔" اور بعض لوگوں کا اللہ مشتاق ہے۔ حدیث میں آیا ہے "اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی" اے داؤد ابرار کو میرا شوق مدت دراز سے ہے لیکن مجھے ان کا شوق ان کے شوق سے نہایت قوی اور زیادہ ہے۔" بعض بزرگوں نے کہا ہے مشتاقوں کے دل اللہ کے نور سے منور ہیں جس وقت ان کی زبان ملتی ہے تو ان کا نور جو کچھ کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے اس سب کو روشن کر دیتا ہے۔ اللہ ان لوگوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ لوگ میرے مشتاق ہیں میں تم کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ مجھے ان کا اشتیاق ان سے زیادہ ہے۔ جو شخص جنت کا مشتاق ہے۔ وہ اس شخص کی مثل نہیں ہے جس کا حق تعالیٰ خود مشتاق ہے اور بعض لوگ شوق کے مرتبے کو بہت گھٹیا مرتبہ سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں شوق غائب کا ہوتا ہے۔ اور ہم اور ہمارا مولیٰ سب کے ساتھ ہیں۔ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اللہ جب کسی بندے پر احسان کرتا ہے تو خوف کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔ اور اسے زندگی لذیذ اور خوشگوار نہیں معلوم

ہوتی۔ پھر اُمید کا دروازہ اس کے لئے کھول دیتا ہے اور اُمید کے دروازے پہ اُسے قید کر دیا جاتا ہے، کعب نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کے پاس وحی بھیجی اے کلیم میں نے اپنے دوست اور اولیاء کے پیٹ میں ایک چیز پیدا کی ہے اور اس کا نام دِل رکھا ہے اور معرفت کو میں نے اس کی زمین کر دی ہے اور ایمان اُس کا نام رکھا ہے۔ اور شوق کو اس کا آفتاب کر دیا ہے۔ اور محبت کو چاند اور خطرات کو نجوم اور ہمت کو مٹی اور خوف کو گرج اور اُمید کو بجلی اور فضل کو ابر اور رحمت کو مینہ اور وفا کو درخت اور حکمت کو پھل اور علم کو دریا۔ اور فراست کو روشنی جو دن ہے اور گناہ کو اندھیرا جو رات ہے اور دل کے چار رکن ہیں۔ پہلا رکن محبت ہے اور دوسرا توکل اور تیسرا الیقین اور چوتھا دروازہ گوشہ نشینی اور دل کے اوپر صبر کا قفل لگا ہوا ہے اور اس گھر کی میرے سوائے اور کسی کو اطلاع نہیں ہو سکتی کیونکہ معبود میں ہی ہوں میرے سوائے اور کوئی معبود نہیں ہے اور میرے ملک میں کوئی شریک نہیں ہے اے موسیٰ سارے طبیب ظاہری بیماریوں کا علاج کرتے ہیں اور میں باطنی بیماریوں کا علاج کرتا ہوں۔ کیونکہ میں دلوں کے حال سے واقف ہوں۔ اے موسیٰ جنت کا دِل سے پیاسا ہو کہ میں تجھے جنت کی شراب پلاؤں اور رضوان کے دیدار سے سیراب کر دوں۔ کیونکہ میں جزا دینے والا بادشاہ ہوں۔

کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے مصر کے لوگ تیسرے دن اکٹھے ہوئے اور مالک کے دروازے پر آئے۔ مالک مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سر پہ سونے کا تاج تھا۔ اور ہاتھ میں جریب مصر کے لوگوں نے مالک کو سلام کیا۔ مالک نے سب کو سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہی اور اُن کے لئے حریر اور دیبا کا فرش بچھایا۔ اور سونے کے دستر خوانوں پر جواہرات کی رکابیاں اُن کے آگے لاکے رکھیں اور لذیذ کھانے انھیں کھلائے اور ٹھنڈا پانی پلایا اور ملک شام کے ہدیے دیئے پھر مالک نے کہا اے اہلِ مصر تم کو کچھ اور حاجت ہے انھوں نے کہا ہاں۔ آج کے دن ہمارا شہر سب شہروں سے بہتر ہیں اے مالک تیرے

ساتھ ہمارے شہروں میں خیر اور بہتری آگئی۔ مالک نے اپنا سر جھکا لیا اور دل میں فکر کیا اور یہ کہا کہ یہ کل خیر اُس غلام کی برکت سے ہے کہ جس کو میں نے بلاد شام میں اُردن پہاڑ کے نزدیک کنعان کے جنگل میں اولادِ یعقوب علیہ السلام سے خریدا ہے۔ مصر کے لوگوں نے کہا اے سوداگر ہمیں یہ غلام دکھلا۔ اگر تو بیچنا چاہتا ہے۔ تو ہم بہت سا مال دیکے اُسے خرید لیں گے۔ اور اگر بیچنا نہیں چاہتا تو ہم کو اچھی طرح سے دِکھلا دے کہ ہم اُس کا حُسن اور جمال خوب دیکھ لیں۔ مالک نے کہا اے اہلِ مصر آج یوں تو تم اُسے دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن بیچنے کی نسبت جو تم نے کہا ہے تو انشاء اللہ میں اُسے مزدنہ بیچوں گا۔ مصریوں نے کہا اس کے دکھانے کا ہم سے وعدہ کرو۔ مالک نے کہا جمعہ کے دن علی الصباح انشاء اللہ میں غلام کو اس جگہ لے جاؤں گا جہاں غلام بکتے ہیں۔ اور وہاں خشک اور بلند ایک جگہ پڑی ہوئی تھی نہ اس پہ سبزہ تھا اور نہ کوئی اور چیز۔ مالک نے اس زمین پہ سنگ مرمر کے ستون بنائے اور ہر قسم کے رنگ سے رنگین کیا اور خز اور دیبا کے اُن پر پردے لٹکائے۔ وہ ستون ایسے ہو گئے جیسے ہوا میں قبہ اور اُس قبہ میں صندل کی ایک کرسی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے رکھی اور کرسی کے چاروں پائے سونے کے تھے۔ اور اُن میں زمرد کی چھڑیاں جڑی ہوئی تھیں۔ اور ہر ایک پایہ کے اوپر سونے کا ستون تھا۔ اور ہر ایک ستون کے اوپر ایک مور دونو بازو کھولے ہوئے بیٹھا تھا اور یوسف علیہ السلام کے بیٹھنے کے لئے کرسی کے اوپر دیبا کا ایک غالیچہ بچھایا۔ جو مشک اور عنبر سے بھرا ہوا تھا اور مالک کے اس ساز و سامان سے غرض یہ تھی کہ یوسف علیہ السلام کی عظمت شان و جلالت مکان ظاہر ہو اور لوگوں میں یوسف کو اس سبب سے مشہور کرتا تھا کہ یوسف کو ہر ایک چھوٹا بڑا مرد اور عورت آزاد اور غلام آکے دیکھے اور یوسف کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا۔

جب دوسرا دن ہوا تو ایک پکارنے والے نے پکارا جسے یوسف کے دیدار کی خواہش ہے وہ دو دینار دے۔ چنانچہ اس روز دس لاکھ دینار جمع ہو گئے اور مالک نے اپنے مکان

میں یوسف کو تخت پر بٹھایا۔ اور طرح طرح کی زینت سے آراستہ اور زینت دار کیا۔ اور پکارنے والے کو حکم دیا۔ اس نے فی الفور یوں پکارا جو شخص غلام کو خریدنا چاہتا ہے وہ حاضر ہو ہر ایک شخص نے یوسف کو خریدنے کی طمع اور آرزو کی اور کوئی شخص ایسا نہیں تھا کہ خریدنے کی طمع سے نہ آیا ہو۔ ہر ایک چھوٹا اور بڑا اور عورت اور مرد اور بڈھا اور جوان خریدنے کی امید سے آیا۔ یہاں تک کہ کنواریاں بھی اپنے گھروں سے اور عابدہ اور زاہدہ عورتیں اپنے عبادت خانوں سے نکل آئیں اور پہاڑوں اور جنگلوں میں سے بھی لوگ اتر آئے۔ اور ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ اور ہر ایک شخص نے اپنا کل مال مالک کے سامنے پیش کیا فرشتہ جو آدمی کی شکل میں تھا۔ اس نے کہا تم سب لوگ یوسف کے خریدنے کی طمع سے دست بردار ہو۔ کیونکہ یہ غلام عزیز ہے عزیز کے سوائے اسے کوئی نہیں خرید سکتا۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ اور اللہ کے رسول اور مومنوں ہی کے لئے عزت ہے۔"

نکتہ: ہر ایک انسان نصیحت کے قابل نہیں ہے اور نہ ہر ایک کہنے والا سچا ہے اور نہ ہر ایک وعدہ کرنے والا وعدہ پورا کرنے والا ہے اور نہ ہر ایک نسبت کا پیام بھیجنے والا نکاح کرنے والا ہے اور نہ ہر ایک بادشاہ سر پر تاج رکھنے والا ہے اور نہ ہر ایک سونیوالا اپنی خواہش کے مطابق خواب دیکھنے والا ہے اور نہ ہر ایک سفر اختیار کرنے والا خدمت غلاموں کا لینے والا ہے اور نہ ہر ایک کھڑا ہونیوالا ناصح ہے اور نہ ہر ایک دروازہ پر کھڑا ہونے والے کو داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے اور نہ ہر ایک داخل ہونے والے کو قرب حاصل ہوتا ہے۔

مضمون شعر: مقبول چہروں پر علامت ہوتی ہے اور ہر چہرہ مقبول نہیں ہے راہ طے کرنے والے ہزاروں ہیں لیکن مجھ تک پہنچنے والے بہت کم ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عزیز بھی یوسف علیہ السلام کے دیکھنے کے لئے اپنی جاہ و لشکر کے ساتھ نکلا اور قبہ میں آکے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ مرد ایک طرف کو کھڑے ہوئے اور عورتیں ایک طرف کو اور ساری خلق جمع ہو گئی۔ بعض دیکھنے کے لئے اور بعض خریدنے کے لئے سب لوگوں نے

مالک کے پاس قاصد بھیجا اور یہ کہا کہ اے سوداگر غلام کو نکال کہ ہم اس کے حسن و جمال کو دیکھیں۔ سب آدمی ہر ایک جگہ سے آئے ہوئے جمع ہیں۔ اور یوسف علیہ السلام کے آنے کے منتظر ہیں۔ مالک فی الفور یوسف کے پاس آیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور یہ کہا اے میرے حبیب یوسف سارے آدمی جمع ہیں تجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تیری کیا رائے ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا جو تمہارے دل میں آئے کرو۔ مالک حضرت یوسف کے اس کلام سے متعجب ہوا اور اس نے حضرت یوسف سے یہ کہا اے یوسف غمگین نہ ہو میں تجھے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاؤں گا۔ پھر حضرت یوسف کو اپنے سامنے بٹھایا اور خود اسے اپنے ہاتھوں سے نہلایا۔ اور اعلیٰ درجہ کی زینت سے اسے آراستہ و مزین کیا۔ حضرت یوسف کو یہ معلوم ہوا کہ مالک بیچنا چاہتا ہے۔ آپ خاموش ہو رہے۔ اور دیبا کے کپڑے پہنائے اور گیسوؤں میں موتی اور یاقوت پروئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ گیسو تھے اور شاہانہ تاج پہنایا اور کانوں میں سونے کے بالے ڈالے ہر ایک بالے میں ایک سفید موتی تھا کہ جس سے حضرت یوسف کا سینہ روشن ہو گیا تھا۔ اور ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن جو موتی اور یاقوت سے جڑے ہوئے تھے پہنائے اور دسوں انگلیوں میں دس انگوٹھیاں پہنائیں کہ جن کے نگینے یاقوت سرخ کے تھے۔ اور اس زمانہ میں مرد عورت کا لباس ایک تھا اور مشک اور کافور اور عنبر سے معطر کیا۔ ایک سونے کی پیٹی جس میں یاقوت جڑے ہوئے تھے پہنائی۔ اور پاؤں میں سونے کی جوتیاں کہ جن کے تسمے چمکدار موتیوں کے تھے پہنائیں۔ اور ان جوتیوں پر عقیق لگے ہوئے تھے اور ان عقیقوں میں تین سو ستارے تھے اور ہاتھ میں ایک شاہانہ چھڑی دی۔ اور حضرت یوسف کے لئے گھوڑا کسا کہ جس کی رکابیں سونے کی تھیں۔ اور لگام چاندی کی اور مالک دس آدمیوں کے ساتھ آیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو رکاب پکڑ کر سوار کیا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو گئے تو آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرا کر یہ کہنے لگے کہ اللہ بھی سچا ہے اور اس کا رسول بھی سچا

ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تیرے پاس اللہ کا رسول آیا ہے۔ کہا ہاں لوگوں نے کہا کب کہا جسوقت میرے بھائیوں نے مجھے کنوئیں میں ڈالا اور میرے بدن سے میرا کرتا اتارا اس وقت میرے خدا کا رسول جبرئیل میرے پاس آیا اور میرے رب کا مجھے سلام پہنچایا۔ اور مجھ سے یہ کہا کہ صبر کر اور خوش ہو مجھے اپنی عزت وجلال وبخشش اور کرم کی قسم کہ میں تجھے کنوئیں میں سے نکالوں گا اور ملک مصر کا بادشاہ کروں گا اور عزیز مصر کو تیرا مطیع کروں گا۔ اور مصر کے بادشاہوں کو تیرا خادم بناؤں گا اور مصر کے کل رئیس تیری رکاب کے ساتھ ساتھ چلیں گے۔ میرے رب نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کا وقت یہی ہے۔ میں اس کو اس وقت دیکھ رہا ہوں یوسف علیہ السلام کا یہ کلام سن کر لوگوں نے تعجب سے سر اٹھایا۔ مالک بن زعر نے لوگوں سے کہا یوسف علیہ السلام کا یقین کرو جھوٹ نہ سمجھو۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام اپنی بات میں سچا ہے۔ میں شام کا ہمیشہ سفر کرتا تھا۔ اور سفر میں سینکڑوں مصیبتیں اٹھاتا تھا۔ اور مال میں خسارہ اور نقصان ہوتا تھا۔ میں نے آپ کے جو یہ سفر کیا تو مجھے کوئی مصیبت اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی یہ سب یوسف علیہ السلام کی برکت ہے۔ پھر دروازہ کے کھولنے کا حکم دیا۔ اور مالک نے مکان کے اوپر چڑھ کر کہا۔ اے اہل مصر یوسف نکل آیا۔ اسی وقت سب آدمیوں نے گردنیں اٹھائیں اور غور سے دیکھنے لگے اور پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہو گئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سوداگر کے مکان کی طرف دیکھنے لگے۔ یکایک حضرت یوسف بڑی شان وشوکت کے ساتھ نکلے نکلے ستر لونڈیاں داہنی طرف تھیں اور ستر بائیں طرف اور اسی قدر آگے اور اسی قدر پیچھے، ہر ایک لونڈی کے ہاتھ میں ایک پنکھا تھا۔ اور وہ سب لونڈیاں حضرت یوسف کو پنکھا کر رہی تھیں۔ اور سوداگر حضرت یوسف کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھا۔ اور حضرت یوسف کے پیچھے عزیز کا کارندہ تھا۔ اور آگے عزیز کا چوبدار اور وہ سب کے سب حضرت یوسف کی راہ میں سے لوگوں کو ہٹاتے جاتے تھے۔ لوگ حضرت یوسف کو دیکھتے ہی غش کھا گئے، اور بے اختیار ہو کر سجدہ کی طرح گر پڑے اور یہ کہنے لگے کہ اے غلام ہمنے تیری مثل آجتک کوئی شخص

نہیں دیکھا۔ پھر سوداگر نے آ کر حضرت یوسف کو گھوڑے سے اتارا اور قبہ میں جو کرسی تھی۔ اس پر بٹھایا لوگوں نے چاروں طرف سے حضرت یوسف کا احاطہ کر لیا۔ اور سوداگر نے قبہ کے پردے اٹھا دیئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ ایسا روشن تھا جس طرح کہ چاند اور سورج روشن ہے اور دائیں اور بائیں طرف کھڑے ہو کر پکارنے والے نے پکارا۔ اے مصر کے لوگو اس غلام کو کون خریدتا ہے اور اس غلام کی جو کچھ کہ اس کے اوپر زینت ہے۔ اس کی کون قیمت دے سکتا ہے۔ سبھوں نے سر جھکائے۔ اور سب کی آنکھیں نیچی ہو گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا کہ اے مالک اس غلام کا چہرہ چھپا کہ بعض آدمیوں نے بعض کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس وقت پکارنے والے نے پکارا کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دیکھنے کے لئے اس قدر اژدحام ہوا کہ پچیس ہزار عورت مرد اژدحام کے سبب سے مر گئے۔ اور پانچ ہزار آدمی اور تین سو ساٹھ کنواریاں حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت کے دیکھنے کے سبب سے ہلاک ہو گئیں اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور خلق کے درمیان جو پردہ تھا اللہ نے اسے اٹھا دیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس اصلی صورت پر دیکھا کہ جس صورت پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا۔ مصر میں اسی پکارنے والے نے پکارا اس غلام خوبرو اور فصیح کو کون شخص خریدنا چاہتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پکارنیوالے سے کہا، یوں کہہ کے نہ پکار بلکہ یوں پکار "اس غلام مسافر غمگین کو کون خریدتا ہے پکارنے والے نے کہا میں یہ کیوں کر کہہ سکتا ہوں۔ جو کچھ کہ تو کہتا ہے میں اس میں سے تجھ میں کوئی بات بھی نہیں دیکھتا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے۔ جن لوگوں نے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا ان کے تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ کی ایسی حالت تھی جیسی متوالوں کی ہوتی ہے اور ایک گروہ کا ایسا حال تھا جیسا حیرت زدہ لوگوں کا ہوتا ہے اور ایک گروہ کا ایسا ڈھنگ تھا جیسا مجنونوں کا ہوتا ہے۔

مضمون اشعار - جب میں دوست کے سبب سے مجنون ہو گیا۔ تو میں نے اس سے کہا زندگی کی لذت مجنونوں کے سوائے اور کسی کے لئے نہیں ہے جس کو تم سے کچھ بھی مشابہت ہے تمہاری محبت کی وجہ سے وہ بھی میرا محبوب ہے یہاں تک میں اُسے دیکھ کے حیران ہو جاتا ہوں کہ وہ سورج ہے چاند سخت پتھروں کے پاس سے جب میرا گذر ہوتا ہے تو میں انہیں اس سبب سے اکٹھا کر لیتا ہوں کہ تیرا دل سخت پتھر کی مثل ہے۔

مالک نے اُن سے کہا کہ تم میرے مکان سے نکل جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم میں باہر جانے کی طاقت نہیں یہی بندے کا حال ہے جب تک کہ بندہ غافل اور اپنے مولے سے دور ہے خواہشیں اُسے ہر طرف اڑائے اڑائے لئے پھرتی ہیں کبھی ادھر کبھی اُدھر اور جب وہ مولے کے سامنے حاضر ہو گیا اور اس نے اپنے مولیٰ کو پہچان لیا تو پھر کوئی چیز اُس پر اثر نہیں کر سکتی اور کوئی چیز اُسے جنبش نہیں دے سکتی۔"

(ترجمہ) "چاند تمہارے مکان کے پاس ہے مسافر تمہارے پاس قتل کیا جاتا ہے۔ اے قوم میری بیماری کا سبب تمہارے ہی مکان میں ہے اور میرا طبیب بھی تمہارے پاس ہے۔ میں ابھی اچھا خاصا تمہارے مکان میں آیا تھا۔ اور بیمار اور دردمند اور غمگین ہو کر تمہارے مکان میں سے نکلا۔"

یہ لوگ اسی حال میں تھے کہ اتنے ہی میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر بازغہ۔ اسطاون عمالقہ کی بیٹی کو پہنچی اور اسطالوں عمالقہ عاد کا بیٹا تھا اور عاد سور کا اور سور زیاد کا اور زیاد عاد کا اور عاد شداد کا اور شداد بڑے عاد کا جس نے ارم (محل) بنایا تھا کہ جس کی مثل دنیا میں کوئی مکان نہیں ہے۔ بازغہ سارے مصر والوں سے مال اور عزت میں بہت زیادہ تھی اور اپنی قوم کی بادشاہ تھی۔ بازغہ نے اپنے خزانچی سے کہا عمالقہ اور عمالقہ کے سوائے اور جتنی قومیں مصر میں ہیں ہر ایک قوم کا ہر ایک شخص اس عبرانی غلام کو دیکھنے کے لئے گیا ہے۔ کوئی شخص باقی نہیں رہا کہ دیکھنے نہ گیا ہو۔ میں بھی آج اپنا کل مال لیکر جاتی ہوں۔ اسی وقت

وزیر کو حکم دیا کہ ہزار خچر ہر قسم کے جواہرات سے آراستہ کئے جائیں۔ اور اُن میں بعض پر درہم اور دینار لادے جائیں۔ اور بعض پر دیبا جس قبے میں کہ حضرت یوسف تھے وہ اُس قبے کی جانب سوار ہو گئی۔ جب یوسف علیہ السلام کے قریب پہنچی تو اس کی نگاہ اندھی ہو گئی اور عقل ششدر اور حیران۔ بازغہ نے یوسف علیہ السلام سے کہا تو کون ہے اور تجھے کس نے پیدا کیا ہے میں تیرے حال میں سخت حیرت زدہ ہوں۔ میں تیرے خریدنے کے لئے مال لے کر آئی تھی اور میں نے اب تجھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرا سارا مال تیری قیمت کا ایک ادنیٰ سا حصہ ہے۔ اور دنیا اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے تو اس سب کے برابر ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اُس سے کہا میں رب العٰلمین کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہوں۔ رب العالمین ہی نے مجھے یہ صورت دی ہے۔ کہ جسے تو دیکھ رہی ہے۔ بازغہ نے کہا۔ میں اس پروردگار عالم پر ایمان لائی۔ جس نے تجھے ایسی صورت دی۔ پس بازغہ ایمان لے آئی اور اپنا سارا مال فقیروں اور محتاجوں کو دے دیا اور بحرِ قلزم میں ایک مکان بنا لیا اور مرتے دم تک اسی مکان میں خدا کی عبادت کرتی رہی۔ اور بادشاہ بھی یوسف کے خریدنے کی طمع سے آیا۔ بعض عالموں نے کہا ہے جو شخص اُس دن یوسف کے قریب تھا وہ بیمار اور خریدنے سے ناامید ہو گیا۔

قرب کی تین قسمیں ہیں۔ قربِ عقوبت۔ قربِ رحمت۔ قربِ حق۔ قربِ عقوبت (یعنی عذاب کی نزدیکی) کافروں کے لئے ہے۔ یعنی اُن کے عذاب کا وعدہ صبح کا وقت ہے۔ "کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے۔" (الآیۃ) اور قربِ رحمت نیک عمل والوں کے لئے ہے۔ یعنی "اللہ کی رحمت نیک عمل کرنیوالوں سے نزدیک ہے"۔ (الآیۃ) اور قربِ حق عارفوں کے لئے ہے۔ یعنی "اگر میرے بندے میرے حال کا تجھ سے سوال کریں تو کہہ دے کہ میں اُن سے قریب ہوں"۔ (الآیۃ)۔

سوال کرنے والے مختلف ہیں۔ سوال کرنے والا پہاڑوں کے حال کا۔ سوال کرنے والا خراب اور جوئے کے حال کا۔ اور سوال کرنیوالا حیض کے حال کا اور سوال کرنیوالا اللہ کے حال کا۔

اور سوال کرنیوالا یتیموں کے حال کا۔ اور سوال کرنے والا رُوح کے حال کا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جو شخص اللہ کے حال سے سوال کرے تم اسے اپنی جانب سے جواب نہ دو۔ بلکہ اس کو خود میری جانب سے جواب دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے بندوں اور اپنے نبی کا ذکر کیا۔ اور یوں ارشاد فرمایا وَاِذَا سَاَلَكَ ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہے عِبَادِیْ ۔ عبادی سے مراد مومنین ہیں۔ عَنِّیْ ۔ عنی سے مراد اللہ ہے۔ یعنی تجھ سے اے محمد۔ جس وقت مومن میرا حال یعنی اللہ کا حال پوچھیں۔ زلیخا نے بھی عزیز سے یوسف کے دیکھنے کے لئے جانے کی اجازت چاہی۔ عزیز نے زلیخا کو جانے کی اجازت دیدی۔ زلیخا نے حکم دیدیا کہ سب دروازے کھول دیے جائیں پھر رنگ برنگ کے زیور اور قسم قسم کے لباس پہن کر ہزار لونڈیوں اور ہزار سپاہیوں کے ساتھ سوار ہو کر یوسف علیہ السلام کے دیکھنے کو چلی۔ جس وقت حضرت یوسف کے مقابل آئی اور اس کی نگاہ یوسف پر پڑی زور سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی اور قریب تھا کہ خچر کے اوپر سے گر پڑے لونڈیوں نے بمشکل تمام تھاما۔

مضمون اشعار: اس ہرن کے بچے سے میرے خون کا بدلہ لو۔ کہ اس نے تیر چشم میرے جگر میں مارا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اس ہرن کے بچے کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ میں اس کا غلام ہوں اور غلام کے بدلے آزاد قتل نہیں کیا جاتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ بادشاہ قطیفور نے زلیخا کے پاس قاصد بھیجا۔ زلیخا فی الفور اپنے محل میں ہو بیٹھی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زلیخا کے چیخنے اور بیہوش ہو جانے کا سبب یہ تھا کہ زلیخا مغرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی بیٹی تھی کہ جس کا نام طیموس تھا اور زلیخا کے زمانے میں کوئی مرد اور کوئی عورت زلیخا سے حسن میں زیادہ نہ تھی۔ زلیخا نے خواب میں یوسف کی صورت اس حالت میں دیکھی کہ حضرت یوسف زلیخا کے پاس کھڑے ہیں ان کے حسن و جمال کے دیکھتے ہی زلیخا کی عقل جاتی رہی، فی الفور آنکھ کھل گئی اور زلیخا کو ہوش و حواس سے کچھ سروکار نہ تھا عقل بالکل

دُور ہو گئی تھی۔ خدا خدا کر کے رات کاٹی اور صبح پکڑی۔ زلیخا کا شہر مصر سے چھ مہینے کی راہ تھا۔ ابھی زلیخا کی شادی بادشاہ قطیفور سے نہیں ہوئی تھی اور نو برس کی عمر تھی کہ زلیخا خواب میں یوسف کی صورت دیکھ کر یوسف کی صورت پر عاشق ہو گئی اور یوسف علیہ السلام کے عشق کے سبب سے زلیخا کا بدن بالکل دُبلا اور پتلا ہو گیا اور ہڈیاں پتلی پتلی ہو گئیں اور چہرہ زرد ہو گیا۔ اور رنگ بدل گیا۔ زلیخا کے باپ نے کہا اے بیٹی تیرا کیا حال ہو گیا۔ زلیخا نے کہا ابا جان میں نے خواب میں ایک ایسی صورت دیکھی ہے کہ دنیا میں اُس کی مثل کبھی نہیں دیکھی۔ میں دیکھتے ہی اس پر فریفتہ اور عاشق ہو گئی۔ جب میں جاگ اٹھی۔ تو میں نے اُس صورت کو نہ دیکھا اور میرا یہ حال ہو گیا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ زلیخا کے باپ نے زلیخا سے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ جس شخص کی وہ صورت ہے وہ کہاں ہے تو میں اُسے تیرے لئے طلب کر دوں۔ خواہ میرے سارے خزانے خرچ ہو جائیں۔ پھر زلیخا نے دوسرے سال یوسف کو خواب میں دوسری دفعہ دیکھا۔ گویا حضرت یوسف کھڑے ہیں۔ زلیخا نے یوسف سے کہا جس نے تجھے یہ صورت دی ہے اور جس نے مجھے تجھ پر عاشق اور فریفتہ کر دیا ہے۔ تجھے اُس کے حق کی قسم تو مجھے بتا دے کہ تو کون ہے اور تجھے میں کہاں ڈھونڈوں اور تو کس کے لئے ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا میں انسان ہوں اور میں تیرے لئے ہوں اور تو میرے لئے۔ تو میرے سوائے کسی اور کو پسند نہ کرنا۔ زلیخا اسی وقت جاگ اٹھی۔ اور بہت روئی۔ زلیخا کے باپ نے زلیخا سے کہا اے مسکین تجھے کیا ہو گیا ہے اور تیرا کیا حال ہے زلیخا نے کہا میں نے رات وہی صورت بعینہ دیکھی جو پہلے دیکھی تھی اور میں نے اس شخص سے اس کا حال پوچھا تو اس نے یہ کہا کہ میں انسان ہوں اور میں تیرے لئے ہوں اور تو میرے لئے پھر اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور وہ صورت میری نگاہ سے غائب ہو گئی اور میرا یہ حال ہو گیا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

مضمون اشعار " اے لیلیٰ تیرے لڑکپن ہی کی حالت میں میں تجھ سے عاشق ہو

گیا۔ میری عمر دس سال کی تھی اور تیری عمر آٹھ برس کی نہیں ہوئی تھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ لیلیٰ جدائی کے سبب سے بیمار ہے کاش کہ میں طبیب اور علاج کرنے والا ہوتا لیلیٰ کے عشق میں میرے کُنبے والوں اور میرے حقیقی بھائی اور چچا زاد بھائی اور ماموں زاد بھائی اور ماموں نے مجھے ملامت کی۔ لیلیٰ کی بیماری کا میں علاج کروں گا۔ کہ جسے میں پہچانتا ہوں۔ اور طبیب کے سوائے بیماری کو اور کوئی نہیں پہچانتا۔ اے خدا میری محبت اور لیلیٰ کی محبت کو برابر کر دے۔ کہ ہم دونوں کی زندگی یکساں ہو۔ نہ محبت سے کچھ نقصان ہو نہ فائدہ۔ اے خدا اگر تو نے میری طاقت سے زیادہ مجھ پر محبت کا بوجھ ڈال دیا ہے تو جس قدر بار محبت میرے دل میں ہے اسی قدر لیلیٰ کے دل میں بھی ڈال "

زلیخا سے زلیخا کے باپ نے کہا افسوس صد افسوس تو نے اُس سے اُس کا گاؤں دریافت نہیں کیا زلیخا نے کہا ہاں مکان تو میں نے دریافت نہیں کیا۔ پھر زلیخا کو جنون ہو گیا۔ اور دیوانوں کی سی اس کی حالت ہو گئی اُسے قید کر دیا۔ اور سال بھر تک قید میں رہی یوسف کو زلیخا نے تیسرے سال خواب میں پھر دیکھا۔ دیکھتے ہی اُس سے چمٹ گئی اور کہنے لگی تیری محبت میری جنت ہے۔ جس نے تجھے یہ صورت دی ہے تجھے اُس کے حق کی قسم تو مجھے بتا دے کہ میں کہاں ڈھونڈوں۔ یوسف نے زلیخا سے کہا تو مجھے مصر میں ڈھونڈ۔ میں ملک مصر کا بادشاہ ہوں۔ جب زلیخا جاگی تو اس کی عقل بالکل ٹھیک ہو گئی تو بآواز بلند اپنے باپ کو پکارا کہ میرے پاؤں میں سے بیڑیاں نکالو مجھے اُس کا مکان معلوم ہو گیا۔ شوق نے زلیخا کو سخت حیران کر دیا اور زلیخا یہ کہتی تھی کہ کہ سے پاؤں سے چل کر میں تیرے پاس آؤں۔ مجھے شوق ہے اُس شخص کا جس کا بدن مجھ سے دور ہے۔ اور جس کا دل مجھ سے قریب ہے۔

مضمون اشعار۔ " تو چودھویں رات کے چاند کی مثل ہے بلکہ تیرا نور بہت زیادہ ہے تیرا رخسارہ کا نور ہے بلکہ گلاب ہے۔ تیرا آدھا بدن یاقوت ہے اور تہائی جوہر اور

پانچواں حصہ مشک اور چھٹا حصہ عنبر۔ نہ حوا نے آدم کی نسل میں تیری مثل کوئی جنا ہے اور نہ جنت میں تیری مثل کوئی دوسرا ہے اے دُنیا کی زینت اے آرزو وہ کون خوش نصیب ہے جو تیرے حُسن کے دیدار سے کامیاب ہے "

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جسے جنت کا شوق ہے وہ نیکیاں کرنے کی طرف دوڑتا ہے " عالموں نے کہا ہے کہ " شوق کی قسمیں ہیں۔ ایک قوم کو جنت کا شوق ہے اور ایک قوم کی جنت خود مشتاق ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ " جنت کو چار شخصوں کا اشتیاق ہے۔ علی اور عمار بن یاسر اور مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم " اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ " جنت کو چار شخصوں کا شوق ہے۔ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور عثمان ابن عفان اور علی ابن ابی طالب " رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ " جنت چار قسم کے شخصوں کی مشتاق ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے والوں کی۔ اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھنے والوں کی۔ اور یتیموں کے اکرام اور تعظیم کرنے والوں کی اور رات کے نماز پڑھنے والوں کی جس وقت کہ سب لوگ پڑے سوتے ہیں " اور ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کا اشتیاق ہے۔ جیسے عبداللہ خواص اپنے سینے پر ہاتھ مارتے تھے اور یہ کہتے تھے مجھے کیسا شوق ہے اُس کا جو میرا مولیٰ ہے اور جو میری مصیبت کا مالک ہے اور جو دین و دُنیا میں میری آرزو ہے۔ بعض مشائخ نے کہا ہے جس بندے کا شوق اللہ کو ہوتا ہے تو اللہ اس پر ڈر کا دروازہ کھول دیتا ہے پھر اُسے زندگی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر اللہ امید کا دروازہ اُس کے لئے کھول دیتا ہے اور امید کے سبب سے اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ پھر محبت کا دروازہ اس کے لئے کھول دیتا ہے اور وہ محبت کے سبب سے اُس کی عبادت کرتا ہے۔ پھر شوق کا دروازہ اس کے لئے کھول دیتا ہے اور وہ شوق کے سبب سے اللہ کی عبادت مرتے دم تک کرتا ہے۔

خلف مفسر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " مصر کے بادشاہ کے سوائے اور اٹھارہ بادشاہوں

کے ایلچی زلیخا کے باپ کے پاس زلیخا کے نکاح کا پیام لے کے آئے۔ زلیخا نے باپ سے پوچھا کس کس بادشاہ کے ایلچی نکاح کا پیام لے کے آئے ہیں۔ باپ نے کہا سقلبیہ اور حلبش اور دمیاط اور تلفیس اور طرابلس کے بادشاہوں کے ایلچی آئے ہیں اور باقی اور ملکوں کے نام بھی بتا دیئے۔" زلیخا نے یہ سُن کر کہا "تعجب ہے کہ ہر طرف کے ملکوں کے ایلچی آئیں اور مصر کا ایلچی نہ آئے۔

مضمون اشعار: میں بیمار ہوئی اور میری سب لوگوں نے عیادت کی۔ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو عیادت کرنے والوں میں دکھائی نہیں دیتا۔ اے جنون کے طبیب میرا علاج کر۔ انسانوں کے طبیب کو میری بیماری نے عاجز کر دیا طبیب نے میرے ہاتھ کو چھوا تو میں نے اُس سے کہا محبت دل کے اندر ہے تو میرا ہاتھ چھوڑ۔ میرا رنگ زرد بخار کے سبب سے نہیں ہے آتش محبت میرے جگر میں شعلہ زن ہے۔"

پھر زلیخا نے کہا میں مصر کے ایلچی کے سوائے اور کہیں کا ایلچی نہیں چاہتی۔ زلیخا کے باپ نے کہا ہر ایک بادشاہ کا ایلچی تیرے لئے ہمارے پاس آیا ہے۔ کہا میں کسی بادشاہ کو قبول نہیں کرتی۔ محبت کے لئے ابتدا اور انتہا نہیں ہے۔ محبت دلوں کا ہلاک ہونا اور دلوں کا حیران ہونا ہے محبت دلوں کی آگ اور دلوں کی پیاس ہے۔

مضمون اشعار: "اے دلوں کے طبیب میرے مرض کا علاج کر کہ دل کے بیمار کی کوئی عیادت اور بیمار پرسی نہیں کرتا۔ مجھے کیا ہو گیا کہ میں اپنے گناہ پر رونا پیٹتا نہیں۔ حالانکہ میں نے آسمان کے خدا کا مقابلہ کیا۔ میں نے خدا کی کتاب پڑھی اور اسکی نافرمانی کی۔ میری مصیبت بہت بڑی ہے اور میری بیماری بہت سخت ہے۔ میری کیونکر رہائی ہو گی جس وقت کہ میرا رب کہے گا "ریا کرنیوالوں کو دوزخ کی طرف ہانک دو۔ یہ کھلم کھلا میرا کہنا نہیں مانتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں خدا کے دوستوں میں سے ہوں اس کے ہاتھ پکڑ لو اور اسے طوق و زنجیر کرو۔ اور دوزخ کی طرف ہانک کے لے جاؤ۔"

میرے گناہ دُور کر اور میری دُعا سُن۔ آج اس مصیبت میں مجھے تجھی سے اُمید ہے۔ میری دوا ایک نگاہ ہے۔ ایک نگاہ ہی میں مجھے آرام اور شفا ہے۔ اے آرزو میرے آرام اور شفا کا سبب تیری ملاقات ہے سارے طبیبوں کو میری سخت بیماری نے تھکا دیا ہے اور تیرے پاس اے عزیز میری بیماری کی دوا ہے۔ میں محتاج بندہ ہوں مجھے تیری ہی طرف حاجت ہے اور محتاج کی تونگری کے سوائے اور کوئی آرزو نہیں ہے۔

مجنوں بن عامر کے **اشعار کا مضمون** "میں لیلیٰ کے مکان کا طواف کر رہا ہوں۔ میں دیوار کے مالک کا بوسہ لیتا ہوں نہ دیوار کا۔ مکان کی محبت نے میرے دل کو مبتلا نہیں کیا ہے۔ بلکہ جو شخص اس مکان میں رہتا ہے اُس کی محبت نے میرے دل کو مبتلا کیا ہے۔"

لیلےٰ کے اشعار کا مضمون: "جو حال مجنوں کا تھا وہی حال میرا ہے۔ لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ مجنوں نے رازِ عشق ظاہر کر دیا۔ اور میں چھپانے کے سبب سے ہلاک ہو گئی۔ تمہارے دروازہ پر ایک سائل کھڑا ہوا پکار رہا ہے۔ اور مصیبت اور بے خرابی کی شکایت کر رہا ہے۔ اس کی مہار تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ پکار رہا ہے کہ میرا دل پھیر دو۔ میں متوالا ہوں میری رسّی کھول دو۔ ہر ایک متوالے کی رسی کھول دی جاتی ہے۔"

زلیخا کے باپ نے مصر کے بادشاہ قطیفور کے پاس ایک قاصد اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ میری ایک بیٹی ہے اور وہ تیرے سوائے کسی کو نہیں چاہتی۔ اگر تو اُس کی طرف راغب ہو جاوے تو جو کچھ تو میرے ملک اور مال سے چاہے گا میں تجھے دوں گا۔ مصر کے بادشاہ نے جواب میں یہ لکھا جو شخص ہم کو چاہتا ہے ہم اُسے چاہتے ہیں۔ اور جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہم اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم آپ سے آپ کی بیٹی کے سوائے اور کچھ نہیں چاہتے۔ زلیخا کے باپ نے زلیخا کو نہایت عمدہ عمدہ زیور پہنائے اور نہایت اعلےٰ درجہ کی زینت سے آراستہ اور مزین کیا اور زلیخا کے ساتھ ہزار لونڈیاں بادشاہوں کی نسل سے اور ہزار

خچر اور ہزار غلام اور ہزار اُونٹ اور چالیس اونٹ دینار کے اور چالیس اونٹ دیبا کے بھیجے جب زلیخا مصر میں داخل ہوئی تو بہت خوش ہُوئی۔ کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی شان خواب میں دیکھ چکی تھی۔ جب زلیخا اپنے مکان میں بیٹھی اور قطیفور عزیز مصر اُس کے پاس آیا تو زلیخا نے اس کی صورت دیکھتے ہی اپنا چہرہ دونوں آستینوں سے ڈھانپ لیا۔ اور جو لونڈی پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس سے کہا یہ کون شخص ہمارے پاس چلا آیا۔ اُس لونڈی نے کہا اے زلیخا۔ خاموش رہ یہ تیرا خاوند ہے۔ یہ سنتے ہی زلیخا کو غش آگیا اور صبح تک بیہوش رہی۔ جب صبح ہوئی اور ہوش آیا تو اپنے دل میں کہا افسوس صد افسوس اس کوشش اور درازئ سفر اور اس محنت اور مشقت پر۔ زلیخا کی لونڈی نے کہا یہ غشی اور بیہوشی کس سبب سے تھی۔ زلیخا نے کہا یہ میرا وہ شوہر نہیں ہے جسے میں نے خواب میں تین دفعہ دیکھا تھا۔ ہاتف نے زلیخا کو غیب سے آواز دی اے زلیخا مت گھبرا اور صبر کر اگر تو صبر کرے گی تو مراد کو پہنچے گی۔ اور اس شوہر سے محبت کے سوائے اور کچھ ظاہر نہ کر۔ کیونکہ یہ شوہر تیرے اس شوہر کے ملنے کا سبب ہے جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے۔ غیب کی آواز سُن کر زلیخا چپ ہو رہی اور بادشاہ مصر زلیخا کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ اور بادشاہ مصر زلیخا سے ایک جانب کو الگ سوتا تھا اور وہ اس سے وصل پر قادر نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ زلیخا یوسف کے لئے پیدا کی گئی تھی اور یوسف زلیخا کے لئے۔ جب بادشاہ مصر زلیخا کے ساتھ سونے کا ارادہ کرتا تھا تو ایک جنّنی اس کے ساتھ سو رہتی تھی۔ جب یوسف علیہ السلام کے بکنے کا دن آیا۔ تو بادشاہِ مصر نے زلیخا کو بھی بھیجدیا۔ یوسف نے تو زلیخا کو دیکھ لیا اور زلیخا کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ غلام جو بکتا ہے یہ کون ہے۔ جب زلیخا جھروکے میں آکے بیٹھی اور اس کی نگاہ یوسف پر پڑی تو حیران ہو گئی اور اُسے وجد آگیا۔ پھر چیخنے لگی اور ارادہ کیا کہ اپنے تئیں نیچے پھینک دے۔ زلیخا کو لونڈی نے پکڑ لیا اور کہا صبر کر۔ تھوڑی دیر تک تو زلیخا پر غشی کی حالت رہی۔ جب ہوش ہُوا تو لونڈی نے کہا۔ آپ کا کیا حال ہے۔ زلیخا نے کہا یہی میرا شوہر ہے جسے میں نے سارے جہان میں سے

پسند کیا۔ لونڈی نے زلیخا سے کہا چپ رہیے۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کو یہ خبر ہو جائے اور بادشاہ آپکو اس غلام سے ملنے نہ دے۔ زلیخا نے لونڈی سے کہا تو نیچے جا۔ اور اس غلام کے کان میں یہ کہہ آ کہ تو میرے سوائے اور کو ہرگز پسند نہ کر میں تیرے لئے اپنے سارے خزانے خرچ کر دوں گی۔ اور میں نے تجھے خواب میں دیکھا تھا۔ لونڈی نے یوسف سے جا کے یہ سب کچھ کہہ دیا۔ یوسف نے جواب میں کہا میں نے بھی زلیخا کو خواب میں دیکھا ہے تو زلیخا سے جاکے یہ کہہ دے کہ تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہُوں لیکن ہماری آپس میں ملاقات بغیر بہت سی سختیوں اور مصیبتوں کے نہیں ہو سکتی۔

نکتہ: "جب سینکڑوں مصیبتوں اور سینکڑوں مشقتوں کے بغیر مخلوق نہیں مل سکتی تو پھر خالق بے مشقت اور بے مصیبت اور بے کوشش کس طرح مل سکتا ہے۔"

اور بادشاہ مصر کی حسناء نام ایک بی بی اور تھی اور اسے زلیخا سے بے انتہا دشمنی اور بغض تھا۔ جب اُس نے زلیخا کی یہ باتیں سُن لیں۔ تو بادشاہ سے یہ کہلا بھیجا کہ اے بادشاہ۔ تو اس غلام کو ہرگز نہ خرید۔ کیونکہ حقیقت حال یہ ہے۔ جو میں نے اوّل سے آخر تک آپ سے عرض کی۔ بادشاہ نے اُس کی بات کی طرف التفات اور کچھ خیال نہیں کیا۔ پھر پکارنے والے نے یہ پُکارا کہ "اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ اس غلام میں دس صفتیں ہیں • ملاحت۔ صباحت۔ فصاحت۔ شجاعت۔ مروت۔ قوت۔ دیانت۔ حفاظت۔ امانت۔ فتوت۔" وصفِ نبوّت بھی بیان کرنا چاہتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے پکارنے والے کی زبان کو روک لیا تاکہ کسی کو اُس کی نبوّت کی خبر نہ ہو۔

حکایت: ابراہیم خواص نے بصرے کے بازار میں ایک غلام دیکھا کہ آدمی اس کے گرد ہیں اور ایک پکارنے والا یہ پکار رہا ہے اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ اس میں تین عیب ہیں: (۱) رات کو سوتا نہیں (۲) دن کو کھاتا نہیں (۳) اور ضروریات کے سوائے اور بات نہیں کرتا۔ ابراہیم خواص کہتے ہیں کہ میں اس غلام کے پاس گیا۔ اور میں نے اُس سے کہا تجھے

میں خرید دوں گا۔ تجھے میری طرف کچھ رغبت ہے۔ غلام نے کہا ہاں جو تو چاہتا ہے سو کر اور جو اللہ چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ میں نے غلام سے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو عاقل اور عارف باللہ ہے۔ غلام نے کہا اے ابراہیم اگر میں خدا کو پہچان لیتا تو پھر خدا کے سوائے اور کسی کے ساتھ مشغول نہ ہوتا اور مجھے کسی چیز کی تمیز نہ رہتی اور میں عارف اور غیر عارف میں ہرگز تمیز نہ کر سکتا۔ ابراہیم نے کہا مجھے خوب معلوم ہو گیا کہ تم خدا کے عارفوں میں سے ہے۔ ابراہیم نے غلام کے مالک سے کہا۔ اس غلام کو تو کتنے کو بیچتا ہے۔ مالک نے کہا جتنے کو تو چاہے۔ کیونکہ یہ غلام تیری طرح مجنون ہے اور مجنون کو مجنون کے سوائے اور کوئی نہیں خریدتا۔ ابراہیم نے غلام کے مالک سے کہا تم نے مجھے کس طرح پہچانا۔ کہا میں بھی وہی راہ چلتا ہوں جو تو چلتا ہے اور میں تجھے ہر صبح دروازے پر دیکھتا ہوں۔ میں نے پہچان لیا کہ تو بھی خدا کے دوستوں میں سے ہے۔ ابراہیم نے غلام کے مالک سے کہا جو کچھ کہ تو کہتا ہے۔ اگر ٹھیک ہے تو یہ بتا کہ تو اس غلام کو کیوں بیچتا ہے۔ غلام کے مالک نے کہا مجھے خدا کے اوپر غیرت آئی ہے۔ میں ہر رات خدا کی مناجات کرتا ہوں اور یہ غلام بھی مناجات کرتا ہے اور میں نے دیکھا کہ اس کا مرتبہ بھی وہی ہے جو میرا مرتبہ ہے۔ میں اسی سبب سے بیچنا چاہتا ہوں کہ دوست کے دروازے پر اپنے سوائے کسی اور کو نہ دیکھوں۔ ابراہیم نے کہا میں نے اپنا سارا مال غلام کے مالک کو دیدیا اور غلام لے لیا۔ اور میں نے سر اٹھا کر کہا اے خدا میں نے خاص تیری ذات کے لئے اسے آزاد کیا۔ غلام نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا اگر تو نے مجھے خدا کے لئے آزاد کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تیرا جسم دوزخ سے آزاد کر دیا۔ غلام نے مجھ سے کہا کہ اپنا ہاتھ لا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھ سے کہا کہ اپنی دونوں آنکھیں بند کر۔ میں نے دونوں آنکھیں بند کر لیں۔ میرے ساتھ دو قدم چل کر کہا۔ آنکھیں کھول۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھتا کیا ہوں کہ میں کعبے کے پاس ہوں۔ اور وہ غلام مجھ سے غائب ہو گیا"

عبدالواحد زید کے بیٹے نے کہا میں نے ایک غلام اس شرط سے خریدا کہ وہ میری خدمت

رات کو نہ کرے۔ جب رات ہو گئی تو میں نے اُسے مکان میں بہت ڈھونڈا نہ پایا اور سب کے سب دروازے بند تھے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اُسے مکان میں دیکھا اور اس نے مجھے سلام کیا اور ایک درہم دیا کہ جس کے اُوپر سورۂ اخلاص لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرے پاس یہ کہاں سے آیا۔ اُس نے کہا اے میرے سید میرے ذمے یہ ہے کہ میں ہر روز ایک درہم آپ کو دوں اور آپ کے ذمے یہ ہے کہ رات میں آپ مجھ سے کام نہ لیں وہ ہر روز رات کو غائب ہو جاتا تھا۔ چند روز کے بعد اس کے ہمسایوں نے اس سے آ کے کہا اے عبدالواحد تیرا غلام کفن چور ہے۔ تو اسے بیچ ڈال۔ عبدالواحد کہتا ہے کہ مجھے اِس بات کے سننے سے بہت غم ہوا۔ اور میں نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ سب صاحب اس وقت تو واپس جائیں میں آج کی رات خود اس کی نگہبانی کروں گا اور اس کا حال دیکھوں گا۔ تھوڑی رات گئے وہ غلام باہر جانے کے لئے کھڑا ہوا اور دروازہ بند تھا اس کی طرف صرف اشارہ کیا۔ اور ہاتھ بالکل نہیں لگایا۔ وہ دروازہ اسی وقت کھل گیا۔ پھر دوسرے دروازہ کا ارادہ کیا۔ دوسرے دروازہ پر بھی اسی طرح کیا۔ اور میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ اور میں نے اس کے پیچھے صرف پانچ ہی قدم رکھے تھے کہ وہ ایسی زمین میں پہنچ گیا کہ میں اُس زمین کو پہچانتا نہ تھا۔ اور وہ ایک چکنے پتھر کے پاس کھڑا ہوا اور جو کپڑے پہنے ہوئے تھا اُن کو اُتارا اور کملی پہن لی اور صبح تک نماز پڑھتا رہا۔ اور دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اور کہا اے خدا چھوٹے مالک کی مزدوری دے۔ اسی وقت ہوا میں سے ایک درہم آ پڑا۔ غلام نے اس درہم کو لے کر جیب میں رکھ لیا۔ عبدالواحد کہتا ہے کہ میں اس کے اس حال سے حیران ہوا۔ اور میں کھڑا ہوا۔ اور وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی اور جو کچھ غلام کی نسبت میرے دل میں بدگمانی آئی تھی اس بدگمانی کی میں نے اللہ سے بخشش چاہی۔ اور میں نے اس غلام کو آزاد کرنے کا پکا ارادہ کر لیا اتنے ہی میں وہ غلام مجھ سے غائب ہو گیا۔ اور میں شام

تک برابر چلتا رہا کسی آباد جگہ تک نہ پہنچا پھر میں واپس ہوا - اور غمگین ہو کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اور میں اس زمین کو پہچانتا نہیں تھا - ناگاہ میرے پاس ایک سوار نے آکے یہ کہا اے عبدالواحد یہاں کس طرح بیٹھا ہے اور تجھے اس جگہ کون لایا ہے۔ میں نے اپنا پورا حال بیان کیا۔ سوار نے کہا تو جانتا ہے تیرا مکان یہاں سے کتنی دور ہے۔ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ سوار نے کہا شتر سوار تیز رفتار کی دو سال کی راہ ہے تو اس جگہ سے ہرگز نہ ٹلنا - آج کی رات تیرا غلام تیرے پاس آئے گا اور وہ تجھے تیرے مکان پر پہنچا دے گا۔ عبدالواحد نے کہا میں ایک چشمے کے کنارے بیٹھا رہا اور شام تک ٹھہرا رہا۔ رات ہوتے ہی غلام میرے پاس آیا اور اس کے ہاتھ ایک طباق تھا - اس میں بہت سا کھانا قسم قسم کا تھا - غلام نے آکے مجھے سلام کیا اور وہ کھانا میرے سامنے رکھ دیا - اور کہا اے میرے مالک کھانا کھا - میں بہت بھوکا تھا میں نے خوب کھانا کھایا - پھر وہ غلام صبح تک نماز پڑھتا رہا اور دعا کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر کہا اے میرے مالک آئندہ پھر کبھی بدگمانی نہ کرنا - پھر وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے بات چیت کرتا ہوا چلنے لگا - میں نے اس کے پیچھے دو یا تین قدم رکھے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے میرے مالک کیا تو نے میرے آزاد کرنے کا مضبوط ارادہ نہیں کیا تھا - میں نے کہا ہاں میں نے پکا ارادہ کیا تھا - غلام نے کہا مجھے آزاد کر دے اور میری قیمت بھی لے لے اور تجھے آزاد کرنے کا ثواب بھی ہو گا - اس نے ایک پتھر اٹھا کے مجھے دیدیا اور میں نے اسے آزاد کر دیا وہ پتھر اسی وقت سونے کا ہو گیا اور وہ غلام مجھ سے غائب ہو گیا - مجھے معلوم نہیں کہ وہ کدھر چلا گیا - میں اپنے گھر واپس چلا آیا - جن لوگوں نے مجھ سے آکے کہا تھا کہ تیرا غلام کفن چور ہے وہ سب کے سب اکٹھے ہو کے میرے پاس آئے اور پوچھا کہ تو نے اپنے غلام کفن چور کے ساتھ کیا کیا میں نے ان سے کہا وہ نور کا اکھاڑنے والا ہے قبروں کے اکھاڑنے والا نہیں ہے - لوگوں نے کہا یہ

کیونکہ میں نے اس کا سارا حال ان سے بیان کیا وہ سب کے سب رونے لگے اور کہنے لگے جو کچھ کہ ہم نے کہا تھا ہم اس سے توبہ کرتے ہیں اور وہ سب حیران ہو کر واپس چلے گئے۔"

زلیخا نے عزیز کو کہلا بھیجا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ غلام ہاتھ سے نکل جائے خواہ سارے ہی خزانے کیوں نہ خرچ ہو جاویں - مگر اس غلام کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ جب سوداگروں کو معلوم ہوا کہ زلیخا کو غلام خریدنے کی خواہش ہے قیمت بڑھانے سے رک گئے۔ پھر شاہِ مصر نے مالک بن زعر سے کہا کہ تو اس غلام کو کتنے کو بیچتا ہے۔ آدمی کی شکل میں جو فرشتہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہتا تھا اس نے مالک سے کہا تو یوں کہہ کہ غلام کے ہموزن سونا اور غلام کے ہموزن چاندی اور غلام کے ہموزن موتی اور غلام کے ہموزن یاقوت اور غلام کے ہموزن ابریشم اور غلام کے ہموزن عنبر اور غلام کے ہموزن کا فورہ تول دو ۔ شاہ مصر نے کہا مجھے اس قیمت پر لینا منظور ہے پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا غلام کے برابر مال کس طرح تلے۔ وزیر نے کہا گائے کی دس کھالیں لیجئے اور ان کو اوپر تلے رکھ کر جوڑ لیجئے اور پھر ان کے دو پلڑے بنا لیجئے پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ اس غلام کو تول پھر بادشاہ نے پوچھا - اس غلام میں کتنا بوجھ ہے۔ وزیر نے کہا اگر غلام ایسا ہے جیسا کہ میں اسے جانتا ہوں تو یہ وزن میں دنیا اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اس سب سے زائد ہے - پھر یوسف کو ایک پلڑے میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار دوسرے پلڑے میں رکھے۔ تو یوسف علیہ السلام کا وزن زیادہ رہا۔ پھر برابر پانچ پانچ لاکھ دینار زیادہ کرتے رہے یہاں تک کہ شاہِ مصر کے خزانے میں کچھ باقی نہ رہا۔

نکتہ : یوسف علیہ السلام مخلوق تھے اور ان میں نورِ نبوت تھا تو سارے خزانے سے وزن میں زیادہ رہے پس کیا تعجب ہے کہ قیامت کے دن موحد کی ساری بدیوں سے توحید کا وزن زیادہ ہو جائے گا۔"

جب بادشاہ نے یہ حال دیکھا تو خزانچی سے کہا خزانے میں کچھ اور بھی باقی ہے۔ خزانچی

نے کہا اب کچھ باقی نہیں رہا۔ بادشاہ نے سوداگر سے کہا اگر تجھ میں کچھ مروت اور مردانگی ہے تو یہ غلام اس مال کے بدلے تو مجھے ہبہ کر دے کیونکہ میں اس کی قیمت نہیں دے سکتا۔ مالک نے کہا میں نے یہ غلام اس مال کے بدلے آپ کو ہبہ کیا۔ مالک نے بیچنے سے پہلے کبھی یوسف علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا تھا۔ بیچتے ہی اللہ تعالےٰ نے جو پردہ کہ مالک اور یوسف کے حسن و جمال کے درمیان تھا اٹھا دیا۔ جب مالک نے مال کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا بڑا تعجب ہے کہ بادشاہ نے کتنا مال تول دیا پھر یوسف کی طرف متوجہ ہوا اور اسے اس کی اصلی صورت اور اصلی حسن و جمال میں دیکھا تو چیخنے لگا اور بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ مر گیا۔ جب مالک کو ہوش آیا تو یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا اے مالک تجھے کیا ہو گیا۔ مالک نے کہا جب سے تو میرے پاس ہے اس وقت کے سوائے میں نے تجھے کبھی تیری اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔ تیرے دیکھنے سے پہلے میں مال کو بہت جانتا تھا۔ جب میں نے تجھے دیکھا تو وہ مال مجھے بہت ہی کم اور بے حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ مالک بن زعر نے بادشاہ سے کہا مجھے غلام سے دو باتیں کرنے کی اجازت دیجئے۔ بادشاہ نے کہا میری طرف سے تجھے اجازت ہے۔ مالک نے یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر کہا کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں بکنے کے بعد اپنا سارا حال تجھے بتا دونگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا بے شک میں تجھے اپنا حال بتا دوں گا۔ مگر اس شرط پر کہ تو کسی سے بیان نہ کرے مالک نے کہا میں ہرگز کسی سے بیان نہیں کرنے کا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا میں وہ شخص ہوں جسے تو نے مصر میں اپنے لڑکپن کے زمانہ میں خواب میں دیکھا تھا اور میں یوسف ہوں اور میرے باپ یعقوب نبی اللہ ہیں اور ان کے باپ اسحاق علیہ السلام ذبیح اللہ اور حضرت اسحاق ذبیح اللہ کے باپ ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام ہیں۔ یہ سنتے ہی مالک نے اس قدر زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہو کر

گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو کہنے لگا میں نے یہ کیا بری تجارت اور سوداگری کی۔

نکتہ: قیامت کے دن یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے اللہ کے گناہ کئے ہیں۔ اور کہنا نہیں مانا ہے۔ اللہ کہیگا اے بندے کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی نافرمانی کی۔ کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی مخالفت کی۔ کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی عزت اور حرمت چھوڑ دی۔ اور نہ کی تو اس وقت بندہ کہے گا افسوس صد افسوس میں نے اللہ کے واسطے میں کس قدر کمی اور کوتاہی کی۔ برا ہے وہ بندہ جس کی رات بھول چوک ہے اور دن کھیل کود۔

دن لہو میں کھونا تجھے ۔۔۔ شب نیند بھر سونا تجھے
شرم نبی خوفِ خدا ۔۔۔ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

برا ہے وہ بندہ جس نے سرکشی کی اور باغی ہو گیا۔ اور جس نے تکبر کیا اور کہنا نہ مانا۔ برا ہے وہ بندہ جس نے اپنی جوانی گناہوں میں کھائی اور اپنی ساری عمر شراب خوری میں صرف کی۔ برا ہے وہ بندہ جو جانتا ہے کہ خدا اسے دیکھتا ہے اور پھر وہ اس کی مخالفت کرتا ہے اور اسے بھولا ہوا ہے برا ہے وہ بندہ جس نے اپنی ساری عمر گناہوں میں تباہ کی اور اب بڈھا ہو گیا اور اب بھی توبہ نہیں کرتا۔"

مضمون اشعار: "کیا ہم نہیں جانتے ہیں کہ نفس کی خواہشیں جاتی رہیں گی۔ اور گناہ ہمارے اوپر باقی رہ جائیں گے جس شخص نے کہ توبہ کی ہے اسے بھی اپنی جان کا ڈر ہے۔ تو غور کرنا چاہیئے کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ جس نے گناہ کیا۔ اور توبہ نہیں کی۔"

مالک نے یوسف سے کہا میری بیٹیاں ہیں اور کوئی بیٹا نہیں ہے اور تو خاندانِ نبوت سے ہے اور تیری دعا مقبول ہے تو خدا سے دعا کر کہ خدا مجھے بیٹے عنایت فرمائے اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے مالک کے واسطے دعا مانگی۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی اور مالک کو چوبیس ۲۴ بیٹے عنایت فرمائے کہ جن کے نام یہ ہیں۔ خاید۔ نوید۔

نادلی ۔ حمید ۔ دلائل ۔ ذکران ۔ رابض ۔ زبیر ۔ سالیس ۔ شمشیر ۔ طیرم ۔ طلیل ۔ عمیل ۔
کستا ۔ نادیل ۔ حوثل ۔ ہزیل ۔ مکس ۔ بیان ۔ عنبر ۔ کسنار ۔ سنان ۔ غانم ۔
پھر مالک نے کہا اے غلام تو مجھے اپنے مالکوں اور آقاؤں کا حال بتا کہ وہ کون تھے۔
یوسف علیہ السلام نے کہا وہ میرے بھائی تھے۔ مالک نے کہا اے یوسف تجھے تیرے
بھائیوں نے کیوں بیچ ڈالا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا تو مجھ سے اُن کا حال دریافت
نہ کر۔ میں اُن کا بھید ہرگز ظاہر نہیں کرنے کا۔

نکتہ: "سبحان اللہ جب مخلوق نے اس سبب سے اپنے تئیں کریم
کہنا تھا۔ بھائیوں کا بھید ظاہر نہیں کیا۔ حالانکہ بھائیوں نے اُس کے ساتھ اس قدر ظلم
اور ستم کئے کہ جن کی حد نہیں تو اللہ تعالیٰ گنہگاروں کا راز کیوں کر ظاہر کریگا۔ حالانکہ وہ
سب بڑے بڑے کریموں سے بڑا کریم ہے۔"

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔" جب بادشاہ نے یوسف کو خرید
لیا۔ اور اپنا سب مال اور سب خزانے مالک کو دے دیئے تو بادشاہ کے لشکر کو خوف
اور ڈر ہوا اور لشکر یہ کہنے لگا۔ بادشاہ بے لشکر کے نہیں ہوتا۔ اور لشکر بے مال
کے اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کرتا۔ جب بادشاہ کے خزانے میں کچھ نہیں رہا
تو پھر لوگوں کی گردنوں کا کیونکر مالک رہ سکتا ہے۔ اور خود بادشاہ بھی اپنے اس فعل
سے نادم اور شرمندہ ہوا۔ پھر بادشاہ نے خزانچی سے کہا جا دیکھ تو سہی خزانے میں
کچھ باقی ہے یا نہیں۔ خزانچی اُسی وقت گیا اور اُس نے سب خزانوں کے دروازے
کھولے تو کیا دیکھتا ہے کہ سب خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جو یوسف کے خریدنے
میں خرچ ہوا تھا وہ سب اس میں موجود ہے۔ اور خزانوں میں سے کوئی چیز کم نہیں
ہوئی ہے۔ خزانچی ہنستا ہوا واپس آیا۔ اور بادشاہ کو یہ خبر دی۔ بادشاہ نے کہا یہ کیونکر ہو
سکتا ہے۔ خزانچی نے کہا میں نہیں جانتا اگر آپ کا دل چاہے تو غلام سے اس بات کو

دریافت کر لیجئے۔ وہ آپ کو اس کی پوری پوری حقیقت بتادے گا۔ وہ اس بات کو خوب جانتا
ہے۔ بادشاہ نے کہا وہ کس طرح جانتا ہے۔ خزانچی نے کہا وہ کہتا ہے میرا خدا ایسا ہے
کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا۔ خزانچی نے کہا اے بادشاہ
جب تو نے اس غلام کو خریدا ہے اور میں اُس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ تو ایک سپید
پرندہ اس کے اُوپر آکے گرا۔ اور اس نے غلام سے آدمیوں کی بولی میں باتیں کیں اور کہا کہ اے
یوسف تو نے اپنے تئیں جو خود بیچا تھا تو اس بیع کو بھی دیکھ اور اب جو تجھے اللہ نے بیچا
ہے تو اس بیع کو بھی دیکھ۔ جب تو نے اپنی قیمت خود مقرر کی تو تیرے بھائیوں نے تجھے
ایک حبہ کے بدلے بیچ ڈالا اور اس وقت اللہ نے مصر کے کل خزانوں کے بدلے بیچا۔ خزانچی
کی اس بات کو سُن کر بادشاہ بہت متعجب ہوا اور یوسف سے اس بات کو دریافت کیا۔
حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بزرگی ظاہر کرنے کے لئے یہ کیا تاکہ
اگر کوئی بات مجھ سے ظہور میں آئے تو اس وقت مجھے ملامت نہ کرے۔ اور یہ نہ کہے
کہ میں سخت شرمندہ ہوں کہ میں نے تجھے اتنا مال دے کے خریدا۔ پس اللہ تعالیٰ نے
اپنے فضل و کرم سے تجھے تیرے مال کا عوض دیدیا تاکہ میرے اوپر تیرا احسان نہ ہو بلکہ
تیرے ہی اوپر اللہ کا احسان ہے۔ اور میں اور یہ سب مال تیری ملک ہے۔"

نکتہ: اسی طرح جب مومن بندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو
اللہ اسے بدلہ دیتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے اُسے مال مل جاتا ہے۔ الآیۃ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ
لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ الآیۃ یعنی ہم خاص خدا کے لئے تجھے
کھلاتے ہیں نہ ہم تجھ سے بدلہ چاہتے ہیں، نہ شکریہ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وَاٰتَى الْمَالَ
عَلٰى حُبِّهٖ" یعنی خدا کی محبت کے سبب سے مال دیا" یہ آیت حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے اور اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان نے ایک زرہ بازار
میں بکتی دیکھی۔ بیچنے والے سے پوچھا یہ کس کی زرہ ہے۔ اُس نے کہا حضرت علی بن ابی

طالب کرم اللہ وجہہٗ کی علی چاہتا ہے کہ اس کی قیمت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اوپر خرچ کرے حضرت عثمان نے بیچنے والے سے کہا اس کی قیمت کیا ہے۔ بیچنے والے نے کہا اکہتر درہم۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے بیچنے والے سے کہا کہ اس کے بیچنے کی آواز لگاؤ۔ اور عثمان برابر قیمت بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ چار سو درہم تک قیمت پہنچ گئی اور حضرت نے چار سو درہم تول دیئے۔ اور زرہ بھی بیچنے والے کو واپس دیدی اور اس سے یہ کہا کہ یہ زرہ اور یہ درہم لے جا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں اس طرح ڈال دے کہ تجھے کوئی پھینکتے نہ دیکھے۔ اُس نے زرہ اور درہموں کی تھیلی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں ڈال دی۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نکل کے وہ زرہ اور وہ تھیلی لے لی۔ جب حضرت علی آئے تو اُن سے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کیا۔ حضرت علی اسی وقت اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہمارے ساتھ کس نے کیا۔ اسی وقت جبریل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تو نے یہ کام کس سبب سے کیا حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت علی بے سخت ضرورت کے زرہ ہرگز نہیں بیچتے۔ اس سبب سے میں نے زرہ واپس کر دی تاکہ لڑائیوں میں اُسے پہنیں اور اس کی قیمت دیدی تاکہ اسے خرچ کریں۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تجھے اس کا بدلہ دنیا اور آخرت میں دے۔ جب حضرت عثمان اپنے گھر آئے تو دیکھا کہ وہ تھیلی بھی ہے اور اس کے ساتھ دس تھیلیاں اور ہیں اور ہر ایک تھیلی میں چار سو درہم ہیں۔ اور ان تھیلیوں پہ یہ لکھا ہوا ہے یہ رحمٰن کی بخشش ہے۔ عثمان بن عفان کے لئے اور یہی غرض ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے یعنی جو کچھ تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے اللہ اُس کا بدلا دے گا۔

بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ تقریر سُن کے یوسف علیہ السلام کا مرتبہ بڑا کر دیا اور یوسف علیہ السلام کی شان بادشاہ کے نزدیک بہت بڑی ہوگئی اور بادشاہ نے کہا میں نے اپنا خزانہ تیرے نام کر دیا۔ تیرا جو جی چاہے کر۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ	اور مصر کے جس شخص نے اُسے خریدا وہ اپنی عورت سے بولا انھیں عزت سے رکھو شاید ان سے نفع پہونچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں گے۔

● اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوسف کو مصر کے جس شخص نے خریدا اُس نے اپنی بی بی سے کہا اسے اچھی طرح رکھ۔ مفسروں نے کہا ہے۔ جب یوسف کو بادشاہ نے خرید لیا تو جن لوگوں کا کہ یوسف کے خریدنے کا ارادہ تھا اُن میں سے دس ہزار کا پتا پھٹ گیا اور دس ہزار مر گئے اور چالیس ہزار بیمار ہوگئے۔ اَکْرِمِیْ مَثْوٰىهُ یعنی یوسف کو اچھی جگہ رکھ اور اسکی خوب تعظیم تکریم کر بعض عالم کہتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ اچھی طرح سے کھلا پہنا یہ ہمارے کام آئے گا۔ یا ہم اسے بیٹا بنالیں گے۔

نُکتہ: جو شخص مخلوق کو خرید نہ سکا اور مخلوق اُس کے ہاتھ نہ آئی تو اس کا پتا پھٹ گیا تو جس کے ہاتھ سے خدا کی نزدیکی جاتی رہے اُس کا کیا حال ہوگا۔ بعض عالموں نے کہا ہے کہ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو خریدا اور عزیز الرحیم یعنے اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے مومنوں سے اُن کی جان اور مال خرید لیا۔ یعنی عزیز نے یوسف کے ظاہر کو خریدا نہ باطن کیونکہ اسے یہ خبر نہ تھی کہ یہ آزاد ہے غلام نہیں ہے اور اسی طرح اللہ نے مومنوں کی جانیں خریدیں یا نہ دل۔

● آزاد بک نہیں سکتا۔ اسی طرح دل کی بھی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آزاد باپ کے لئے ہے اور دل رب کے لئے۔ جس طرح باپ کی ملک کا کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے اسی طرح شیطان کا دل پہ کچھ بس نہیں چل سکتا۔ چیز کی قیمت میں چیز دیں

کے سبب سے ہے۔ خریدار بزرگ اور بڑا ہو۔ اور سودا کرانے والے نبی ہوں۔ اور قیمت بہت ہو
تو چیز بے قیمت ہونے کے بعد قیمت دار ہو جاتی ہے اور کم قیمت ہونے کے بعد بیش قیمت
ہو جاتی ہے۔ اور بیش قیمت ہونے کے بعد شاندار ہو جاتی ہے۔ اور یہ سب صفتیں مومن
میں ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ کیا اچھا خریدار ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھے سودا
کرنے والے ہیں۔ اور جنت کیا اچھی قیمت ہے ملک جبار کیا اچھا خریدار ہے اور نبیٔ
مختار کیا اچھے سودا کرنے والے ہیں دارالقرار کیا اچھی قیمت ہے۔

مضمون اشعار: جنت کے بلند قبے کا کون خریدار ہے۔ دو رکعتوں
کے بدلے کر اندھیری رات میں چھپا کر پڑھے اور اس قبے کے سودا کرانے والے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں۔ اور بیچنے والا اللہ اور پکارنے والا جبرئیل علیہ السلام۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ نے جنت کے بدلے مومنوں کی جانیں
اور مال خرید لیئے اور یہ نہ فرمایا کہ اللہ نے جنت مومنوں کی جان اور مال کے بدلے بیچ
ڈالی۔ اس میں عالموں کے دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ بیچنے والا دو سبب سے
بیچتا ہے یا محتاج ہوتا ہے یا نفع چاہتا ہے تاکہ مال بڑھ جائے اور اللہ بے پرواہ ہے۔
نہ جنت کی قیمت کی اُسے حاجت ہے اور نہ مال بڑھانے کی۔

جب عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو خریدا تو اپنی بی بی سے کہا۔ اسے اچھی طرح
رکھ۔ شاید یہ ہمارے کام آئے۔ اور اسی طرح فرعون کی بی بی نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام
کو قتل نہ کرو شاید یہ ہمارے کچھ کام آئے۔ پس وہ سب کے سب اپنی اپنی مراد کو پہنچے۔
اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا یقیناً تمہارا رب تم پر رحم کرے گا۔ عزیز اور فرعون کی بی بی نے
شک سے کہا تھا مگر وہ بات سچ ہو گئی
اور عزیز اور فرعون کی بی بی کو یوسف اور موسیٰ علیہما السلام سے
فائدہ ہوا اور عزیز اور فرعون کی بی بی کو یوسف اور موسیٰ کے سبب سے ایمان اور رضائے

خدا حاصل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے بھی لفظ عسیٰ ارشاد فرمایا۔ لفظ عسےٰ اللہ تعالیٰ کی نسبت یقین
کے لئے ہوتا ہے۔"

• یوسف علیہ السلام سے تین شخصوں کو طمع تھی۔ مالک ابن زعر کو مال کی اور عزیز کو تعریف اور
شہرت اور بزرگی کی اور زلیخا کو وصال کی پس سوداگر کو مال مل گیا اور عزیز کی تعریف اور ثنا اور بزرگی
ہوئی۔ اور زلیخا کو وصال ہوا۔ اسی طرح جو شخص دُنیا چاہتا ہے اُسے دُنیا مل جاتی ہے اور آخرت
سے خالی رہتا ہے اور جو آخرت چاہتا ہے اُسے آخرت ملتی ہے اور جو خدا کو چاہتا ہے اُسے
خدا اور دُنیا اور آخرت سب کچھ ملتا ہے۔

حکایت: ہارون رشید ہر سال بقر عید کے دن اپنے لونڈی غلاموں کو خلعت دیا
کرتا تھا۔ ایک سال اُس نے سب کو اکٹھا کیا اور دیبا کے خلعت قسم قسم کے اور درہم اور
دینار رکھے اور کہا۔ جو شخص اس میں سے جو چیز چاہتا ہے وہ اپنا ہاتھ اُس چیز پر رکھ دے۔
ایک لونڈی کے سوائے ہر ایک شخص نے اُس چیز پر ہاتھ رکھ دیا جس چیز کو وہ چاہتا تھا
اور اس لونڈی نے ہارون رشید پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہارون رشید نے کہا تو کیا کرتی ہے۔
لونڈی نے کہا آپ نے ابھی حکم دیا ہے کہ ہر ایک شخص اُس چیز پر ہاتھ رکھ دے۔ جسے
وہ چاہتا ہے میں آپ کے سوائے کوئی چیز نہیں چاہتی۔ ہارون رشید نے کہا اے لونڈی
میں اور میرا مال سب تیرے لئے ہے اور سب لونڈیوں کو اُس کے اختیار میں کر
دیا اور اُسے آزاد کر دیا۔ اسی طرح جب بندہ مومن خدا کے ذکر میں مشغول ہوتا
ہے تو اس کی سب آرزوئیں اور دُنیا کی سب خواہشیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جب عزیز نے
یوسف کو خریدا تو اس کی خود خدمت کی اور اپنی بی بی کو بلا کے کہا کہ اسے اچھی طرح
رکھو اور خوب تعظیم و تکریم کرو۔

نکتہ: اسی طرح اللہ نے بندے کو خریدا اور فرشتوں کو خدمت اور تعظیم
تکریم کا حکم دیا۔ پس بعض فرشتے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اور بعض اس اعمالنامہ میں

کھڑے ہیں۔ اور بعض خدمت کے لئے آراستہ ہیں۔ اور بعض دوزخ پر مقرر ہیں۔ اور بعض اسکے لئے استغفار کرتے ہیں۔"

● زلیخا نے یوسف کو خریدا اور جب اُسے یوسف سے محبت زیادہ ہوگئی تو اُسے قید کر دیا۔ اسی طرح اللہ نے مومن بندے کو خریدا اور اسے دُنیا میں قید کر دیا کیونکہ دنیا مومن کے لئے قیدخانہ ہے اور جب اللہ نے بندے کو قید خانے سے نکالا تو اُسے بہت بڑا ملک دیا۔ اللہ تعالیٰ کے قول اکرمی مثواہ میں دس اشارے ہیں۔ پہلا اشارہ بادشاہوں کیلئے بھی ایک قسم کی فراست اور دانش ہے اور عالم کے لئے بھی ایک قسم کی فراست اور دانش ہے۔ اور شریفوں کیلئے بھی ایک قسم کی فراست اور دانش ہے۔ پس بادشاہ نے زلیخا کا حال فراست سے دریافت کر لیا اور زلیخا کو آگاہ کیا کہ تجھے یوسف سے محبت ہوگی۔ اسی سبب سے کہا کہ تو اُسے اچھی طرح رکھ۔ دوسرا اشارہ بادشاہ کو یوسف کی شرافت اور فضیلت معلوم ہوگئی اور اپنی بادشاہت میں اُس سے زیادہ اور کوئی اس کی خدمت نہیں کر سکتا۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ اور کوئی ذی عزت نہیں سلے زلیخا تو اسے اچھی طرح رکھ۔ تیسرا اشارہ بعض عالم کہتے ہیں کہ عزیز نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے یوسف کو زلیخا سے اور زلیخا کو یوسف سے ہرگز جدا نہ کرنا۔ کیونکہ یوسف زلیخا کے لئے ہے اور زلیخا یوسف کے لئے۔ پس اسی سبب سے بادشاہ نے کہا اے زلیخا تو اسے اچھی طرح رکھ۔ چوتھا اشارہ زلیخا کہتی تھی کہ یوسف کو مجھ سے جُدا نہ کر کہ میں اکیلی تن تنہا بے اولاد کے رہ جاؤں گی۔ عزیز نے اُس سے کہا یہ یوسف گویا تیرا بیٹا ہے تو اسے اچھی طرح رکھ۔ پانچواں اشارہ زلیخا نے عزیز سے کہا تو نے سارا مال خرچ کر دیا اور محتاج اور فقیر ہوگیا۔ زلیخا نے عزیز سے کہا اسے اچھی طرح رکھ۔ جس کا ایسا غلام ہو وہ کبھی محتاج اور فقیر نہیں ہوتا۔ چھٹا اشارہ عزیز نے زلیخا سے کہا اسے اچھی طرح رکھ یعنی جو کچھ کہ تو اس کے ساتھ کرے گی۔ گویا میرے ساتھ کرے گی۔ کیونکہ یہ میرے نزدیک کریم اور بہت بزرگ ہے۔ اگر تو نے اس کا اکرام کیا تو

گویا تو نے میرا اکرام کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ : اگر تمہیں خدا سے محبت ہے تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تمہیں دوست رکھیگا۔ یعنی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی۔ اُس کے لئے جنت ہے۔ یعنی جس نے رسول کی تابعداری کی اُس نے اللہ کی تابعداری کی۔ ساتواں اشارہ اکرمی مثواہ یعنی ہمارے مکانوں میں سے جو مکان سب سے بہتر ہے اُسے اُس میں رکھ اور یہ اشارہ اہل معرفت کے لئے ہے اور زلیخا نے اپنے دل سے بہتر اور کوئی مکان نہیں پایا۔ اس لئے دِل ہی میں اُسے رکھا۔ آٹھواں اشارہ عزیز نے یہ سُنا تھا کہ یوسف علیہ السلام کے اوپر ایک پرندہ گرا اور اس نے یوسف سے یہ کہا اسلئے عزیز کو یہ معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی آسمانوں کے خدا کے نزدیک بڑی قدر ہے اس سبب سے کہا کہ اسے اچھی طرح رکھ کہ یہ آسمان کے خدا کا مقرب ہے۔ اگر ہم اس کی تعظیم اور تکریم کریں گے تو اس کا رب ہماری تعظیم و تکریم کرے گا۔ اور آٹھواں قول سب قولوں سے بہتر ہے۔ نواں اشارہ اسے اچھی طرح رکھ کیونکہ اس کے سوائے اور کوئی ہمارا قائمقام نہیں۔ اس کے سوائے ہمارا اور کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یوسف علیہ السلام بادشاہ کی جگہ بیٹھے۔

نکتہ : اگر مخلوق میں سے کسی کا غلام خدمت کرتے کرتے بوڑھا ہو جائے تو وہ اسے آزاد کر دیتا ہے تو خدا کا غلام اگر خدا کی خدمت کرتے کرتے بوڑھا ہو جائے تو خدا ضرور بالضرور اُسے آزاد کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی اللہ نے مومنوں کے نفس خرید لئے کیونکہ نفس عیب دار ہے۔

● دِل بادشاہ ہے اور نفس غلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل بادشاہ اور اس کا تخت تصدیق اور تاج توحید اور چراغ حکمت اور وزیر علم اور ہمنشیں عقل اور باغ اُمید

اور قید خانہ خوف اور ڈر اور ہتھیار توکل اور خزانہ یقین اور دفینہ تقویٰ اور پرہیزگاری اور جاسوس دونو کان اور چوکیدار دونو آنکھیں اور ترجمان زبان اور بادشاہ بک نہیں سکتا۔ اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے غلام کو خرید لیا۔ اور اُس غلام کے لئے کل مُلک ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "وَمُلْكًا كَبِيرًا" یعنی بڑا ملک۔ مخلوق حاجت کے لئے غلام خریدتی ہے اور اللہ جنّت کے لئے غلام خریدتا ہے۔ مخلوق غلام کا وہ نام نہیں رکھتی جو اپنا نام ہے اور اللہ غلام کا وہ نام رکھتا ہے جو اپنا نام ہے۔ اللہ کا نام بھی مومن ہے اور بندے کا نام بھی مومن ہے۔

بادشاہ نے زلیخا سے کہا کہ یُوسف کو اچھی طرح رکھ۔ زلیخا حقیقت میں یوسف کے لئے تھی اور قطیفور کے پاس مستعار اور مانگی ہوئی اور بلقیس شاخ جنّی کے پاس مستعار اور مانگی ہُوئی تھی اور سلیمانؑ کے لئے حقیقتاً اور آسیہ فرعون کے پاس مستعار تھی اور موسیٰؑ کے لئے حقیقتاً اور خدیجہ عمرو بن الکندی کے پاس مستعار تھی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حقیقتاً۔

نکتہ: زلیخا نے یوسف کو خریدا اور اُس سے محبّت کی اور اُسے بزرگی دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔" البتہ تحقیق ہم نے بزرگی دی بنی آدم (یعنی ایمان والوں) کو۔"

زلیخا نے یوسف کو دس قسم کے کپڑوں سے مزین اور آراستہ کیا۔ سبز اور سُرخ اور سیاہ اور رُومی اور سپید اور بنفشی اور حریر اور قز اور کتان اور رومی بادشاہی کپڑوں سے اور تین سو ساٹھ قسم کے کپڑے زلیخا نے یوسف کے لئے بنائے۔ ہر روز کے لئے ایک نئی قسم کا کپڑا تیار کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دِلوں کو دس قسم کی کرامتوں اور بزرگیوں سے آراستہ کیا ہے۔ پہلی قسم سکینہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ وہ ہے کہ جس نے مومنوں کے دِلوں میں تسکین اُتاری" اور دوسری اطمینان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مومنوں کے دِل مطمئن ہیں۔" اور تیسری ایمان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔" اور چوتھی خشیت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مومن

وہی لوگ ہیں۔ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے۔ ان کے دِل ڈر جاویں۔" پانچویں ہدایت۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "جو شخص اللہ کے اوپر ایمان لاتا ہے تو اللہ اُس کے دل کو ہدایت کر دیتا ہے۔" اور چھٹے نرمی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پھر تمہارے جسم اور تمہارے دِل نرم ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کی طرف" اور ساتویں شرح یعنی سینہ کا کھول دینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا جس کا اللہ نے سینہ کھول دیا وہ اُس کے برابر ہے جس کا نہیں کھولا" اور آٹھویں معرفت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ کے نُور کی مثال ایک طاق کی سی ہے کہ جس میں چراغ ہے۔" اور نویں سلامت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مگر جو شخص کہ آیا سالم دل کے ساتھ۔" مومن کی کوئی چیز مومن کے نفس سے زیادہ بُری اور ذلیل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مومن کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب سے بُری چیز کو سب سے بہتر چیز یعنی جنّت کے بدلے خریدا ہے اور یہاں ایک مژدہ اور خوشخبری ہے گویا اللہ کہتا ہے "اے مومن تیری میرے نزدیک بڑی قدر ہے۔ تیرا نفس کہ وہ سراپا عیب ہے جب اس کا بدلا جنّت ہے تو جاننا چاہیئے کہ تیرے دِل کا بدلا اُس سے بہت بڑھ کر ہے اور وہ میرا دیدار ہے۔ اور یہی سب آرزوں سے بڑی آرزو ہے۔"

نکتہ: اگر تم میرے پاس دِل کے ساتھ آئے گا تو تیرے لئے میرا دیدار ہے۔ اگر تو میرے پاس نماز کے ساتھ آئے گا تو تیرے لئے میری نزدیکی ہے اور اگر تو میرے پاس شُکر کے ساتھ آئے گا تو تیرے لئے نعمت کی زیادتی ہے اور اگر تو میرے پاس توکل کے ساتھ آئے گا تو تیرے لئے میں کافی ہوں۔ اگر تو میرے پاس صبر کے ساتھ آئے گا تو تیرے لئے میری رحمت ہے۔ خریدار کا غلام جب بھاگنا چاہتا ہے تو خریدار اُسے ہرگز جانے نہیں دیتا۔ اور تو میرا غلام تھا اور پھر میں نے تجھے خریدا اور پھر بھی تو مجھ سے ہمیشہ بھاگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میری طرف رجوع کرو۔" جو شخص غلام خریدتا ہے اُس سے کام لیتا ہے اور اُسے کام کی مزدوری اور

اُجرت نہیں دیتا۔ کیونکہ جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے "یہ بدلہ ہے ان کے عملوں کا۔" خریدار جب غلام کا عیب دیکھتا ہے تو اسے چھپاتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا بلکہ اپنے غلام کی تعریف کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں سے جو اللہ کے بندوں کا عیب بیان کرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کیا "تو زمین میں ایسے لوگوں کو پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد اور خونریزیاں کریں گے۔" کہا "وہ لوگ توبہ کرنیوالے اور عبادت کرنیوالے اور اللہ کی تعریف کرنے والے سفر کرنے والے اور رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے اور نیکیوں کا حکم کرنے والے اور بُری باتوں سے منع کرنے والے اور خدا کے احکاموں کی نگہبانی کرنے والے ہیں مخلوق غلام اس لئے خریدتی ہے کہ غلام اس کی حفاظت کرے اور خدا غلام اس لئے خریدتا ہے کہ غلام کی حفاظت کرے۔

وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ — اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جاؤ دیا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اسی طرح ہم نے یوسف کو اُس زمین میں جگہ دی۔ کعب کہتا ہے جب عزیز نے یوسف کا ہاتھ پکڑا اور اُسے زلیخا کے پاس لایا تو زلیخا سے کہا اسے تعظیم اور تکریم سے رکھو زلیخا نے کہا کیا سبب عزیز نے کہا کہ یہ کریم اور بزرگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قول کے سبب سے عزیز کو ایمان نصیب کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے عالم کی بزرگی کی اُس نے میری بزرگی کی اور جس نے میری بزرگی کی اس نے اللہ کی بزرگی کی اور جس نے اللہ کی بزرگی کی وہ جنت کا مستحق ہے۔ اور زلیخا بادشاہوں کی نسل میں سے تھی، اس کا باپ مغرب کے سب ملکوں کا بادشاہ تھا اور اس کا نام طیموس تھا۔ جب زلیخا کو یوسف مل گیا تو رات دن اُسی کے ذکر میں مشغول رہتی تھی اور اس کے سوائے اور کسی کا ذکر نہیں کرتی تھی۔

اور اس کے سوائے اور کسی چیز کو نہیں دیکھتی تھی اور اس کے سوائے اور کسی چیز کو نہیں دیکھتی تھی اور اُس کے سوائے اور کسی چیز کا اس کے دل میں خیال نہیں آتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "جو شخص میری یاد میں مشغول رہا اور اُس نے مجھ سے کچھ نہ مانگا تو جو کچھ کہ میں سب مانگنے والوں کو دوں گا اُسے اُس سے بہت زیادہ دوں گا۔"

زلیخا یوسف کا ہاتھ پکڑے ہوئے بتخانے میں گھس گئی اور اپنے بُت کو سجدہ کیا اور یہ کہنے لگی چونکہ میں تیری عبادت کرتی ہوں اور مجھے تجھ سے محبت ہے۔ اس سبب سے مجھے ایسا مونس اور غمخوار مل گیا۔ زلیخا کے یہ کہتے ہی بُت ہلا اور وہ بُت سونے کا تھا اور اُس میں کیلیں ٹھکی ہوئی تھیں۔ زُلیخا نے جس وقت یہ بات کہی اسی وقت وہ بت مُنہ کے بل گرا، اور اپنے تئیں زمین پر پٹخنے لگا یہاں تک کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ زلیخا نے یوسف سے کہا یہ مصیبت میرے بُت کو کس نے پہنچائی۔ یوسف نے کہا۔ تُو نے جو بُت کو سجدہ کیا، اور اس کی عبادت کا اقرار کیا اس سبب سے میرے خدا نے تیرے بُت کا یہ حال کر دیا۔ جو تو دیکھ رہی ہے۔ اور اگر میرا خدا چاہتا کہ تیری گردن میں ڈالے تو میں ڈالتا۔ زلیخا نے کہا تیرا خدا کون ہے یوسف نے کہا جو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا خدا ہے۔ اور جس نے تجھے بھی پیدا کیا ہے اور مجھے بھی زلیخا نے کہا تیرے خدا کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ میں نے بُت کو سجدہ کیا۔ یوسف نے کہا وہ سب نگاہوں سے غائب اور چھپا ہُوا ہے اور اس سے کوئی چیز غائب اور چھپی ہُوئی نہیں ہے۔ زلیخا نے کہا تیری محبت کے سبب سے مجھے تیرے خدا سے بھی محبت ہے تیرا خدا سب خداؤں سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس نے تجھ جیسا پیدا کیا۔ اگر میرا کوئی معبود نہ ہوتا تو میں تیرے خدا کی عبادت کرتی اور دو خداؤں کی عبادت کرنا بہت بُرا ہے۔ یوسف علیہ السلام مسکرا کر باہر نکل آئے۔ زلیخا نے یوسف کا دامن پکڑ لیا اور کہا جب بادشاہ بُت کی یہ حالت

دیکھے گا تو لونڈیوں سے دریافت کرے گا۔ مجھے ڈر ہے کہیں لونڈیاں یہ نہ کہہ دیں کہ یہ یوسف کے خدا نے کیا اے یوسف تو اپنے رب سے کہہ یہ بُت جیسا تھا اُسے ویسا ہی کر دے۔ اُسی وقت حضرت یوسف ٹھہر گئے اور اپنے دونوں ہونٹ ہلائے اُسی وقت بُت جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ زلیخا نے کہا تیرا خدا تجھ سے بہت محبت رکھتا ہے۔ مجھے اب معلوم ہوا کہ تیری محبت آسمانوں کے خدا کو مجھ سے بھی زیادہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ زلیخا یوسف کے سوائے اور کسی کی بات نہیں سنتی تھی۔

مضمون شعر: میرے کانوں کو محبت نے پکڑ کر گونگا کر دیا۔ اور محبت کی راہوں میں حیران ہو گیا۔ پھر زلیخا نے یوسف کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے ایک سپید بادشاہی قمیض پہنائی کہ جس کے اوپر ہزار موتی کہ جن کا وزن ہزار مثقال تھا لگے ہوئے تھے اور ایک بادشاہی عمامہ کہ جس کا وزن ہزار مثقال کے برابر تھا یوسف کے سر پر باندھا اور ایک پیٹی یاقوت اور زبرجد کی کہ جس کی قیمت معلوم نہیں یوسف کی کمر میں باندھی۔ یوسف نے زلیخا سے کہا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ غلام کے کپڑے تو ایسے ہوں اور مالک سردار کے کپڑے اس سے گھٹیا ہوں۔ زلیخا نے کہا تو یہ بات ہرگز نہ کہہ۔ سردار اور مالک تو ہی ہے اور عزیز تیرا غلام ہے اور میں تیری لونڈی ہوں۔ کیا عزیز نے مجھ سے یہ نہیں کہا ہے۔ اے زلیخا تو اسے تعظیم تکریم سے رکھ اگر میں تجھے اس سے اور عمدہ لباس پہنا سکتی تو البتہ پہنا تی، پھر زلیخا نے یوسف کیلئے تین سو ساٹھ کُرتے قطع کئے اور اسی قدر قبائیں اور اسی قدر عمامے سال کے دِنوں کی گنتی کے موافق

لطیفہ: زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو بالعوض روپے کے خرید کر دوست بنایا اور پھر قید خانہ میں بھیجا اور جب قید خانے سے یوسفؑ کو باہر نکالا مصر کی بادشاہت دی اور اپنے کو اس کے سپرد کیا۔ اسی طرح سبحانہٗ تعالےٰ نے مومن کو خریدا۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اس کو دوست رکھا۔ پھر دنیا کے قید خانے میں بھیجا۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور قیامت کے دن مومن کو دنیا کے قید خانے سے نکالے۔ جنت کی بادشاہت کہ دنیا کی بادشاہتوں سے بہت زیادہ ہے کے حوالے کرے۔

ہر روز کے لئے ایک جوڑا اور یوسف کو ہر روز ایک نئی قسم کی زینت سے آراستہ کرتی تھی۔ اسی طرح جب خدا کو بندے سے محبت ہوتی ہے تو ہر روز تین سو ساٹھ دفعہ اُس کی طرف نگاہ کرتا ہے اور ہر ایک نگاہ سے بندے میں بہت سی خصلتیں پیدا ہوتی ہیں جیسے کرامت اور محبت اور الفت اور خشیت اور مشاہدہ اور قرب اور وصل اور تسلیم اور رضا اور معرفت۔

فصل مَکَّنَّا لِیُوسُفَ کی تفسیر کے باب میں اقوال کا بیان

مَکَّنَّا لِیُوسُفَ کے بعض عالم یہ معنے کہتے ہیں کہ ہم نے یوسف کو نبوت دی اور بعض عالم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یوسف کو خواب کی تعبیر سکھائی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یوسف کو عزیز کے تخت پر بٹھایا اور بادشاہ کیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یوسف کو حکمت دی یہاں تک کہ وہ حکمت کے سبب سے قوی ہوئے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یوسف کو دلوں پر قدرت دی یہاں تک کہ اس نے سب کے دلوں کو کھینچ لیا اور اگر وہ خزانوں کا طالب ہو تو خزانوں پر اسے قدرت دی اور ہم نے لوگوں کی گردنوں پر اُسے قدرت دی، یہاں تک وہ سب لوگوں پر غالب ہو گیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اُسے مصر اور مصر کے اطراف پر قدرت دی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مصر والوں کو یوسف کا غلام بنا دیا اور یوسف نے اُن کو قحط سالی میں کھانے کے بدلے خرید لیا۔

" وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ " (الآیۃ)

گویا اللہ جل شانہٗ یوں ارشاد فرماتا ہے کہ مقبول کرنا بھی ہماری طرف سے ہے اور مردود کرنا بھی ہماری طرف سے ہم نے ہی یوسف کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور ہم نے اُسے بادشاہت کے تخت پر بٹھایا اور ملک پر قدرت دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ — اور اس لئے کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں۔

• " یعنی تاکہ ہم اُسے باتوں کا مطلب سمجھنا سکھائیں۔" سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس آیت کے

معنے یہ ہیں کہ خواب کی تعبیر سکھائیں اور دمیالی کہتا ہے کہ یہ معنے ہیں کہ خلق کی زبانیں سکھائیں اور زمین میں نو سو زبانیں تھیں اور حضرت یوسف ان سب زبانوں میں بات چیت کرتے تھے اور بعض عالم کہتے ہیں کہ یہ معنے ہیں کہ کلام کا باطن یعنی کلام کی پوشیدگی سکھائی۔ کلام کی چار قسمیں ہیں۔ ظاہر اور باطن اور اشارہ اور عبارت اور حضرت یوسف علیہ السلام سب قسموں کو جانتے تھے۔ اور سمجھتے تھے اور " اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ — اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔

• یعنی اللہ اپنے کام پر غالب[1] ہے۔" اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے چاہا کہ جنت میں باقی رہیں اور میں نے نہ چاہا تو جو میں نے چاہا وہی ہوا اور جو آدم علیہ السلام نے چاہا وہ نہیں ہوا اور شیطان نے چاہا کہ وہ بزرگوں کا سردار ہو جائے اور میں نے چاہا کہ وہ کافروں اور بدکاروں کا امام اور پیشوا ہو جائے۔ جو میں نے چاہا تھا وہی ہوا اور جو ابلیس نے چاہا وہ نہیں ہوا۔ اور قابیل نے چاہا تھا کہ وہ آدم کی اولاد میں سب سے زیادہ ذی عزت اور سب سے زیادہ شریف اور سب سے بہتر ہو جائے اور میں نے چاہا کہ وہ سب سے بدتر ہو جائے جو میں نے چاہا وہی ہوا۔ اور نوح علیہ السلام کی قوم نے چاہا کہ نوح سب سے زیادہ ذلیل ہو جائے اور میں نے چاہا کہ وہ سب سے زیادہ ذی عزت ہو۔ پس جو میں نے

[1] واللہ غالب علیٰ امرہ یعنی اللہ جل جلالہٗ کا حکم اور ارادہ سب کے ارادوں پر غالب ہے۔ اول وہ کہ یعقوب علیہ السلام نے چاہا کہ یوسف علیہ السلام اپنا خواب بھائیوں سے نہ بیان کریں۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ بیان کریں جو خدا تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا۔ دوسرے یعقوب علیہ السلام نے چاہا کہ بھائی یوسف علیہ السلام سے دوستی اور محبت کریں خدا تعالیٰ نے اُس کے خلاف چاہا آخر وہی ہوا۔ تیسرے بھائیوں نے چاہا کہ یوسف کو قتل کریں اور خدا نے نہ چاہا آخر خدا کا حکم غالب آیا۔ چوتھے بھائیوں نے چاہا کہ یوسف علیہ السلام کی محبت باپ کے دل میں نہ ہو خدا نے چاہا کہ محبت باپ کے دل میں دن بدن زیادہ ہو آخر خدا کا چاہا ہوا۔ پانچویں بھائیوں نے یوسف

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۶ پر)

چاہا وہی ہُوا۔ اور ذلیل الملک نے چاہا کہ وہ نوحؑ کو ہلاک کرڈالے۔ اور مَیں نے چاہا کہ مَیں اُسے ہلاک کرڈالوں پس جو مَیں نے چاہا وہی ہُوا۔ اور ابراہیمؑ نے چاہا کہ اس کا چچا اسلام قبول کرلے اور میں نے نہ چاہا۔ پس میں نے جو چاہا وہی ہُوا اور داؤدؑ نے چاہا کہ اس کا بیٹا میشا یوم بادشاہ ہوجائے اور مَیں نے چاہا کہ اس کا بیٹا سلیمان بادشاہ ہو پس جو میں نے چاہا وہی ہُوا۔ ابوجہل نے چاہا کہ ولید بن مغیرہ نبی ہو اور مَیں نے چاہا کہ محمدؐ علیہ السلام نبی ہوں پس جو مَیں نے چاہا وہی ہُوا۔ اور جو ابوجہل نے چاہا وہ نہیں ہُوا۔ اور یوسف کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسف کنوئیں کی تہہ میں رہے اور مَیں نے چاہا کہ یوسف مصر کا بادشاہ ہو جو مَیں نے چاہا وہی ہوا اور جو اُنہوں نے چاہا وہ نہیں ہُوا۔

(بقیہ حاشیہ) علیہ السلام کی ذلت اور خواری کا قصد کیا اور کنوئیں میں ڈالا خدا تعالیٰ نے ان کی عزت اور حرمت چاہی آخر کار خدا کا چاہا ہُوا۔ چھٹے بھائیوں نے اس کو بیچا تا کہ ہمیشہ غلام اور محکوم ہو خدا نے چاہا کہ مالک اور حاکم ہو اور دوسرے اس کے مملوک ہوں۔ آخر خدا کا چاہا ہوا۔ ساتویں زلیخا نے چاہا کہ یوسف علیہ السلام کو فسق و فجور میں مبتلا کرے۔ اور حق تعالیٰ نے چاہا کہ طاہر اور پاک رہے آخر خدا کا چاہا ہُوا۔ آٹھواں زلیخا نے چاہا کہ یوسف کو اپنے خاوند کے سامنے تہمت لگا دے۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ تہمت سے بری رہیں۔ آخر خدا کا چاہا ہُوا۔ نویں یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ قید خانہ سے جلدی چھٹکارا پاؤں ساقی سے التجا کی کہ اذکرنی عند ربک۔ خدا نے چاہا کہ وہ ساقی سے التجا نہ کرے بلکہ میرے پر توکل کرے اور میرے وسیلہ کے سوا دوسرے کی طرف حاجت نہ لے جاوے۔ اسی واسطے اتنی مدت قید خانہ میں رہے آخر خدا کا چاہا ہوا۔ دسویں بھائیوں نے چاہا کہ یوسف علیہ السلام کو باپ کی نظروں سے غائب کریں اور آپ باپ کے منظور نظر ہوجائیں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ تمام باپ کی نظر سے محروم رہیں۔ قوت بینائی بھی کھودی کہ کوئی باپ کا منظور نظر نہ ہوے اُس سے بھی محروم رہیں تاکہ تمام عالم جانے کہ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور اس کے حکم میں کسی کا دخل نہیں چل سکتا۔ سب لوگ خدا کی رضا چاہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے پیارے محبوب حضرت محمد رسول اللہؐ کی رضا چاہتا ہے جیسا کہ فرمایا "فلنولینک قبلۃ ترضٰھا" پھیر دیا قبلہ ہم نے تمہاری رضا کے مطابق نیز حدیث قدسی میں فرمایا کلھم یطلبون رضائی۔ وانا اطلب رضاک یا محمد۔ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محمد میں تیری رضا کا طالب ہوں۔ (م)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ "لیکن بہت سے آدمی نہیں جانتے ہیں"۔

الناس کے لفظ کے قرآن میں کئی معنے آئے ہیں۔ پہلے مومن منافق یعنی "بعض آدمی وہ ہیں کہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے"۔ اس آیت میں الناس سے مراد منافق ہیں اور دوسرے محمد علیہ السلام "کیا وہ انسان (محمد) سے حسد کرتے ہیں"۔ یہاں الناس سے مراد محمدؐ ہیں۔ تیسرے عبداللہ بن سلامؓ "اور جب اُن سے کہا جاتا ہے۔ ایمان لے آؤ۔ جس طرح ایمان لائے لوگ۔ یہاں الناس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ چوتھے اخنس بن شریف" اور بعض آدمی تجھے اچھے معلوم ہوتے ہیں"۔ یہاں اخنس بن شریف مراد ہے۔ اور پانچویں نعیم بن مسعودؓ۔ کہا اُن سے لوگوں (نعیم بن مسعود) نے کہ آدمی" یہاں پہلے الناس سے نعیم بن مسعود مراد ہے۔ اور چھٹے ابوسفیان بن حرب تحقیق لوگ جمع ہوگئے تمہارے لئے"۔ الناس سے مراد ابوسفیان ہے۔ اور ساتویں حج کرنے والے اور "اعلان کردے حج کرنیوالوں میں حج کا"۔ الناس سے مراد حج کرنیوالے ہیں۔ آٹھویں اہل یمن، لوگ۔ الناس سے مراد یہ اہل یمن ہیں۔ ناتویں اہل مکہ اے اہل مکہ تم اللہ کی طرف سے محتاج ہو۔ الناس سے اہل مکہ مراد ہیں۔ دسویں بُت پرست یعنی بت پرستوں نے اللہ کے سوائے اور شریک مقرر کرلئے ہیں۔ الناس سے مراد بُت پرست ہیں۔ گیارہویں قوم سلیمانؑ "اے آدمیو! ہمیں جانوروں کی بولی سکھائی گئی"۔ الناس سے قوم سلیمان مراد ہے۔ بارہویں "قوم عیسیٰ"۔ کلام کریگا آدمیوں سے پالنے میں۔ الناس سے قوم عیسےٰ مراد ہے۔ تیرہویں طائف والے۔ اے لوگو (طائف والو) ڈرو اللہ سے طائف... چودہویں۔ قوم نوح۔ وہ لوگ (قوم نوحؑ) ایک گروہ تھے۔ الناس سے قوم نوح مراد ہے۔ پندرہویں دجال آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا۔ لوگ (دجال) کے پیدا کرنے سے بہت بڑا ہے۔ الناس سے مراد دجال ہے۔ سولھویں یہود۔ لیکن اکثر لوگ

(یہود) نہیں جانتے۔ یہاں الناس سے مراد یہود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ — اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا، ہم نے اُسے حکم اور علم عطا فرمایا

اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچا۔ جوانی کی حد میں عالموں کا اختلاف ہے۔ مقاتل کہتا ہے کہ جوانی کی حد پندرہ برس ہیں۔ اور بعض عالم کہتے ہیں۔ چودہ برس ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس اور کلبی نے کہا ہے کہ سترہ برس ہیں۔ اور بعض عالم کہتے ہیں بتیس برس ہیں۔ اور بعض عالم کہتے ہیں معرفت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے یوسف کو حکم اور علم دیا۔" اس آیت سے معلوم ہوا کہ عقل علم سے بہتر ہے۔ کیونکہ عقل ہر خیر کی اصل اور بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کیا تو اس سے کہا آ۔ وہ اسی وقت چلی آئی، پھر اس نے کہا جا وہ اسی وقت چلی گئی۔ پھر اس نے کہا بول وہ اسی وقت بولنے لگی۔ پھر کہا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم میں نے کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی کہ وہ تجھ سے بہتر ہو۔ اور نہ کوئی ایسی چیز پیدا کی کہ وہ میرے نزدیک تجھ سے عزیز ہو۔ تیرے ہی سبب سے میں ہر ایک چیز دیتا ہوں۔ اور تیرے ہی سبب سے میں ہر ایک کو پکڑتا ہوں۔ اور تیرے ہی سبب سے میں اکرام اور بزرگی کرتا ہوں۔ کیا اچھا ہے وہ شخص جس میں تو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ: اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

• یعنی ہم نے یوسفؑ کو معرفت اور علم توحید دیا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اسی طرح نماز پڑھنے والوں کو ہم بدلہ دیتے ہیں۔ محسنین سے نماز پڑھنے والے مراد ہیں۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے یعنی پانچوں نمازیں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں اور بعض عالم کہتے ہیں کہ احسان مع اخلاق کے مراد ہے۔ اور بعض عالم کہتے ہیں بندہ جو عمل اللہ کے لئے کرے اور کسی پر احسان نہ جتائے تو اس عمل کے

کو احسان کہتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ یہاں احسان سے مراد نبوت ہے۔ اور آیت کے معنے یہ ہیں کہ ہم نبیوں کو اسی طرح بدلا دیتے ہیں۔ باقی سب مفسروں نے کہا ہے کہ احسان سے مراد شہادت اور گواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ نہیں ہے بدلہ شہادت اور گواہی کا مگر درجے اور بعض عالم کہتے ہیں سب عبادتیں مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ — اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے اور دروازے سب بند کر دیئے اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں۔

• پھسلایا اس کو اس عورت نے کہ جس کے گھر میں تھا۔ اس کے نفس کی نسبت" زلیخا یوسف کی محبت کے سبب سے یوسفؑ کے سوائے اور سب چیزوں کو بھول گئی تھی اور یوسف کے ذکر کے سوائے اور کوئی بات نہیں سنتی تھی اور اس کے سوائے اور کسی کو نہیں پہچانتی تھی۔ اور اس کے سوائے اور کسی شخص کی طرف نہیں دیکھتی تھی اور نہ سوتی تھی اور نہ کچھ کھاتی تھی اور یوسف کے ذکر کے بغیر سانس نہیں لیتی تھی۔ اور ہر ایک چیز کو یوسف کہتی تھی۔ اور جب فصد کھلواتی تھی تو لہو کی جو بوند زمین پر گرتی تھی اس میں سے یوسف کی آواز آتی تھی اور جب آسمان کی طرف سر اٹھاتی تو تاروں پر یوسف کا نام لکھا دیکھتی تھی۔ یوسف کی محبت میں دیوانی اور مجنون ہو گئی تھی۔ اور یوسف کی صورت کے سبب سے حیران تھی اور عقل جاتی رہی تھی۔

ذوالنون مصری نے کہا۔ میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دبلا اور زرد رنگ ہے۔ اور پنڈلیاں پتلی پتلی ہیں۔ اور بے دانہ اور بے پانی اور بن سواری جنگل میں چلا جاتا ہے۔ میں نے اسے سلام کیا اور کہا اے دوست میں تجھے اس حالت میں دیکھتا ہوں۔

یہ سُنتے ہی وہ لڑکا اس مضمون کا شعر پڑھنے لگا "جو میرے دل میں ہے۔ اُس کے سبب سے میرا بدن کھل گیا ہے اور جو میرے بدن میں ہے۔ اُس کے سبب سے میرا دل کھل گیا ہے۔" سہل بن عبداللہ تُستری نے کہا کہ "ایک دن ایک فقیر میرے پاس آیا۔ اور اُس نے مجھ سے یہ کہا کہ اے شیخ چالیس دن سے میں نے کھانا بالکل نہیں چکھا۔ اگر میں اب کھاؤں تو درست ہے یا نہیں۔ میں نے اپنے بعض رفیقوں سے کہا۔ دوستوں کی غذا اور کھانا لاؤ۔ اس فقیر نے پوچھا۔ دوستوں کی غذا کیا ہے۔ میں نے کہا چھوارے۔ فقیر نے کہا اے شیخ تو نے سوال کے جواب میں غلطی کی۔ ہمارے نزدیک غذا اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر زور سے ایک چیخ مار کر کہنے لگا یہ کیسی پیاس جس قدر میں زیادہ پیتا ہوں۔ اسی قدر پیاس زیادہ ہوتی جاتی ہے پھر جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا تجھے اپنے معبود کی قسم تو میری دعوت قبول کر۔ کہا اس شرط سے قبول کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ ہی کھانا کھائے اور میرے ساتھ بغیر ہرگز نہ کھائے اور جس طرح میں بیٹھا ہوا ہوں تو بھی میرے پاس بیٹھا رہے اور چند روز تک تو کھانے کی طرف مائل نہ ہو۔ پس وہ فقیر چالیس دن تک بیٹھا رہا۔ تین دن کے بعد میں نے کہا اے فقیر مجھے تو کھانے کی اجازت دے۔ میں تیرے ساتھ صبر نہیں کر سکتا۔ فقیر نے کہا تو اس سبب سے صبر نہیں کر سکتا کہ تو میرے ساتھ ہے۔ اور اگر تو اس کے ساتھ ہوتا تو تو بھی میری طرح صبر کرتا۔ اور وہ فقیر چالیس دن تک ایک ہی جگہ بیٹھا رہا۔ نہ سویا اور نہ کچھ کھایا۔ اور نہ وضو کیا۔ پھر چالیس دن کے بعد کہا۔ جو کچھ تیرے پاس ہے لا۔ میں اسی دم کھانا لے آیا۔ اور میں نے ہاتھ بڑھایا اور بسم اللہ کہی فقیر نے ایک طمانچہ مارا اور کہا اے نادان تو ذکر کرتا ہے اور کس طرح انکار کرتا ہے۔ اور زور سے ایک چیخ مار کے چلا گیا۔ اور کھانے کو چکھا بھی نہیں مجھے گمان ہوا کہ یہ بہت بڑا مقرب فرشتہ ہے یا کوئی نبی مرسل ہے۔ غیب سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ یہ مقرب فرشتہ نہیں ہے بلکہ یہ بنی آدم میں سے ہے اور اللہ سے

محبت رکھتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جسے خدا سے محبت ہوتی ہے اُسے کسی سے محبت نہیں ہوتی" اور بھی فرمایا ہے "جسے خدا سے محبت ہوتی ہے وہ بہت جاگتا رہتا ہے" اور بھی فرمایا ہے۔ "جب اللہ کو کسی بندے سے محبت ہوتی ہے۔ تو اُسے خلق کا بھی محبوب کر دیتا ہے" اور جب بندے کو خدا سے محبت ہوتی ہے تو خدا اسے لوگوں سے منع کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے خدا کے سوائے اور کوئی نہیں پہچان سکتا" اور بعض عالم کہتے ہیں کہ خدا کے دوست کا بدن دوستوں کے ساتھ ہے اور دل کا گذر ابد تک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا ہے زلیخا نے کہا کہ عزیز نے مجھے حکم دیا ہے کہ یوسف کو اچھی جگہ رکھ لہٰذا میں یوسف کے لئے ایک ایسا مکان بنانا چاہتی ہوں کہ کسی نے ایسا مکان نہ بنایا ہو زلیخا نے حکیموں اور مہندسوں کو اکٹھا کر کے اُن سے کہا میں ایسا مکان بنانا چاہتی ہوں کہ اگر یوسف مشرق میں ہو تو میں اُسے مغرب کی طرف دیکھو اور اگر مغرب کی طرف ہو تو میں اُسے مشرق کی طرف دیکھوں اور اگر اوپر ہو تو میں اُسے مکان کے نیچے دیکھوں اور اگر زمین پہ ہو تو میں اُسے چھت پر دیکھوں اور وہ مجھے دن بھر دیکھے۔ میں جس جگہ ہوں اُن میں سے ایک حکیم نے کہا ایسا مکان شیشے سے بننا چاہیئے۔ اسی طرح اللہ نے مومن کے دل کے چھ نام رکھے۔ ایک زجاج یعنی شیشہ۔ فرمایا "مومن کے دل کی مثال مثل ایک طاق کے ہے۔ اس طاق میں چراغ ہے اور چراغ شیشے میں ہے" مومن کے دل کو اللہ نے شیشے سے تشبیہ دی۔ مومن کا نفس مثل مکان کے ہے اور دل مثل قندیل کے اور معرفت مثل چراغ کے اور توحید مثل قندیل کے دستے کے اور اخلاص مثل قندیل کی روشنی کے جو کچھ کہ دل میں ہے اس کے اقرار سے جب زبان کھولی تو اُس کے نور سے منہ سے لے کر اللہ کے عرش تک روشن ہو جاتا ہے۔ پس زلیخا نے ایک چوکور مکان بنایا۔ اور اس کا ایک ستون شیشے کا بنایا اور ایک ستون سنگِ مرمر کا۔ اور ایک ستون فیروزے کا۔

اور ایک ستون عقیق کا اور فیروزے اور عقیق کے درمیان قسم قسم کے جواہرات سے جڑی ہوئی چھڑیاں تھیں۔ اور بیچ میں چاندی کے چار ستون اور بنائے اور ہر ایک ستون کے نیچے چاندی کا ایک بیل اور سونے کا ایک گھوڑا جواہرات سے جڑا ہوا بنایا۔ اور دونوں کی آنکھیں یاقوت سرخ کی بنائیں۔ اور مکان کے اندر ہر قسم کے پرندوں اور چوپاؤں اور وحشیوں کی صورتیں سونے چاندی کی بنائیں۔ اور مکان کے نیچے سونے چاندی کے درخت لگائے۔ اور جواہرات کے ان کے پھل بنائے۔ اور سال کی چھت بنائی۔ اور اس میں سونے کے پتے لگائے۔ اور مکان کے بیچا بیچ ایک خوان قائم کیا اور اسے ہر قسم کی عمدہ عمدہ زینتوں سے آراستہ کیا۔ اور خوان کے قریب سال کا ایک تخت رکھا اور ہر کونے میں چاندی کا ایک ہرن کا بچہ اور سونے کی دو لونڈیاں بنائیں۔ ایک لونڈی کے پاس سونے کا جام اور آفتابہ ہے اور دوسری لونڈی کے پاس سونے کی قندیل اور انگیٹھی اور مکان کے دروازے صندل اور ہاتھی دانت کے بنائے اور ہر دروازے پر سونے کا ایک مور بنایا۔ جس کے دونوں پاؤں چاندی کے تھے اور سر زمرد کا اور چونچ عقیق کی اور دم اور پر فیروزے کے اور پیٹ میں مشک بھرا ہوا تھا۔ پھر اس مکان کے بیچ میں ایک شیشوں کا مکان بنایا اور اس کے چھت اور فرش اور دیواریں شیشے کی بنائیں پھر زلیخا نے اپنی لونڈی سے کہا کہ میں اس عبرانی غلام کی محبت میں ڈوب گئی۔ لونڈی نے زلیخا سے کہا ہر قسم کی عمدہ زینت کے ساتھ تو آراستہ ہو تاکہ میں اسے بلا لاؤں۔ اسی وقت زلیخا خوب آراستہ ہو گئی اور ظہر کے وقت یوسف آیا۔ جب یوسف نے زلیخا کو دیکھا تو کہا اے خدا معصوم کے سوائے اور کوئی شخص اس سے بچ نہیں سکتا اے ارحم الرحمین تو مجھے بچا۔ زلیخا نے کہا اے دوست دل کی آرزو یہ مکان میں نے تیرے ہی لئے بنایا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا اے زلیخا اللہ نے جنت میں اس سے بہتر میرے لئے مکان بنایا ہے کہ وہ کبھی

خراب نہ ہوگا۔ زلیخا نے کہا اے یوسف جو میں کہتی ہوں کر اور میرا کہنا مان۔ یوسف نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں خدا مجھے اور تیرے اس مکان کو زمین میں نہ دھنسا دے۔ زلیخا نے کہا اے یوسف تیری خوشبو کیا اچھی ہے۔ یوسف نے کہا اگر تین دن کے بعد تو میری قبر کو جھانکے تو تو مجھ سے بھاگے گی۔ زلیخا نے کہا اے یوسف تیری آنکھیں کیا اچھی ہیں۔ یوسف نے کہا یہ دونوں قبر میں تین دن کے بعد میرے رخساروں پر بہ جائیں گی۔ زلیخا نے کہا اے یوسف تیرے بال کیا اچھے ہیں۔ یوسف نے کہا یہ قبر میں سب سے پہلے جدا ہو جائیں گے۔ زلیخا نے کہا تیری صورت کو کس چیز نے اچھا کر دیا۔ یوسف نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری صورت بنائی ہے۔ زلیخا نے کہا تیرے قد کو کس چیز نے اچھا کر دیا۔ یوسف نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا ہی پیدا کیا ہے زلیخا نے کہا تو مجھ سے کیوں پرہیز کرتا ہے۔ یوسف نے کہا میں اپنے خدا کی رضامندی چاہتا ہوں۔ زلیخا نے کہا میں تیرے خدا کے بندوں اور بندیوں پر اپنے سارے خزانے خرچ کر ڈالوں گی یہاں تک کہ تیرا خدا تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ یوسف نے کہا میرا خدا رشوت نہیں لیتا۔ زلیخا نے کہا میں نے سنا ہے وہ ذرّے کے برابر بھی قبول کر لیتا ہے۔ اور اس کا ثواب بہت دیتا ہے۔ یوسف نے کہا پرہیزگاروں کے سوائے اور کسی سے قبول نہیں کرتا۔ زلیخا نے کہا کہ اگر تو کہے تو میں اسلام قبول کر لوں اور اپنا دین بدل ڈالوں" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولما بلغ اشدّہٗ " جب جوانی اور قوت کی انتہا کو پہنچ گیا اور سب دروازے بند کر دیئے
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے زلیخا نے یوسف کے سوائے ہر چیز کا اپنے اوپر دروازہ بند کر دیا۔ اور کلبی نے کہا ہے کہ زلیخا نے یوسف کے اوپر مکان کے سب دروازے بند کر دیئے۔ اور حسن بصری نے کہا محبت کی زیادتی کے سبب سے زلیخا نے تعریف اور خدمت کے دروازے اپنے اوپر بند کر دیئے۔ زلیخا نے کہا جلدی کر۔ اللہ تعالیٰ نے زلیخا کی تین باتیں ذکر کیں۔ گناہ اور پھسلانا اور دروازے بند کرنا۔ یوسف کی کوئی بات ذکر نہیں کی تاکہ یہ معلوم ہو جائے

کہ اللہ تعالیٰ دوستوں کے بھید چھپاتا ہے اور بدکاروں اور دشمنوں اور عزیزوں کا بھید ظاہر کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ کہا اللہ کی پناہ وہ عزیز تو میرا رب یعنی پرورش کرنیوالا ہے اُس نے مجھے اچھی طرح رکھا بے شک ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا۔

"یوسف نے کہا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ تحقیق (وہ عزیز) میرا مالک ہے اُس نے مجھے اچھی جگہ رکھا ہے۔" یہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سبب سے فرمایا تھا کہ یہ معلوم ہوجائے کہ اصل آدمی کے ساتھ احسان اور نیکی کرنا ضائع نہیں ہے اور بے اصل آدمی احسان اور نیکی کو نہیں جانتا اور بے اصل کے نزدیک احسان اور نیکی ضائع ہے۔ اور جب مخلوق کے

۷۶ اشارہ: یوسف علیہ السلام جب زلیخا سے عاجز ہوئے اللہ سے پناہ مانگی انہ ربی احسن مثوای خدا تعالیٰ اُن کی فریاد کو پہنچا اور ان کی عزت اور حرمت اور سلامتی کے ساتھ باہر لایا۔ یہ اس پر دلیل ہے کہ بندہ مومن جس وقت بلا میں گرفتار ہو خدا تعالیٰ سے پناہ مانگے وہ اس کی فریاد کو پہنچے اور اس بلا سے نجات دے اور اپنی عطا سے مشرف کرے۔ جب نوح علیہ السلام بلائے قوم سے عاجز ہوئے۔ اللہ سے پناہ مانگی رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے پناہ دی اور خلعت سلامتی اور برکات کرامت فرمایا۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام بلائے نمرود میں گرفتار ہوئے۔ حق تعالیٰ سے پناہ مانگی اعوذ بالذی خلقنی حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اُن کو خلعت اور بزرگی عطا فرمائی اسی طرح جب یوسف علیہ السلام قید زلیخا میں عاجز ہوئے۔ اللہ سے پناہ مانگی۔ معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای حق تعالیٰ نے پناہ دی اور خلعت عصمت مکنت عطا فرمائی۔ اسی طرح اس اُمت کے خاکسار کہ ہر روز پانچ وقت کی نمازوں میں کہتے ہیں اعوذ باللہ العلی العظیم من الشیطان الرجیم اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ ان کو دو خلعت فرمائے گا۔ ایک خلعت رضا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ دوسرے خلعت بقا کہ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ اس کے کرم و عنایت سے بعید نہیں۔

نزدیک احسان اور نیکی ضائع نہیں ہے۔ تو خالق کے نزدیک احسان کیونکر ضائع ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبیث نفس پر حرام ہے کہ نیکی کرنیوالے کے ساتھ بے بدی کئے دنیا سے جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دلوں کی سرشت اور پیدائش میں ہے کہ نیکی کرنیوالے کے ساتھ محبت کریں۔ اور یوسف علیہ السلام پر زلیخا کا احسان عزیز کے احسان سے زیادہ تھا۔ مگر زلیخا کا احسان گناہ اور فساد کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اور گناہ اور فساد دنیا میں مذمت کا سبب ہے۔ اور آخرت میں حسرت کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی پھر گناہ حسرت کا سبب ہوں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس عورت کے گھر میں یوسف تھا اُس نے یوسف علیہ السلام کو اس کے نفس کی بابت پھسلایا اور پھسلانے والی عورت زلیخا ہے اور بعض عالم کہتے ہیں عاسیل عزیز کی بی بی نے یوسف سے کہا هَيْتَ لَكَ یعنی اے یوسف آ۔ اور بعض عالموں نے هِيْتَ لَكَ پڑھا ہے۔ یعنی میں نے تیرے لئے یہ زینت مہیا اور تیار کی ہے۔ زلیخا نے یوسف سے محبت کی اور تعریف اور مذمت کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا۔ اور یوسف کی محبت کا دروازہ کھلا رہا۔ اسی طرح جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ ہر ایک قسم کی بات کا دروازہ اپنے نفس کے اوپر اور دنیا اور آخرت کا دروازہ اپنے دل پر بند کر لیتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام نے کہا جس بات کی طرف تو مجھے بلاتی ہے۔ میں اس بات سے خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ تحقیق عزیز میرا مالک ہے۔ اس نے میری تعظیم کی اور میری عزت کی۔ میں اس کی بی بی میں خیانت نہیں کرونگا۔

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم فلاح نہیں پاتے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بڑے گناہ تین ہیں۔ شرک اور ماں باپ کا ایذا دینا اور پڑوسی کی بی بی سے زنا کرنا۔" بعض عالم کہتے ہیں کہ "اہل قیامت زنا کرنے والوں کی بدبو سے پانسو برس کی راہ سے فریاد کریں گے۔" اور بعض روایت میں آیا ہے کہ "زنا کرنیوالے کی عمر کوتاہ ہے۔" اور "زنا کرنے والا اللہ کے نزدیک حقیر ہے۔"

ایک بزرگ نے کہا ہے کہ "میں نے ایک جنگل میں ایک خوبصورت دیکھی۔ اُس عورت نے مجھ سے کہا تُو قرآن جانتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ عورت نے کہا کیا اللہ نے یہ نہیں کہا۔
اے محمد مومنوں سے کہہ دے کہ اپنی نگاہیں نیچی کریں اور اپنی شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔"

مضمون اشعار: نہیں عورتوں سے ہوں اور نہ عورتیں مجھ میں سے ہیں۔ اور مرتے دم تک میں گناہ نہیں کرنے کی۔ اس چیز کے سوائے اور کسی چیز کا تیرے دل میں خیال نہیں آنا چاہیئے کہ جو چیز تیری موت کے آنے کے دن تجھے خوش کرے۔" پھر اس عورت نے پکار کے کہا "اے شیخ اپنے پیچھے دیکھ کر تو عجیب بات دیکھے گا۔ میں نے پیچھے کی طرف دیکھ کے جو پھر اُدھر کو دیکھا تو وہ عورت نظر نہ آئی۔ پھر میں مکّے کو چلا گیا۔ اور سات برس تک وہاں اعتکاف کیا پھر واپس آیا یہاں تک کہ میں اُس جگہ پہنچا کہ جس جگہ وہ عورت گم ہو گئی تھی۔ ناگاہ مجھے ایک شخص دور سے دکھائی دیا۔ میں اس کے پاس گیا۔ وہ دوبارہ پھر مجھ سے دُور ہو گیا۔ میں نے اسے معبود کی قسم دی کہ ٹھہر جا۔ پھر میں نے قریب جا کر اُس سے کہا خدا تیرے اوپر رحم کرے تو کون ہے اُس نے کہا میں وہی شخص ہوں جو اُس دن گم ہو گیا تھا پھر معلوم ہوا کہ وہی نیک عورت ہے۔ جو مجھ سے غائب ہو گئی تھی اور میرے پاس سے بھاگ گئی تھی۔ پھر اُس نے السلام علیک کہا اور غائب ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ

اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا

• البتہ تحقیق زلیخا نے یوسف کا قصد کر لیا تھا اور یوسف بھی زلیخا کا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جب زلیخا نے ارادہ کر لیا تو یوسف سے یوسف کے حسن اور قدو قامت اور صورت اور بالوں اور آنکھوں اور پاکیزگی کا ذکر کرنے لگی۔ یہاں تک کہ یوسف کا بھی

ارادہ ہو جاتا۔ بعض عالموں نے کہا ہے اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ زلیخا نے یوسف کے ساتھ گناہ کا ارادہ کیا اور یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے ساتھ یہ ارادہ کیا کہ اُس کے پاس سے بھاگ جائے اور بعض عالم کہتے ہیں یہ معنی ہیں۔ زلیخا نے یوسف کے ساتھ حرام کا ارادہ کیا اور یوسف نے زلیخا کے ساتھ حلال کا ارادہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ یوسف نے یہ ارادہ کیا زلیخا سے جماع کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا۔ لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ حضرت یوسفؑ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضرت یوسف کی شان سے بہت دور ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے نبی ہیں۔ عالموں کا اس کے جواب میں اختلاف ہے۔ بعض عالم کہتے ہیں کہ امتحان اور آزمائش تھی اور اللہ نبیوں کی بھی آزمائش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اُسے یاد کریں تو خدا کی بندگی میں اس کے ڈر کے خوب کوشش کریں اور بعض کہتے ہیں۔ کہ انبیاء کی آزمائش اس سبب سے کرتا ہے کہ انھیں یہ تعلیم کر دے کہ نبیوں پر نعمت کے کون کون سے مواقع ہیں اور بعض کہتے ہیں۔ کہ نبیوں کی اس سبب سے آزمائش کی ہے کہ گنہگاروں کو بھی خدا سے امید ہو جائے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ یوسف علیہ السلام اس میں اس سبب سے مبتلا ہوئے کہ انہوں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ میں اپنے بھائیوں سے بہتر ہوں۔ کہ وہ گنہگار ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے باپ کو ایذا دی۔

فصل برہان اور دلیل کے بیان میں

عالموں کا اس میں اختلاف ہے کہ دلیل اور برہان کیا تھی۔ بعض عالموں نے کہا ہے کہ ایک پرندہ یوسف علیہ السلام کے کندھے پر آ کے گرا اور اس نے یوسف علیہ السلام کے کان میں یہ کہا کہ تو ایسا کام نہ کر۔ اگر تو نے یہ کام کیا تو تیرا درجہ نبیوں

کے درجے سے گھٹ جائیگا۔ اور بعض عالم کہتے ہیں کہ یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہاتھ کاٹتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اے یوسف کیا تو مجھے نہیں دیکھتا ہے۔ اور حسن بصری نے کہا کہ یوسف نے زلیخا کو دیکھا کہ وہ کسی چیز کو ڈھانکتی ہے یوسف علیہ السلام نے کہا تو کیا کرتی ہے۔ زلیخا نے کہا میں اپنے بت کا چہرہ ڈھانکتی ہوں۔ تاکہ وہ مجھے نہ دیکھے۔ یوسف نے کہا تو اس پتھر کے بت سے شرماتی ہے کہ جس میں نہ عقل ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ اور نہ سنتا ہے تو مجھے اس خدا سے ضرور شرم کرنی چاہیئے۔ جو مجھے دیکھتا ہے اور جو میری ظاہر اور چھپی ہوئی بات کو جانتا ہے۔ اہل زبان نے کہا ہے کہ یوسف کے دل میں یہ آواز آئی اے یوسف تیرا نام نبیوں میں لکھا ہوا ہے۔ اور تو نادانوں کا سا کام کرنا چاہتا ہے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ایک ہتھیلی دیوار سے نکلی ہوئی دیکھی اور اس ہتھیلی پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی " یعنی زنا کے پاس بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ زنا بُری چیز ہے" اور بعض کہتے ہیں کہ مکان کی چھت شق ہو گئی۔ اور یوسف نے ایک اچھی صورت کو یہ کہتے دیکھا اے خدا کے رسول تو یہ کام نہ کر کیونکہ تو معصوم ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یوسف نے سر جھکایا تو زمین پر یہ آیت لکھی دیکھی یعنی "جو شخص بدی کرے گا۔ اسے اس کی سزا دی جائے گی" اور بعض کہتے ہیں۔ ایک فرشتہ آیا۔ اور اس نے اپنا بازو یوسف کی پیٹھ سے ملا۔ اسی وقت یوسف علیہ السلام کی شہوت دونوں پاؤں کی انگلیوں سے نکل گئی۔ اور بعض کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے گھر میں بادشاہ کو یہ کہتے دیکھا کیا میں یہاں نہیں ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں دونوں کے درمیان ایک پردہ آ گیا کہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ جنت کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی دیکھی اور حضرت یوسف علیہ السلام اس کے حسن کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور اس سے پوچھا کہ تو کس کے لئے ہے۔ اس نے کہا زنا نہ کرنے والے کے لئے اور بعض کہتے ہیں ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور اس نے پکار کر کہا اے یوسف علیہ السلام جلدی نہ کر۔ کیونکہ زلیخا تیرے ہی لئے حلال

ہے اور تیرے ہی لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جس کنوئیں میں گرا تھا۔ اس کنوئیں کو دیکھا۔ اور اس کنوئیں پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا یہ کہہ رہا ہے اے یوسف تو اس کنوئیں کو بھول گیا اور بعض کہتے ہیں کہ زلیخا کو بدشکل دیکھا۔ بدشکل دیکھتے ہی زلیخا سے بھاگے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو یہ کہتے دیکھا اے یوسف دائیں طرف دیکھ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دائیں طرف نگاہ کی تو ایک بہت بڑا اژدہا دیکھا۔ اس اژدہا نے کہا کہ زنا کرنیوالا کل میرے پیٹ میں ہو گا۔ اسی وقت حضرت یوسف اس کے پاس سے بھاگے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے "وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا" زلیخا نے جو یوسف کا پہلے ہی پہل خواب میں قصد کیا تھا یہ اس قصد کا ذکر ہے۔ اور حضرت یوسف نے زلیخا کو خواب میں دیکھا تھا اور اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ زلیخا میرے لئے ہے اور اس آیت کے یہ معنے نہائیت عمدہ ہیں۔ کیونکہ نبی معصوم ہیں گناہوں کا ارادہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَاءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝	ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں۔ بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

• ہم نے اسی طرح کیا تاکہ ہم یوسف سے برائی اور بیحیائی کو پھیر دیں۔ کیونکہ وہ (یوسف علیہ السلام) ہمارے خاص بندوں میں سے ہے۔"

جب حضرت یوسف بھاگے تو زلیخا نے ان کا کرتہ پکڑ لیا۔ اسی طرح خدا سے محبت رکھنے والے بندے کو چاہیئے کہ شیطان سے بھاگے اور خدا کی عصمت اور نگہبانی کو پکڑ لے۔ بزرگوں میں سے کسی نے کہا ہے کہ "میں نے جوانی کے زمانہ میں ایک جنگل میں ایک عورت دیکھی۔ میں نے اس عورت کا ارادہ کیا۔ اور اندھیری رات تھی۔ اس عورت نے کہا جو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ تجھے اس سے شرم نہیں آتی۔ میں نے کہا اس جنگل میں تاروں کے سوائے

اور کوئی نہیں ہے۔ عورت نے کہا اس جنگل اور تاروں کا پیدا کرنے والا کہاں گیا۔ میں نے اسی وقت توبہ کی اور پھر اعنیب سے مجھے آواز آئی۔ کہ ہم نے تجھے خاص بندوں میں سے کر لیا۔" زلیخا یوسف سے چمٹی ہی رہی۔ یہاں تک کہ یوسف تک پہنچ گئی۔ اسی طرح مومن کو خدا سے چمٹا ہی رہنا چاہیئے یہاں تک کہ خدا تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "سب اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑو۔" **نکتہ** : زلیخا کا گمان غلط نہیں ہوا جب زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے تعلق ہوا تو یوسف اسے مل ہی گیا۔ اسی طرح اگر بندے کو خدا سے تعلق ہو تو خدا مل ہی جائے گا۔ ● **نکتہ** : زلیخا نے یوسف کا اوپر کا کرتا پھاڑ ڈالا اور وہ کرتا زلیخا ہی نے پہنایا تھا اور نیچے کا کرتا حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہنایا تھا۔ اسی طرح بندے کے دو کرتے ہیں۔ ایک کرتا طاعت اور بندگی کا اور یہ کرتا بندے کی سعی اور کوشش سے حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرا کرتا معرفت کا اور یہ کرتا خدا کی بخشش سے حاصل ہوتا ہے۔ اور شیطان طاعت اور بندگی کے کرتے کو تو پھاڑ ڈالتا ہے اور معرفت کے کرتے تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب شیطان بندے کا ارادہ کرے تو بندے کو چاہیئے کہ شیطان سے خدا کے دروازے کی طرف بھاگے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ — اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اسکا کرتا پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔

● یوسف اور زلیخا دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا نے یوسف کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا۔ اور دونوں نے زلیخا کے مالک کو دروازے کے پاس پایا" اللہ تعالیٰ نے زلیخا کا مالک ارشاد فرمایا۔ اور زلیخا اور یوسف دونوں کا مالک ارشاد نہ فرمایا۔ کیونکہ حضرت یوسف آزاد تھے عزیز اُن کا مالک نہیں تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ — بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی

بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ — سے بدی چاہی مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار

● (زلیخا نے عزیز سے کہا کہ جو تیری بی بی سے زنا کا ارادہ کرے اس کی کیا سزا ہے؟" عزیز چپ رہا۔ زلیخا نے خود ہی کہا "قید خانے میں بھیجنا چاہیئے یا خوب مارنا چاہیئے۔" عزیز نے زلیخا سے کہا قتل کرنا کیوں نہیں کہتی۔ زلیخا نے کہا دوست دوست کو مارتا تو ہے مگر قتل نہیں کرتا۔ کیا عجب ہے کہ اللہ بندے کو دنیا کے قید خانے میں طرح طرح کے عذاب دے اور آگ میں نہ جلائے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا — کہا اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی۔

● (یوسف نے کہا) زلیخا خود مجھے پھسلاتی تھی۔ اُسی وقت بادشاہ کے سامنے شیر خوار بچے نے جھولے میں باتیں کیں۔ قاضیوں اور حاکموں کا یہی حال ہے کہ ایک فریق کے قول کے اوپر حکم نہیں دیتے ہیں۔ عزیز نے زلیخا سے کہا "تیرا کوئی گواہ ہے؟" کہا "کوئی نہیں"۔ پھر عزیز نے یوسف کی طرف متوجہ ہو کر کہا "تو نے میرے ساتھ یہ کیا کیا، تو نے مجھے یہ کیسا بدلا دیا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا کیا کیا، میں نے تیرا اکرام اور بزرگی کی میں نے تجھے ہر ایک چیز دی۔ ہر ایک کی آنکھ میں میں نے تجھے بزرگ کر دیا۔ میں نے لشکر سے تجھے بہتر سمجھا۔ میں نے اپنا ملک اور سب خزانے تجھے مباح کر دیئے۔ تیرا جو جی چاہے کرے اور تو نے خیانت اور چوری کا ارادہ کیا، تو اپنے مالک کا بہت برا غلام ہے۔"

نکتہ : اللہ کے سامنے کیا خجالت اور شرمندگی ہوگی۔ جس وقت کہ اللہ تجھ سے کہے گا اے بندے میں نے تجھے پیدا کیا۔ اور اچھے دین کے ساتھ تجھے بزرگی

دی اور رکوع اور سجدے کے ساتھ اپنا نزدیک اور مقرب بنایا اور تیرے دل کو معرفت اور سخاوت عطا کی اور تو مجھ سے بھاگا اور میری مخالفت کی اور میرا حکم نہیں مانا۔ اور زنا اور گناہوں کو اختیار کیا۔ اور دین کو دُنیا کے بدلے بیچا۔ اور خواہش نفسانی کی موافقت کی اور نفس کو ریا سے آراستہ کیا۔ کیا بندے کے یہی کام ہیں"۔

مضمون اشعار: اے مالک گناہوں نے مجھے لاجواب کر دیا حساب کے دن قیامت میں میرے پاس کیا عذر ہے۔ جس وقت کہ میں پکارا جاؤں گا اور مجھ سے کہا جائے گا کہ کھڑا ہو کے حساب پیش کر اور حساب کی کتاب پڑھ کے سُنا اور حساب کی کتاب میں گناہ ہی گناہ لکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت سے جوان جوانی کو رو رہے ہیں۔ اور بہت سے بڈھے جوانی کو پیٹ رہے ہیں۔ اور بہت سے بولنے والے گونگے ہو گئے ہیں۔ پس اُن میں جواب دینے کی طاقت نہیں ہے اور بہت سے خوبصورت چہرے بدشکل اور بدنما ہو گئے ہیں۔ طرح طرح کے عذاب کی تکلیف اور شدت اُن پر ہو رہی ہے ملکھانے کو ایک خاردار گھاس ہے کہ جس سے پیٹ نہیں بھرتا۔ پینے کو گرم پانی ہے اور گندھک کے کپڑے پہننے کو ہیں۔ اور عذاب کی سختی سے بدن گل گیا ہے۔ اے حنان اے منان گناہ معاف کر۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز کے جواب میں کہا کہ "میرے پاس اس بات کا گواہ ہے کہ میں بری ہوں"۔ عزیز نے کہا "وہ کون ہے"؟ یوسف نے کہا زلیخا کے کنبے میں سے۔ اسی کا بیان ہے اللہ کے اس قول میں۔ اور زلیخا کے کنبے میں سے ایک گواہ نے گواہی دی۔ عبداللہ بن عباس نے کہا ہے کہ زلیخا کا چچا زاد بھائی گواہ تھا۔ کیونکہ وہ کواڑوں کی درزوں میں سے دیکھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اُس نے زلیخا کے کھینچنے کی آواز بھی سُنی۔ اور بعض عالموں نے کہا ہے چالیس دن کا ایک لڑکا گواہ تھا۔ اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میرے پاس اس بات کا گواہ ہے کہ زلیخا مجھ سے محبت رکھتی ہے۔

محققوں نے کہا ہے گواہ سے چہرے کی زردی مراد ہے کیونکہ محبت چہرے سے ظاہر ہوتی ہے بادشاہ نے کہا دودھ پیتا بچہ کیوں کر گواہی دے گا۔ حضرت یوسف نے کہا۔ اس بچہ سے پوچھیے جو خدا کہ سب کو گویائی دیتا ہے۔ اُس کے حکم سے بولنے لگے گا۔ اسی وقت بادشاہ نے بچے سے پوچھا تو کیا گواہی دیتا ہے۔ بچے نے کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ • یعنی میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے اور کوئی معبود نہیں اور اللہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے چغلی کھانی نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ چغلی کھانیوالوں سے اغماض فرماتا ہے۔ اور چغلی کھانیوالا ساری مخلوق سے بُرا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک اور چغلی کے سوائے اور سب گناہ بخش دیتا ہے لیکن میں یوسف اور زلیخا کے درمیان حکم دیتا ہوں۔ یوسف کے کُرتے کو دیکھ اگر آگے سے پھٹا ہُوا ہے تو یوسف کی خطا اور گناہ ہے اور اگر پیچھے سے پھٹا ہُوا ہے تو زلیخا کی خطا اور گناہ ہے"!

اس اگلی آیت میں اسی کا بیان ہے:

اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ — اگر ان کا کُرتا آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے اور انھوں نے غلط کہا

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ — اور اگر ان کا کُرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ — پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا۔

• یعنی اگر کُرتا آگے سے پھٹا ہُوا ہے تو زلیخا سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر کُرتا پیچھے سے پھٹا ہُوا ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے جب کرتا پیچھے سے پھٹا ہُوا دیکھا۔ **نُکتہ:** جب یہ بچہ بڑا ہُوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے گواہی دینے کے سبب سے لوگوں کو اُس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا۔ کیا عجب ہے جن لوگوں نے خدا کی توحید اور خدا کے ایک ہونے کی گواہی دی ہے خدا دونوں جہان میں ان کو تعظیم دے۔

نکتہ: یوسف کے بَری ہونے کا گواہ زلیخا کے کُنبے اور اہل میں سے تھا۔ پھر حضرت یوسف کے اہل میں سے ہوگیا تو جن لوگوں نے خدا کی پاکی کی گواہی دی۔ ضرور ہے کہ وہ خدا والوں میں سے ہو جاویں۔ اور یہی معنےٰ خدا کے اس قول کے ہیں ۔ یعنی "پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم کر دیا اور وہ اس کے قابل اور اہل تھے۔"

پس توحید اور خدا کے ایک کہنے والے بھی خدا والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت (نوح) کے قصے میں فرمایا ہے اے نوح تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ موحد اور خدا کا ایک کہنے والا نہیں ہے تو مجھ سے اس کی نجات کی دعا مت مانگ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝	بولا بے شک یہ تم عورتوں کا چرتر ہے بے شک تمہارا چرتر بڑا ہے۔

• عزیز نے زلیخا سے کہا کہ "یہ تمہارا مکر ہے اور تمہارا مکر بڑا ہے۔"

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ	اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو
وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝	اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو خطاواروں میں سے ہے۔

• پھر عزیز نے یوسف کی طرف متوجہ ہو کے کہا "اے یوسف زلیخا کا حال مجھ سے بیان نہ کر اور اس کا پردہ فاش مت کر۔"

نکتہ: عزیز مصر نے باوجود کافر ہونے کے گناہگار کا پردہ فاش کرنا نہ چاہا تو تمام جہان کا پروردگار باوجود کریم ہونے کے گناہگاروں کا پردہ کیونکر فاش کرے گا۔ اے یوسف زلیخا کا حال بیان نہ کر اور پردہ فاش مت کر۔ کیونکہ وہ تیری دوست ہے اور دوست دوستوں کا پردہ فاش نہیں کرتا۔ پھر عزیز نے زلیخا کی طرف متوجہ ہو کر کہا گناہ سے توبہ کر اور اپنے گناہ کی بخشش چاہ۔ کیونکہ تجھ سے خطا ہوئی۔ بادشاہ مصر

استغفار اور بخشش مانگنے کے سبب سے اپنی بیوی سے راضی ہوگیا تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے استغفار کے سبب سے راضی ہو جاوے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ "جس نے کوئی بُرا کام کیا یا اپنے اوپر ظلم کیا اور پھر خدا سے بخشش طلب کی تو وہ خدا کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائیگا۔"

نکتہ: یہ نہ فرمایا کہ وہ نعمت پائیگا اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ وہ دوزخ سے نجات پائیگا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائیگا۔

فصل عظیم کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے تیرہ[13] چیزوں کو عظیم کہا۔

اپنے تئیں عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ "اور اللہ بلند اور عظیم ہے۔" اور اپنے عرش کو عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ "عرشِ عظیم[a] کا رب۔" اور رسول اللہ کے خُلق کو عظیم کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ "تیرا خُلق بہت بڑا ہے۔" اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کو عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ "ہم نے اس کے فدیہ میں بڑی قربانی دی۔" اور فرعون کے جادو کو عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ۔ "اور موسیٰ کے سامنے بڑا جادو کیا۔" اور قیامت کے زلزلہ کو عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ "قیامت کا زلزلہ بہت بڑا ہے۔" اور شرک کو

[a] ساق عرش میں اللہ جل جلالہ نے سو ہزار قندیل لٹکائی۔ اگر سات آسمان اور زمین اور آٹھوں بہشتیں اور ساتوں دوزخ اس ایک قندیل میں بھریں تو بھی بہت بڑی ہے اور ہر ایک قندیل خدا تعالیٰ کی مخلوق سے بھری ہوئی ہے جس کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔

عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ "شرک بڑا ظلم ہے"۔ اور بہتان کو عظیم کہا چنانچہ ارشاد فرمایا: سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ: "یہ بڑا بہتان ہے" اور عورتوں کے مکر کو عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ: "بے شک عورتوں کا مکر بڑا ہے" اور قرآن کو عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ: "اور قرآن بہت بڑا ہے"۔ اور بلقیس کے تخت کو عظیم کہا۔ "لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ"۔ "بلقیس کا تخت بڑا ہے"۔ اور قیامت کی خبر کو عظیم کہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "هُوَ نَبَأٌ عَظِيْمٌ": "یہ لوگ بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے"۔ اپنے تئیں اس سبب سے عظیم کہا کہ ایک ہے اور دونوں جہانوں میں جو کچھ ظاہر اور باطن اور پوشیدہ ہے اور آشکارا ہے اور جو کچھ دلوں میں ہے اور جو عورت کے پیٹ میں ہے سب کچھ جانتا ہے اور اپنے عرش کو اس سبب سے عظیم کہا کہ عرش تمام مخلوق سے بڑا ہے۔ اس کے چار ستون اور تین سو ساٹھ پائے سرخ یاقوت کے ہیں اور ہر ایک پائے کا فاصلہ اس قدر ہے کہ فرشتے اپنی چال سے اسی برس میں طے کر سکتے ہیں۔ ہر پائے کے نیچے پچاس جہان ہیں اور ان میں سے ہر ایک جہان ایسا ہے۔ جیسے یہ دنیا اور ہر ایک ستونوں میں تین سو ساٹھ برس کا فاصلہ ہے اور وہاں جتنے فرشتے ہیں۔ اتنے ہی جن اور انسان اور پرندے اور وحشی جانور ہیں۔ اور سب خدا کی تسبیح کر رہے ہیں۔ اور مومنوں کی گناہوں کی بخشش چاہنے والے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو اس سبب سے عظیم کہا کہ آپ کا خلق قرآن اور احسان کرنا ہے اور اس سبب سے عظیم کہا کہ مشرکوں نے آپ کو ایذا دی اور آپ نے صبر کیا اور کافروں نے لڑائی میں جب آپ کے دانت شہید کئے تو آپ نے ان کو بددعا نہیں دی اور کافروں اور مشرکوں نے ہر قسم کی تکلیفیں آپ کو پہنچائیں۔ مگر کبھی آپ نے ان کے حق میں بددعا نہیں کی۔ ہاتھ کی انگلی شہادت جب آپ کی شہید ہو گئی تو اس کا خون آپ بائیں ہتھیلی پر ڈالتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ خون

سے بھر گئی۔ لوگوں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خون اپنے ہتھیلی سے پھینک دیجئے۔ آپ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھے رسول کر کے بھیجا ہے۔ اگر خون کی ایک بوند بھی زمین پر گر پڑے گی۔ تو خدا کے غضب سے زمین اور جو کچھ زمین پر ہے سب الٹ جائے گا۔ میں مخلوق پر حقیقت میں مہربان ہوں اور اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے "اور البتہ تیرا خلق بہت بڑا ہے"۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دنبے کو اس سبب سے عظیم کہا کہ وہ تین ہزار تین سو ستر برس جنت میں پالا گیا۔ اور فرعون کے جادوگر کو اس سبب سے عظیم کہا کہ وہ جادوگر عصا اور رسیوں کے ستر اونٹ لائے تھے۔ وہ سب عصا اور سب رسیاں سانپوں کی طرح دوڑنے لگیں۔ اور قیامت کے زلزلے کو اس سبب سے عظیم کہا کہ اس دن دوست سے دوست بھاگے گا۔ اور رفیق رفیق سے اور اولاد ماں باپ سے اور بھائی بہن سے اور قیامت کے زلزلے کے دن کے اور بھی بہت نام ہیں۔ مخلوق کے اکٹھا کرنے کا دن۔ مرتبے بلند کرنے کا دن۔ بعض کو نعمت دینے اور بعض کو نعمت سے منع کرنے کا دن۔ جدا کرنے اور ملانے کا دن آنسوؤں کے دریا بہنے کا دن۔ تیز ہانکنے کا دن۔ ثواب اور عذاب کا دن۔ سوال اور پرسش کا دن۔ خوشی اور غم کا دن۔ واقعہ کا دن۔ اور شرک کو اس سبب سے عظیم کہا کہ مشرک جب شرک کی بات کرتا ہے تو آسمان پھٹنے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اور زمین شق ہونے کے قریب ہو جاتی ہے اور پہاڑ گرنے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اور بہتان کو اس سبب سے عظیم کہا کہ بہتان لگانے والے پل صراط پر کھڑا کیا جائیگا۔ اور وہ اپنے نیچے آگ دیکھے گا۔ اور گرد فرشتے کہ جن کو زبانیہ کہتے ہیں اور اوپر خدا کا غضب اور عورتوں کے مکر کو عظیم کہا اور شیطان کے مکر کو ضعیف۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے شیطان کا مکر ضعیف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط

اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں، کہ عزیز کی بی بی نوجوان کا دل لبھاتی ہے۔ بے شک ان کی محبت اس کے دل میں پیر گئی ہے۔

● مصر کی چند عورتوں نے کہا کہ عزیز کی عورت اپنے جوان یعنی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے۔" جن عورتوں نے یہ بات کہی وہ پانچ تھیں۔ ساقی کی بی بی اور دربان کی بی بی اور عزیز کے رازدار کی بہن اور عزیز کے رازدار کی بی بی اور باورچی کی بی بی۔

نکتہ: فتوت یعنی جوانی کا لفظ انسان پر نہیں بولا جاتا۔ جب تک مخالف سے سے نہ بچے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب تک بتوں کو نہیں توڑا اس وقت تک حضرت ابراہیم پر فتوت یعنی جوانی کا لفظ نہیں بولا گیا۔ اسی طرح جب تک اصحابِ کہف نے کفر اور گناہ سے منہ نہ پھیرا۔ اس وقت تک اُن پر فتوت جوانی کا لفظ نہیں بولا گیا۔ کسی نے ایک عالم سے دریافت کیا کہ فتوت اور جوانی کسے کہتے ہیں۔ جواب دیا "جب جوان کا مال کم ہو جائے تو اس کی فتوت اور جوانمردی میں خلل نہ آئے۔"

مضمونِ اشعار: "بہت سے جوان مال سے خالی ہیں اور فتوت اور جوانمردی سے خالی نہیں ہیں۔ جوانمرد نے مانگنے سے پہلے تجھے دیا۔ اور سوال اور مانگنے کی برائی سے تجھے بچایا۔" اور بعض عالم کہتے ہیں۔ جوانمرد وہ شخص ہے جس کا ظاہر اور باطن یکساں ہو اور بعض کہتے ہیں بھائیوں کی خطا ذلت سے درگزر کرنے کو جوانمردی کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ جوانمرد وہ شخص ہے کہ کسی کی کسی سے شکایت نہ کرے۔ اور بعض کہتے ہیں جوانمرد وہ شخص ہے جو تونگری اور تنگدستی کی حالت میں سخاوت کرے۔ یوسف کی محبت زلیخا کے دل میں بیٹھ گئی۔ شغاف کے معنے میں عالموں کا اختلاف ہے۔

بعض دماغ کو کہتے ہیں۔ اور بعض دل کے بیچا بیچ کو اور بعض روح کے مکان کو اور بعض سارے بدن کو خواہ ظاہر ہو خواہ باطن یعنی یوسف کی محبت زلیخا کے تمام بدن میں اثر کر گئی۔ گوشت اور ہڈی اور رگوں میں زلیخا کے خوف سے لَقَدْ شَغَفَهَا حُبًّا کہا۔ اور لَقَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یُوْسُفَ نہ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں۔

● "ہم زلیخا کو صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔" یعنی محبت گمراہ کرنے والی ہیں۔

فصل محبت اور ضلال اور عشق کے بیان میں

جسے کسی سے محبت ہوتی ہے وہ چار کام کرتا ہے۔ اسے راضی رکھنا چاہتا ہے اور اس کی روح کی قسم کھاتا ہے اور اس کے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی چنانچہ ارشاد فرمایا "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری روح کی قسم۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی چاہی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا " وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی "عنقریب تیرا رب تجھے اس قدر دیگا کہ تو راضی ہو جائے گا۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی کی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا "ہم نے تیرا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کے دیکھنا دیکھا۔ جس قبلے کو کہ تو پسند کرتا ہے۔ ہم تجھے اس کی طرف پھیر دیں گے۔" اور رسول اللہ کے دوستوں سے محبت کی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری اطاعت کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔" اور محبت کی

چار نشانیاں ہیں مفلسی اور آہ سرد بھرنا، اُنس اور پیار کرنا اور وسواس۔ لیکن افلاس جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ اور میکائیل کے قصے میں ہے اور وہ قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل اور دوست بنایا۔ حضرت جبرائیل اور میکائیل کو غیرت آئی۔ دونوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ ہم دونوں کو اپنے دوست کے پاس جانے کی اجازت دے تاکہ ہم دیکھیں کہ دوستوں کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی اُس میں ہے یا نہیں ———— اللہ تعالیٰ نے کہا۔ دوستوں کی کیا نشانی ہے۔ دونوں نے کہا جو کچھ کوشش اور مشقت سے حاصل کیا ہے محبوب کا ذکر سننے کے لیے اُسے خرچ کر دینا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اجازت دیدی۔ وہ دونوں حضرت ابراہیم کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بکریوں کے ریوڑوں میں کھڑے ہوئے تھے اور اُن کے پاس چار ہزار کتے بکریوں کی حفاظت کے لئے تھے۔ ہر ایک کتے کی گردن میں سونے کا پٹہ پڑا ہوا تھا۔ دونوں فرشتوں نے کہا دنیا مُردار ہے۔ اور اس کے طالب کتے ہیں۔ دونوں نے حضرت ابراہیم کے مقابل کھڑے ہو کے خوش آوازی سے کہا "پاک ہے وہ قدیم جو بہت بڑا عظیم ہے اور وہ عظیم جو بہت بڑا کریم ہے اور وہ کریم جو بہت بڑا حلیم اور بُردبار ہے اور حلیم جو بہت بڑا رحیم ہے۔ وہ پاک ہے اور قدس ہے اور فرشتوں اور رُوح کا رَب ہے" حضرت ابراہیم سنتے ہی کانپنے لگے۔ دونوں کو پکارا کہ تم دونوں کون ہو۔ دونوں نے کہا ہم خدا کے بندے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کہا "تمہیں اپنے رب کی قسم ایک دفعہ پھر کہو یہ بکریوں کے سب ریوڑ اور اپنا سب مال تمہیں دے دوں گا اور مَیں خود تمہارا غلام بن جاؤں گا۔ تمہاری بکریاں چرایا کروں گا۔ جبرئیل نے میکائیل کی طرف متوجہ ہو کر کہا بے شک یہ خدا کا دوست ہے۔ اور دونوں نے حضرت ابراہیم پر اپنے تئیں ظاہر کر دیا۔ اور کہا اللہ تیرے مال اور اولاد اور دل

میں برکت دے۔ میں جبرئیل ہوں اور یہ میرا بھائی میکائیل ہے۔ اور لیکن اُنس اور پیار جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک دن کوہِ طور کی طرف جاتے تھے۔ راہ میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ اُس کے پاس سے گزرے۔ اس شخص نے کہا اے خدا کے نبی کہاں جاتے ہو۔ فرمایا رَب کی مناجات کے لیے۔ اس شخص نے کہا مجھے بھی آپ سے ایک کام ہے میری طرف سے اللہ سے کہیئے کہ مجھے ذرّے کے برابر محبت دے۔ جب حضرت موسیٰ مناجات کرنے لگے تو مناجات کی لذت کے سبب سے اُس کا پیام بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت موسیٰ سے کہا۔ اے موسیٰ تو میرے بندے کا پیغام بھول گیا۔ حضرت موسےٰ نے کہا۔ اے خدا تو پیام کو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ہاں میں جانتا ہوں لیکن پیام امانت ہے۔ جس نے نہیں پہنچایا۔ اُس نے خیانت کی۔ اور میں خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا" اے موسیٰ میں نے اُسی وقت سے اُسے محبت دے دی۔ جس وقت اُس نے پیام دے کے تجھے میرے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ اسے ڈھونڈھتے ہوئے آئے کہیں نہ پایا۔ سَر اٹھا کے کہا اے خدا وہ حاجتمند کہاں گیا۔ فرمایا تیرے سَبب سے بھاگ گیا۔ کہا کیا سبب فرمایا جس کو ہم سے محبت ہوتی ہے وہ اور کسی کی طرف رجوع نہیں کرتا ہم سے ہی محبت رکھتا ہے۔ اگر تو اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو اس جنگل میں چلا جا۔ وہ اس جنگل میں ہے۔ حضرت موسیٰ کا گزر ایک شیر کے پاس ہوا کہ اُس نے اس شخص کو پھاڑ ڈالا تھا۔ کہا یہ کیا بات ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے موسیٰ دُنیا میں مَیں اپنے دوستوں کے ساتھ یہی کرتا ہوں تو اُس شخص کا درجہ آخرت میں دیکھ۔ حضرت موسیٰ نے سر اٹھایا۔ تو سرخ یاقوت کا ایک قبہ دیکھا۔ جو دُنیا سے تگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ قبہ اُس شخص کے لئے ہے اور مجھے اُس سے محبت ہے۔ لیکن وسواس کسی نے کسی خدا کے دوست سے کہا آہ سرد بھر اُس نے آہ سرد بھری۔

مضمونِ شعر: دوست کی زمین کی طرف سے ہوا آئی۔ اسی وقت عاشق نے سرد آہ بھری۔

عطا عسکری نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فارس کی طرف ہم کو بھیجا۔ اور ہم چار ہزار آدمی تھے۔ ہم نے جا کر قلعہ کو گھیر لیا۔ ہمارے ہتھیار اُس قلعہ میں کچھ کام نہیں دیتے تھے۔ اس قلعے میں مجوسی لوگ تھے اور ایک خوبصورت عورت اُن کی بادشاہ تھی۔ اُس عورت نے قلعے کی فصیل کے اُوپر سے جو ہمارے لشکر کی طرف نگاہ کی تو عرب کے جوانوں میں سے ایک خوبصورت جوان کو دیکھا۔ وہ جوان گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس عورت نے اُسے دیکھا کہ نیزہ مار رہا ہے اور کوئی جوان اُس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ جب اُس عورت کی نگاہ اس پر پڑی تو اُس کی لونڈی نے اُس سے کہا آپ کو کیا ہو گیا ہے جواب دیا کہ ہمارا قلعہ فتح ہو گیا۔ لونڈی نے کہا کیونکر۔ جواب دیا تو عنقریب تھوڑی دیر میں دیکھ لے گی۔ فی الفور اُس جوان کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ اور یہ کہا کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ میں تجھ تک پہنچوں اور تو میرے لئے ہو۔ جوان نے جواب دیا۔ ہاں دو شرطوں کے ساتھ۔ پہلی شرط یہ ہے کہ بیرونی قلعہ تو ہمارے سپرد کر دے۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ داخلی قلعہ تو اللہ کے سپرد کر دے۔ اور اس کی واحدانیت اور ایک ہونے کا اقرار کر۔ اُس عورت نے اُس جوان سے کہلا بھیجا تو اپنے لشکر کے ساتھ آ ہم نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ جب وہ جوان لشکر سمیت قلعے میں آیا۔ تو اس نے اس عورت کو اسلام کی طرف بلایا۔ عورت نے کہا میں عالی ہمت بادشاہ ہوں۔ تیرے لشکر میں تجھ سے بھی کوئی بڑا ہے کہ میں اُس کے ہاتھ پر اسلام لاؤں۔ جوان نے کہا ہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ ہمارے سردار ہیں۔ اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ عورت نے کہا مجھے ان کے پاس لے چل۔ تاکہ میں اُن کے ہاتھ پر اسلام لاؤں پس عبداللہ بن عمر کے پاس بہت سا مال لے کر آئی اور دریافت کیا کہ کوئی شخص آپ سے بھی بڑا ہے۔ حضرت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے دوست اور خدا کے رسول مجھ سے بہت بڑے ہیں۔ اور یہ اُن کی قبر ہے۔ اُس عورت نے کہا میں ان کے سوائے اور کسی کے ہاتھ پر اسلام نہیں لاؤں گی۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بیٹھ کر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ کہا۔ یعنی میں گواہی دیتی ہوں۔ کہ اللہ کے سوائے اور کوئی معبود نہیں ہے اور تو اللہ کا رسول ہے پھر رو رو کر کہنے لگی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کفر سے نکل آئی اب مجھے یہ ڈر ہے کہ اسلام کی حالت میں مجھ سے گناہ نہ ہو۔ تو اپنے خدا سے جس نے تجھے ہماری طرف رسول کر کے بھیجا یہ دُعا کر کہ گناہ کرنے سے پہلے وہ میری جان قبض کرے۔ اُس نے قبر کی دیوار پر اپنا رخسارہ رکھا اور اسی وقت مر گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کوئی عجمی عورت میں نے اس عورت سے زیادہ عاقل نہیں دیکھی اُس کی نماز پڑھی گئی اور وہ بقیع الغرقد میں دفن ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کیا اچھا ہے وہ شخص جو مر گیا اور اس کے تھوڑے گناہ سے پاک تھے۔

ایک بزرگ نے کہا میں نے ایک دیوانی عورت اور ایک دیوانہ مرد دیکھا اُسے اُس سے محبت تھی اور اُسے اُس سے۔ اور وہ دونوں ایک باغ میں باتیں کر رہے تھے۔ دیوانے مرد نے دیوانی عورت سے کہا اے خوبرو تو کہاں ہے۔ دیوانی عورت نے کہا نہروں اور پھولوں اور درختوں کے درمیان ہوں کہ جنہیں اللہ نے پیدا کیا۔ پھر دیوانی عورت نے دیوانے مرد سے پوچھا کہ اے دیوانے مرد تو کہاں ہے۔ دیوانے مرد نے کہا باغ میں کہ جس کے پتے حریر جیسے ہیں اور جو خدائے قادر کی صنعت سے تیار ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ تو مرنے والی ہے اور ہماری موت جلد آنے والی ہے۔ میں نے دیوانے مرد سے کہا تجھے کس نے دیوانہ کر دیا۔ کہا اللہ کی محبت نے مجھے دیوانہ کر دیا اور اللہ کے شوق نے مجھے بے تاب کر دیا۔ میں نے اس دیوانے سے باتیں

کرنی چاہیں۔ کہا اے انسان جاہیں خدا کی یاد سے مست غافل کر تندرستوں اور دیوانوں کی کیا صحبت اور ہمنشینی۔ یہ سنتے ہی میں روتا ہوا چلا آیا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے :

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ○	ترجب زلیخا نے ان کا چرچا سُنا تو ان عورتوں کو بُلا بھیجا اور ان کے لئے مسندیں تیار کیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھُری دی اور یوسف سے کہا ان پر نکل آؤ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔

جب زلیخا نے اُن عورتوں کا قول سُنا تو ایک لونڈی کو حکم دیا کہ ان عورتوں کے پاس جائے تو اُن کی دعوت کر آئے اور خود ہر قسم کی زینت سے آراستہ ہوئی اور زریں دیبا کا فرش بچھایا اور زمرّد اور سرخ یاقوت اور سونے چاندی کی کرسیاں اُس پر رکھیں لونڈی نے زلیخا سے کہا وہ تجھے کیا کہتی ہیں۔ اور تُو نے ان کی دعوت کے لئے یہ کچھ سامان مہیا کیا زلیخا نے کہا میں انہیں مار کی سزا دینا نہیں چاہتی۔ بلکہ یہ چاہتی ہوں کہ ایک دفعہ یوسف کو خوب آراستہ کر کے انھیں دکھا دوں اور پھر اُن سے چھپا لوں تاکہ وہ یوسف کے عشق میں ہلاک ہو جائیں۔ اگلے قول میں اسی کا بیان ہے یعنی زلیخا نے ان کے لیئے شراب تیار کی اور بعض عالم کہتے ہیں۔ زماورد اس روٹی کو کہتے ہیں جسمیں گوشت اور انڈے اور ترکاری بھری جاتی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں فرش ہے اور بعض کہتے ہیں دسترخوان ہے کہ جس کے اندر پر بھرے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک کو لیموں کاٹنے

کیلئے ایک چھُری دی جب وہ عورتیں زلیخا کے ہاں آئیں تو اُن میں سے ہر ایک کو تخت پر بٹھایا۔ اور زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو قسم قسم کی آرائشگی سے آراستہ کیا۔ سر پر ایک تاج رکھا موتیوں اور یاقوت سے جڑا ہُوا ایک کرتا پہنایا۔ اور سونے کی ایک پیٹی کمر میں باندھی اور موتیوں سے بنی ہوئی جوتیاں پہنائیں۔ اور خوشبو لگائی اور سیاہ گیسو کندھوں پر لٹکا دیئے اور زلیخا نے ان عورتوں سے یہ کہدیا تھا۔ جب تک میں نہ کہوں۔ ہاتھوں میں سے لیموں نہ کاٹنا اور زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا، ان عورتوں کے سامنے آجا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اسی وقت باہر نکل آئے ٹھیک کی مثل گویا چودھویں رات کے چاند آراستہ اور نورانی گویا اسی وقت جنّت کے باغوں سے نکل کے آئے ہیں۔ اللہ رحمت کرے حضرت یوسف اور پاک اور بزرگ اُن کے باپ دادا پر۔ عورتوں کو حضرت یوسف کا حُسن[1] دیکھتے ہی حیض آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے چھُریوں کو حکم دیا کہ ان عورتوں کے ہاتھ کاٹ ڈالیں تاکہ ہاتھوں کا خون اور حیض کا خون مل جائے اور وہ رُسوا نہوں۔ جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اُسے بڑا جانا۔ اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہا خدا پاک ہے یہ انسان نہیں ہے یہ بزرگ فرشتہ ہے کیونکہ انھیں ہاتھ کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوئی۔

نکتہ: عورت نے یوسف کا چہرا دیکھا۔ تو اُسے ہاتھ کاٹنے کی تکلیف معلوم نہیں ہوئی۔ جسے خدا کے کلام میں لذت آئیگی اسے مرنے کے وقت موت کی تکلیف

---

[1] حلم یعنی بردباری کے دس حصّے ہوئے ہیں ایک حصّہ کل مخلوق کو تقسیم ہوا اور نو حصّے حضرت نوح علیہ السلام کو عطا ہوئے۔ سخاوت کے دس حصّے ہوئے نو حصّے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ایک حصّہ کل مخلوق کو اور صلابت کے دس حصّے ہوئے ایک حصّہ کل مخلوق کو اور نو حصّے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔ اسی طرح سے لحن یعنی خوش آواز، ایک حصّہ تمام عالم کو نو حصّے حضرت داؤد علیہ السلام کو اور اندوہ یعنی غم، ایک حصّہ تمام عالم کو اور نو حصّے جناب رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اسی طرح حُسن کے دس حصّے ہوئے ایک حصّہ تمام عالم کو اور نو حصّے حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا ہوئے۔ تاہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
حُسنِ یوسف دمِ عیسےٰ ید بیضا داری۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کیونکہ معلوم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے اطمینان والے نفس اپنے رب کے پاس واپس آ، تو اُس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے" اگر کوئی شخص کہے کیا سبب ہے اور عورتوں نے تو اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور زلیخا نے اپنا ہاتھ نہ کاٹا۔ اس سوال کے کئی جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ جب سے زلیخا کو یُوسف سے محبت ہوئی اس وقت سے کبھی ہاتھ میں چھُری نہیں لی اور زلیخا نے یہ کہا کہ دوستوں کو ہاتھ میں کاٹنے والی چیز لینی نہیں چاہیئے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یوسف کے دیکھتے ہی زلیخا میں کاٹنے کی قوت نہیں رہی۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ زلیخا کو یوسف کے دیکھنے کی عادت ہوگئی تھی اس سبب سے اُس نے ہاتھ نہیں کاٹا۔ اور یہ جواب سب جوابوں سے بہتر ہے اور اس میں ایک نکتہ ہے فرعون تو عصا سے گھبرا گیا اور حضرت موسےٰ نہیں گھبرائے اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر عصا ڈالنے کا حکم کیا تو حضرت موسےٰ نے ڈال دیا وہ فی الفور سانپ ہو کر دوڑنے لگا۔ حضرت موسےٰ نے کہا۔ اے خدا تُو نے مجھے یہ حکم کیوں کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تاکہ تجھے عادت ہو جائے اور دشمن کے گھبرانے کے وقت تُو نہ گھبرائے۔ زلیخا نے کہا یہ وُہی شخص ہے کہ جس کے سبب سے تم نے مجھے ملامت کی پھر زلیخا نے پھر اپنے فعل کا خود اقرار کیا۔ چنانچہ اگلی آیت میں اس کا بیان ہے۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝

زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے طعنہ دیتی تھیں اور بے شک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انھوں نے اپنے آپ کو بچا لیا اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑینگے اور ضرور ذلت اٹھائیں گے۔

• یعنی بے شک میں نے یوسف علیہ السلام کو پھُسلایا اور وہ بچا۔ اگر وہ میرا کہنا نہیں مانے گا تو قید خانے بھیج دیا جائیگا۔ زلیخا نے یہ نہیں کہا کہ میں اسے قید خانے بھیج دونگی۔ کیوں کہ زلیخا مخالفت کے سبب سے قید کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ زلیخا کو یوسف سے محبت تھی۔ پھر زلیخا نے کہا ذلیلوں میں سے ہو جائیگا۔ یعنی میں اُسے محتاج اور حقیر کر دوں گی اور یہ عمدہ کپڑے جو پہنے ہوئے ہے اُتار لوں گی۔ اور جو کچھ مال دیا ہے وہ سب چھین لوں گی۔ حضرت یوسف نے فرمایا اے خدا جس بات کی طرف یہ بلاتی ہے اُس سے قید بہتر ہے۔

فصل اختیار یعنی پسند کرنے کے بیان میں

پسند کرنا مصیبت اور بلا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو پسند کیا وہ جل گئی حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو پسند کیا وُہ غرق ہو گیا۔ حضرت آدم نے اپنے بیٹے قابیل کو پسند کیا وہ کافر ہو گیا۔ شیطان نے آگ کو پسند کیا وہ آگ میں ہی ہمیشہ رہا۔ حضرت یوسف نے قید خانہ پسند کیا وہ قید خانے میں جب تک اللہ کو منظور ہوا رہے۔ اختیار اور پسند کرنا اس سبب سے آفت اور مصیبت ہے کہ اختیار اور پسند کرنا اللہ کے لیے ہے نہ بندے کے لیے۔ جس کسی نے کسی کو پسند کیا ہے پسند کرنے کا وبال اُس پر آیا۔ ساری اولاد میں سے حضرت یعقوب نے یوسف کو پسند کیا تو اس پسند کرنے سے کیا کچھ ہُوا۔ اختیار اور پسند کرنا اللہ ہی کیلئے ہے تیرے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ تو نہیں جانتا ہے کس چیز میں فائدہ ہے اور کس چیز میں نقصان۔ اگر تو اُن کے مکر اور فریب کو مجھ سے دفع نہیں کریگا۔ تو میں اُن کی طرف مائل اور زنا کرنے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

فصل زنا کے بیان میں

زنا میں دس آفتیں ہیں۔ دین کا نقصان اور عقل کا نقصان اور علم کا نقصان اور عمر کا نقصان اور رزق کا نقصان اور رحمٰن کا غضب اور مفلسی کا سبب ہے اور چہرے کا نور دور کر دیتا ہے اور نسیان اور بھول پیدا کرتا ہے۔ اور نیکوں کو اس سے بُغض اور عداوت ہو جاتی ہے۔ اور زنا کرنے والے کی نہ دُعا قبول ہوتی ہے اور نہ عبادت۔ زنا کرنے والا اللہ کا دشمن ہے۔ زنا کرنیوالے کے چہرے پر یہ کلمے لکھ دیئے جاتے ہیں۔ "یہ بندہ خدا سے دور ہے۔" "یہ بندہ آدمیوں سے دور ہے۔" "یہ بندہ جنت سے دور ہے۔" یہ بندہ دوزخ کے قریب ہے۔" بعض تفسیروں میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے قول سے زنا کرنے والے مراد ہیں۔ اسی قول کے معنی یہ ہیں۔ یوں نہیں بلکہ اُن کے دلوں پر اُن کے عمل کے سبب سے زنگ آ گیا ہے۔ اور زنا دل کو سیاہ کرتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے زنا کرنے والا محتاجگی اور فاقہ کشی کے اعتبار سے دُنیا سے بہت بُری حالت میں جاتا ہے۔"

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ

یوسف نے عرض کی اے میرے ربّ مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں۔ اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا۔ اور نادان بنوں گا۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ — تو اس کے رب نے اس کی سُن لی۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے "یوسف کے رب نے یوسف کی دُعا قبول کر لی"

فصل دُعا کے قبول ہونے میں

اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا قبول کی اور بیماری میں حضرت ایوب علیہ السلام کی دُعا قبول کی اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے نجات دی اور حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا قبول کی اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی قبول کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اے موسیٰ اور ہارون تمہاری دُعا قبول ہوئی" اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا قبول کی۔ اللہ تعالےٰ نے اسی طرح سب نبیوں کی دُعائیں قبول کیں اور مومنوں کو دُعا مانگنے کا حکم دیا اور قبول کرنے کا وعدہ فرمایا "تم مجھ سے دُعا مانگو۔ میں قبول کروں گا۔" تضرع اور عاجزی کے ساتھ مجھ سے دُعا مانگو میں اپنے فضل و کرم سے قبول کروں گا۔" اخلاص کے ساتھ مجھ سے دُعا مانگو۔ میں تمہاری بھلائی کی دُعا قبول کروں گا۔ بغیر غفلت کے مجھ سے دُعا مانگو۔ بغیر مہلت کے میں قبول کروں گا۔ سجدے میں مجھ سے دُعا مانگو اپنی بخشش اور سخاوت کے سبب سے میں قبول کرونگا۔ خوشی اور غم میں مجھے پکارو سب مصیبتیں میں دفع کروں گا۔ تم جس جگہ ہو وہاں سے مجھ سے دُعا مانگو۔ میں جس جگہ ہوں وہاں سے قبول کروں گا۔ نمازوں کے بعد دُعا مانگو میں سب آفتیں دور کر دوں گا۔ غلاموں کی طرح مجھ سے مانگو۔ میں زیادہ دینے کی دُعا قبول کروں گا۔ توکل کے ساتھ مجھے پکارو۔ میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں گا۔ بے حجاب مجھ سے دُعا مانگو۔ مالکوں کو جس طرح قبول کرنا چاہیئے۔ میں قبول کروں گا۔ ڈر اور طمع کے ساتھ مجھ سے دُعا مانگو بخششوں اور خلعتوں کے ساتھ میں قبول کرونگا۔

بغیر سستی کے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری آرزوئیں پوری کروں گا۔ مضطر اور بیتاب ہو کر مجھ سے دعا مانگو۔ میں مصیبتوں کو دور کروں گا۔ مجھ سے معذرت کرو میں گناہ بخش دوں گا۔ اچھے ناموں کے ساتھ مجھے پکارو میں بڑی بخشش دوں گا۔ کہ وہ اللہ کا وصال ہے۔ اضطرار اور بے قراری کے وقت مجھے پکارو فخر کے ساتھ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ مجھے محبت سے پکارو۔ ولایت کا درجہ نہیں دوں گا۔ یعنی اپنا ولی اور دوست کر دونگا۔ کشادگی اور آسائش کے وقت مجھے پکارو مصیبت کے وقت میں قبول کروں گا میری اطاعت کرو میں بدلہ دوں گا۔ اور بعض عالم کہتے ہیں۔ یہ معنے ہیں مجھے ایک کہو میں سب گناہ بخش دوں گا۔ اور بعض کہتے ہیں یہ معنے ہیں مجھے پکارو میں سنتا ہوں۔ اور قبول کرتا ہوں قشیری کہتا ہے یہ معنی ہیں مجھے سوال کے ساتھ پکارو میں بخشش کروں گا۔ اور بعض کہتے ہیں یہ معنے ہیں مجھ سے اپنی حاجتیں مانگو اگر میں چاہوں گا تو قبول کروں گا۔ اور بعض کہتے ہیں یہ معنے ہیں بے جفا کے مجھے پکارو تمہاری آرزو پوری کروں گا اور بعض کہتے ہیں یہ معنی ہیں بے خطا کے مجھے پکارو میں بخشش کروں گا۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ مصری نے کہا ہے۔ میں نے ایک لونڈی کو طواف میں یہ کہتے دیکھا۔ اے خدا تو نے ہم سے یہ کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور مجھے دعا مانگتے برسوں ہو گئے تو نے میری دعا قبول نہیں کی۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی ہمیں تجھ سے اور تیری دعا اور تیرے ذکر سے محبت ہے۔ اس سبب سے ہم نے تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کی تو اپنا چہرہ ہماری طرف سے مت پھیر۔ ذوالنون مصری نے کہا ہے میں نے ایک جنگل میں سایہ دیکھا۔ کبھی چھپ جاتا ہے کبھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور جس کا سایہ تھا وہ شخص دکھائی نہیں دیتا ہے میں نے اس شخص سے کہا خدا تجھے برکت دے اے سائے والے تو مجھ پر کیوں نہیں ظاہر ہو جاتا تاکہ میں تجھے دیکھ لوں۔ وہ اسی وقت ظاہر ہو گیا۔ میں نے جو دیکھا تو وہ عورت تھی اور یہ کہہ رہی تھی۔ اے ذوالنون تو کس قدر لغو ہے تو مجھے دیکھ کے کیا کریگا۔ میں نے کہا مجھے نیکوں سے محبت ہے۔ اس عورت نے

کہا اگر تجھے خدا سے محبت ہوتی۔ تو اس کے سوائے تو کسی سے محبت نہ رکھتا۔ میں نے کہا خدا کی قربت اور نزدیکی کے لئے میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ عورت نے کہا تجھ میں اور بت پرستوں میں کچھ فرق نہیں ہے بت پرست بھی یہی کہتے تھے۔ ہم بتوں کی عبادت صرف اسی سبب سے کرتے ہیں۔ کہ ہمیں خدا کے نزدیک کر دیں۔ مجھے اس عورت کے کلام سے تعجب ہوا۔ مجھ سے اور اس عورت سے یہی بات چیت ہو رہی تھی کہ لوگوں نے آ کے کہا لٹیرے آئے اور انھوں نے قافلے کو لوٹ لیا۔ یہ سن کر لوگ رونے لگے۔ اور وہ عورت ہنسنے لگی۔ میں نے کہا لوگ تو روتے ہیں اور تم ہنستی ہو۔ عورت نے کہا میں اس سبب سے ہنستی ہوں کہ انھیں ان لوگوں کا غم اور خیال ہے کہ جن کا پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا موجود ہے۔ میں نے اس عورت سے کہا کہ آپ کو ہمارے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ عورت نے کہا اچھا۔ پھر اس عورت نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کے کہا۔ اے بن ستون کے آسمان کے بلند کرنے والے میری دوستی کے حق کے سبب سے کہ جسے تو جانتا ہے دشمنوں کا غلبہ ہم سے دور کر دے۔ یکایک اسی وقت ایک ابر آیا اور تمام آسمان کو گھیر لیا۔ اور اولے اور مینہ اس قدر پڑا کہ لٹیروں کے گھوڑے اور اونٹ سب ہلاک ہو گئے۔ لٹیرے چیخنے اور پکارنے لگے۔ جس نے کہ ہم پر بد دعا کی ہے۔ تمہیں خدا کی قسم تم اس سے کہو کہ وہ ہمارے لئے دعا کرے۔ ہم اس مصیبت اور سختی سے نجات پائیں۔ ہم نے جو کچھ لوٹا ہے۔ وہ سب تمہیں دے دیں گے ذوالنون مصری کہتے ہیں۔ کہ میں اس عورت کی طرف متوجہ ہوا اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے۔ میں نے اس سے کہا اے خدا کی بندی لٹیروں کے لئے دعا کر کہ ان پر بڑی مصیبت آ گئی وہ ہمارے مال واپس دے دیں گے اس عورت نے اسی وقت لٹیروں کے لئے دعا کی فی الفور سورج نکل آیا اور اندھیری جاتی رہی اور ہوا زمین پر چلنے لگی اور زمین خشک ہو گئی اور لٹیروں نے جو

مال لُوٹا تھا وہ سب ہمیں دیدیا۔ جب لیٹروں نے ہمارا مال دے دیا وہ عورت چلی گئی۔

مضمون اشعار: اے خدا مصیبتوں کے وقت میں نے تجھے پکارا اور تونے مجھے ان فائدوں سے خالی نہ چھوڑا اے خدا ضعیفی اور عاجزی کے وقت تونے مجھ پر مہربانی کی اور ہر موقع میں تونے میرا حال اچھا کر دیا۔ جس وقت کہ دشمنوں کا مکر پُورا ہو گیا تھا تونے اس وقت اُن کو مجھ سے ٹال دیا۔ اے خدا تیرے ہی لئے حمد و ثنا ہے"

چند آدمیوں نے کہا۔ ہم کشتی میں تھے کہ یکایک سخت آندھی آگئی اور ہم میں ایک جوان تھا۔ اُس نے آندھی کی طرف دونوں ہاتھ بڑھا کے کہا میرے حکم سے ٹھہر جا۔ اُسی وقت ٹھہر گئی۔ ہم نے اس جوان سے کہا اے جوان یہ کیسا کلام ہے اُس نے کہا جو خدا کے حکم پر اخلاص کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ اللہ سب چیزیں اُس کے اختیار میں دے دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور دریا میں ٹھہر گیا اور پانی کے اوپر چلنے لگا۔

فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ — اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا۔ بیشک وہی سُنتا جانتا ہے۔

● اللہ تعالیٰ نے یُوسف علیہ السلام سے اُن کے مکر کو پھیر دیا بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے" پھر ان کے دل میں نشانیوں کے دیکھنے کے بعد آیا۔ نشانیوں سے کُرتا اور دودھ پیتے بچے کا کلام کرنا اور بُت کا سجدہ کرنا اور خزانے کا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہنا اور یوسف کو دیکھ کر مخلوق کا مر جانا اور پرندے کا کلام کرنا مُراد ہے۔ کہ یوسف کو چند روز کے لئے قید کر دیں۔ بادشاہ نے اپنے ہمنشینوں سے کہا یہ خوب معلوم ہو گیا کہ گناہ زلیخا ہی کا ہے لیکن وہ میری بی بی ہے میں چاہتا ہوں کہ گناہ یوسف کے اوپر رکھ دوں۔ تاکہ زلیخا بدنام اور رُسوا نہ ہو۔ کچھ تعجب نہیں کہ قیامت کے دن

خدا مومن کا گناہ شیطان کے اوپر رکھدے اور یہ کہے کہ تُو نے ہی اسے گمراہ کیا تھا گناہ تیرا ہی ہے۔ اس کا کچھ گناہ نہیں۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا آپ کی کیا غرض ہے۔ بادشاہ نے کہا میں زلیخا کو عذاب دینا چاہتا ہوں۔ یُوسف کے چھپا دینے سے زیادہ کوئی عذاب میں سخت نہیں دیکھتا۔ میں یوسف کو اس سبب سے قید کرتا ہوں کہ زلیخا اسے نہ دیکھے۔ اور عاشقوں کے لئے سب سے زیادہ سخت عذاب معشوق کا نہ دیکھنا ہے بادشاہ سے کسی نے کہا اگر آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ قصور اور گناہ زلیخا ہی کا ہے تو پھر یوسف کو آپ کیوں قید کرتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا وُہ میرا غلام ہے میں نے اُسے مال کے بدلے خریدا ہے میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ اسی طرح اگر خدا فرماں بردار بندے کو آگ میں قید کرے تو اُسے قید کرنا روا ہے اور اسے اختیار ہے۔ جو چاہے کرے اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو اور جوان قید خانے میں گئے۔ وہ دونوں بادشاہ کے غلام تھے ایک باورچی خانے کا داروغہ تھا۔ اس کا نام شبرمیا تھا اور دوسرا ساقی تھا۔ اس کا نام برہیا تھا۔ ان دونوں کو اس سبب سے "فتیٰ" کہا کہ انھیں یوسف علیہ السلام کی صحبت تھی اور یوشع بن نون کو اس سبب سے "فتیٰ" کہا کہ انھیں حضرت موسیٰ کی صحبت تھی اور اصحاب کہف کو اس سبب سے فتا کہا کہ انھیں کہف یعنی غار کی صحبت تھی۔ وہ غار کے ہمنشین تھے۔ پس جسے خدا کے ذکر کی صحبت ہے۔ اسے فتےٰ کہنا سب سے بہتر ہے۔

جب یوسف علیہ السلام قید ہوئے[1] تو زلیخا نے اس کی طرف مُنہ کر کے کہا اے یوسف اے میرے دوست تو یہ گمان نہ کر کہ تجھے عذاب دیا ہے بلکہ تو معزز اور عزت والا ہے۔ میری صرف یہ غرض ہے کہ غیر لوگ تجھے قید جانیں۔ اسی طرح جب مومن قیامت

[1] تھوڑے لطیفے اور اشارے اس قصہ کے بیان کئے ہیں۔ کہ جب یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں لائے قید خانے والوں کو پیغام دیا کہ بادشاہ نے اس طرح فرمایا ہے کہ اس کو پورا عذاب کرو۔ دست بستہ اور قید

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے دن ہولناک چیزیں دیکھے گا تو اللہ اُس کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا۔ وہ فرشتہ اللہ کی طرف سے آکے کہیگا تو یہ گمان نہ کر کہ یہ خوفناک چیزیں تیرے لئے ہیں۔ بلکہ یہ چیزیں دشمنوں کے لئے ہیں۔ اور تو میرے نزدیک بزرگ اور مکرم ہے۔ قیدخانیوالوں کے نزدیک

(بقیہ حاشیہ) کر کے قیدخانے کے کنوئیں میں ڈال دو اور دانہ پانی مت دو اور طرح طرح کے عذاب اور تکلیف اور سختی میں مبتلا کرو۔ جب پیغام دینے والوں نے قیدخانے والوں کو پیغام دیا اور پیغام لانے والے واپس چلے گئے تو قیدخانے والے یوسف علیہ السلام سے مہربانی اور اچھی طرح سے پیش آئے اور دل لیتہ جگہ میں رکھا اور اپنے حتی المقدور اس کے دل کے موافق کیا۔ بادشاہ کے طرفداروں نے کہا کس واسطے بادشاہ کے خلاف کرتے ہو اور جس کام پر مقرر ہوئے ہو۔ اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ قیدخانہ کے داروغہ نے کہا چپ رہو کہ اس جوان کی پیشانی سے میں نے معلوم کیا کہ اُس سے اس قسم کے گناہ نہیں سرزد ہوئے کہ باعث عذاب اور تکلیف ہو۔ بلکہ مقصود اس قید سے اس کا مہذب بنانا ہے۔ بے گناہ کو عذاب کرنا اور لوگوں کے لئے عبرت ہے تاکہ جانیں کہ بے گناہ کے واسطے جب ایسا ہے تو گنہگار کے ساتھ کیسا ہوگا۔ اسی گفتگو میں تھے کہ دوسرا ایلچی بادشاہ نے بھیجا کہ ہرگز اس کو عذاب اور تکلیف نہ دینا۔ اور مت رنجیدہ کرنا۔ بلکہ اُس کو عزیز رکھو۔ اور شرط تعظیم بجا لاؤ۔ قیدخانہ کے داروغہ نے ان لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا تم کو معلوم ہوا جو کچھ میں کہتا تھا تم کو بادشاہ کے حال کی خبر نہیں ہے میں جانتا ہوں اسی طرح بندہ گنہگار امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روز محشر میں فرشتے عذاب دینے والے مالک دوزخ کو سپرد کر دیں گے اور کہیں گے ان کو طرح طرح کے عذاب کرو۔ اور دوزخ میں ڈالو کہ گنہگار اور بدافعال ہیں۔ مالک ان کی پیشانی میں نور ایمان دیکھے گا۔ ان کی تعظیم کرے گا اور یہ کہے گا کہ یہ لائق عذاب نہیں ہیں زبانیہ فرشتے جو عذاب دینے پر مقرر ہیں کہیں گے کس واسطے ان کو دوزخ کے کنوئیں میں نہیں ڈالتا۔ اور عذاب نہیں کرتا۔ خداتعالیٰ نے جو کچھ تجھے فرمایا ہے اس پر عمل نہیں کرتا۔ مالک کہیگا تم چپ رہو۔ میں ان کی پیشانی میں دوزخیوں کی نشانی نہیں دیکھتا ہوں اور ان کو دوزخ میں ڈالنے کا مطلب میں سمجھتا ہوں کہ خدائے غفار نے ان کو تنبیہ کے واسطے بھیجا ہے نہ عذاب اور تکلیف دینے کے واسطے ناگاہ خداتعالیٰ کا ایلچی آوے اے مالک مالک الملک جل و علا فرماتا ہے کہ مقصود ہمارا ان بندوں کے ساتھ دھمکانا ہے نہ عذاب دینا اور غرض ان کو ہمارے عذاب سے ڈرانا لیکن جلانا نہیں۔ کہ دوستوں کے درمیان آزار ہے نہ کہ بیزاری۔ ——————

یوسف قیدی تھا۔ اور زلیخا کے نزدیک قیدی نہ تھا۔ زلیخا یوسف علیہ السلام کے پاس کھانا اور پانی اور لباس سب کچھ بھیجتی تھی۔ اسی طرح مومن بندہ دنیا میں حقیر ہے اور اللہ کے نزدیک بزرگ ہے۔

نکتہ: قیدخانہ کے داروغہ کو زلیخا نے کہلا بھیجا کہ یوسف کو اس قدر مار کر اسے درد پہنچے کسی نے یہ حال زلیخا سے پوچھا تو زلیخا نے جواب دیا کہ اُسکی آواز سننے کی مشتاق ہوں آواز سننے کی کوئی تدبیر نہیں جب وہ پٹے گا تو چیخے گا تو میں اس کی آواز سُن لوں گی۔ اسی طرح خدا دنیا کے قیدخانے میں بندے کو طرح طرح کی مصیبت پہنچاتا ہے تاکہ وہ دُعا اور عاجزی اور زاری کرے تاکہ خدا اسے سُنے۔ بعض عالم کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنے تئیں دیکھا تو انھیں تکبر ہوا۔ اس تکبر ہی کے سبب حضرت یوسف علیہ السلام قید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حُسن و جمال کی آفت تکبر ہے اور حسب نسب کی آفت سرکشی ہے اور سخاوت کی آفت فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کی آفت شیخی مارنا ہے۔ اور عبادت کی آفت سُستی ہے اور دین کی آفت ہوا اور خواہش نفسانی ہے۔ حضرت جبرئیل آئے اور اپنا تھوک حضرت یوسف علیہ السلام کے مونہہ میں ڈال دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اُسی وقت خواب کی تعبیر کے عالم ہو گئے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس دو جوان آئے۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شراب گناہ کو جمع کرنے والی ہے۔ شراب سب گناہوں کی جڑ ہے اور دوسرے نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے ان میں سے کھا رہے ہیں۔ ہمیں خواب کی تعبیر بتایئے۔ ہم تجھے احسان کرنے والا جانتے ہیں۔ حضرت یوسف کا احسان یہ تھا کہ قیدیوں میں سے

محتاج کو دیتے تھے اور بیمار کی عیادت کرتے تھے اور پیلے سے کو پانی پلاتے تھے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

فصل شرابوں کے بیان میں

شراب کی بہت قسمیں ہیں۔ شراب قدرت۔ شراب عبرت۔ شراب رحمت۔ شراب عذاب۔ شراب ثواب۔ شراب قربت۔ شراب قدرت کا بیان اللہ کے اس قول میں ہے اور زمین کے ٹکڑے پاس ہیں۔ زمین کے سب ٹکڑوں پر ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ اور ہم بعض ٹکڑوں کا پھل بعض ٹکڑوں سے زیادہ کر دیتے ہیں۔ کوئی پھل سرخ ہوتا ہے، کوئی سبز کوئی سیاہ کوئی ترش، کوئی نرم کوئی سخت۔ جو لوگ علم طبیعی کے قائل ہیں۔ یہ ان کا رد ہے۔ اگر طبیعی والوں کا مذہب صحیح ہوتا تو سب پھل ایک رنگ اور ایک ہی طرح کے ہوتے۔ جس طرح پانی کی ایک ہی طبیعت ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ پھل طبیعت سے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کے لئے خالق ہے۔ اور شراب عبرت کا بیان اللہ کے اس قول میں ہے۔ قولہ تعالیٰ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا اور تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت ہے۔ ہم تمہیں ان کے پیٹ میں سے خالص دودھ لید اور خون کے درمیان میں سے پلاتے ہیں۔" شراب رحمت مینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بھیجتا ہے خوشخبری دینے کے لئے ہوائیں مینہ سے پہلے اور شراب ثواب جنتیوں کی شراب ہے۔ اُس کا مزا ابتدا میں کافور کا سا ہے اور بیچ میں سونٹھ کا سا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کان مزاجها کافورا" اور جنت میں شراب پلائی جائیگی کہ جس میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی۔ اور اس کا مزا آخر میں مشک کا سا ہوگا۔ اور شراب عذاب دوزخیوں

کی شراب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وسقوا ماءً حمیمًا وان یستغیثوا یغاثوا بماءٍ کالمھل" وہ دوزخیوں کو گرم پانی پلایا جائے گا" اور اگر فریاد کریں گے تو پگھلا ہوا تانبا پلایا جائے گا" اور شراب قربت نبیوں اور ولیوں کی شراب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وسقاھم ربھم شرابا طھورا۔ ان کے رب نے انھیں پاکیزہ شراب پلائی۔ بادشاہ کو غلام شراب پلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پلائیگا یہ اپنے بادشاہ کو شراب اور زمین کو حضرت میکائیل علیہ کا پانی پلاتے ہیں۔ زمین کے سب ٹکڑوں کو ایک ہی پانی پلایا جاتا ہے اور مخلوق کے فرشتے فرات کا پانی پلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" پلایا ہم نے تمہیں میٹھا پانی" اور اس کے یہ معنی ہیں کہ فرشتے جنت میں سے نہر فرات میں پانی ڈالتے ہیں۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حضرت شعیب کی دونوں بیٹیوں کی بکریوں کو حضرت موسےٰ نے ان کے سبب سے پانی پلایا۔ اور ابرار یعنی نیکوں کو خود اللہ نے بے کسی کے واسطے کے اپنے ہاتھ سے شراب پلائی۔ وسقاھم ربھم شرابا طھورا " پلائی ان کو ان کے رب نے پاکیزہ شراب"

مضمون اشعار: تو نے مجھے ایک پیالہ پلایا اور بیہوش کر دیا۔ تیرے پلانے سے بیہوشی ہے نہ شراب سے۔ تو نے عشق کے دریا کی تہ میں مجھے ڈال دیا۔ تو نے مجھے ایسے بھنور میں ڈبویا کہ سانس رکتے ہیں۔ مجھے اس شخص کے قول سے تعجب ہے کہ کہتا ہے میں نے اپنے رب کو یاد کیا۔ کیا میں بھول گیا تھا۔ کہ پھر بھولے ہوئے کو یاد کروں۔ محبت کے جام پر جام میں نے پیئے نہ شراب ہی ختم ہوئی اور نہ میں ہی سیر ہوا۔ جب تجھے یاد کرتا ہوں تو مر جاتا ہوں اور پھر زندہ ہو جاتا ہوں۔ اگر تیرا ذکر نہ ہوتا۔ تو میں نہ جیتا۔ آرزوں سے میں جیتا ہوں اور شوق کے سبب سے مرتا ہوں۔ پس تیرے سبب کب تک میں جیوں گا اور کب تک مروں گا"

ساقی یعنی شراب پلانے والے نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ بادشاہ نے مجھے

بلایا۔ اور سرے مکان میں مجھے بھیج دیا۔ جس وقت کہ میں مکان میں پھر رہا تھا۔ مجھے انگور کے تین خوشے ملے۔ میں نے ان کو نچوڑا۔ اور بادشاہ کے پلانے کے لئے اُن کا پانی پیالے میں بھرا اور دوسرے نے یہ جھوٹا خواب بیان کیا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ بادشاہ نے مجھے نکال دیا اور ایک طباق دیا کہ جس کے اوپر روٹیاں ہیں۔ میں نے طباق اپنے سر پر رکھ لیا۔ پرندے اُڑ اُڑ کر کے آتے تھے۔ اور اس میں سے کھاتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا اے ساقی تین دن کے بعد تو قید خانے سے چھوٹ جائے گا اور بادشاہ کو شراب پلائے گا اور اے نان بائی تو کل قید خانے سے نکلے گا۔ اور تجھے سولی دی جائے گی۔ وہ چیخنے لگا اور کہنے لگا میں نے تو جھوٹا خواب بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو شخص جھوٹا خواب بیان کرتا ہے۔ اللہ اُسے عذاب کرتا ہے۔" صبح ہوتے ہی نانبائی قید خانے سے نکالا گیا۔ اور قید خانے کے سامنے اُسے سُولی دی گئی۔ اور پرندے اُڑ اُڑ کے آتے تھے اور اُسے نوچ کے کھاتے تھے قید خانے کے داروغہ نے کہا اے یوسف مجھے تجھ سے محبت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ تجھے خدا کی قسم تو مجھ سے محبت نہ کر۔ خدا کی قسم مجھ سے جس نے محبت کی مجھے اس کی محبت سے مصیبت پہنچی ہے۔ میرے باپ نے مجھ سے محبت کی تو مجھے کیا کیا مصیبت پہنچی۔ زلیخا نے مجھ سے محبت کی تو میں قید ہوا۔ اگر تو مجھ سے کریگا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں اور مصیبت نہ آ جائے۔ ضحاک نے انا نراک من المحسنین کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یوسف علیہ السلام کا احسان یہ تھا کہ قیدیوں میں سے جب کسی کو کچھ حاجت ہوتی تھی تو اُسے کچھ دیدیتے تھے اگر کسی کی جگہ تنگ ہوتی تھی تو کشادہ کر دیتے تھے۔

دونوں نے اپنے خوابوں کی تعبیر سُن کر کہا تعبیر کے سچے ہونے کی کیا نشانی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا جو تمہیں ہر روز آتا ہے اُس کے آنے سے پہلے میں تمہیں اُس کا حال بتا دوں گا۔ کہ کتنا ہو گا۔ اور یہ بھی بتا دوں گا کہ کس رنگ کا ہو گا۔

جب کھانا آیا تو اسی رنگ کا تھا اور اتنا ہی تھا۔ ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا یہ علم تجھے کس نے سکھایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا یہ علم مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ـــــ قید خانے کے دونو رفیقو۔ بہت سے خدا بہتر ہیں یا ایک۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت سے ساقی اور نان بائی اور جو لوگ قید خانے میں تھے۔ سب ایمان لے آئے۔ ایمان لانے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن سے کہا تم لوگوں کو کیا پسند ہے۔ میرے ساتھ قید خانے میں رہنا یا قید خانے سے چھوٹ جانا۔ اور وہ ایک ہزار اور چار سو آدمی تھے۔ اُن میں سے ہزار نے کہا۔ ہم کو قید خانے سے چھوٹنا پسند ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن سے کہا تو تم قید خانے سے نکل جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم کیوں کر نکلیں۔ ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ اور گلے میں طوق۔ اور اگر بالفرض ہم نکل بھی جائیں تو وہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ اور ہم اسی شہر کے رہنے والے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تمہاری صورتیں بدل دے۔ تاکہ وہ تمہیں نہ پہچانیں اور ان کی بیڑیوں اور طوقوں کی طرف حضرت یوسف نے اشارہ کیا۔ اُسی وقت اُن کے ہاتھ پاؤں میں سے مٹی کی طرح گر پڑیں۔ پس وہ لوگ قید خانے سے نکل گئے۔ اور صورت کے بدل جانے کے سبب سے کسی نے اُنھیں نہ پہچانا جو سیاہ تھا وہ سپید ہو گیا اور جو سپید تھا وہ سیاہ ہو گیا اور جو سرخ تھا وہ زرد ہو گیا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے گھر آیا اور حضرت یوسف نے جو اُن کے ساتھ کیا اُس کی خبر اپنے گھر والوں کو آ کے دی۔ باقی لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ قید خانے میں رہیں گے۔ آپ کے ساتھ قید خانے میں رہنا قید خانے سے چھوٹنے سے بہتر ہے۔

نکتہ: حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جو لوگ حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان لائے ان کا رنگ بدل گیا۔ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے جن لوگوں نے توبہ کی اُن کے گناہ نیکیوں سے نہیں بدل جائیں گے۔

ان دونوں میں سے جس کو گمان کیا کہ یہ رہائی پانے والا ہے۔ اُس سے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اپنے بادشاہ سے میرا بھی ذکر کر دینا پس شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خدا کا یاد کرنا بھلا دیا اس سبب سے سات برس قید میں اور رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا کہ بادشاہ کو خبر دے کہ میں مظلوم ہوں اور بیگناہ قید ہوں۔ ساقی نے کہا میں ضرور خبر دوں گا۔ اُسی وقت جبرئیل نے آ کے کہا اے یوسف قتل سے تجھے کس نے بچایا۔ حضرت یوسف نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ جبرئیل نے کہا کنوئیں سے کس نے نکالا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے جبرئیل نے کہا زنا سے کس نے بچایا کہا اللہ تعالیٰ نے۔ جبرئیل نے کہا پھر تُو نے مخلوق پر کیوں بھروسہ کیا۔ اور اپنا حال اُس سے کیوں ذکر کیا اور خدا کو تو نے کیوں چھوڑ دیا۔ حضرت یوسف نے کہا، اے خدا یہ مجھ سے بڑی خطا ہوئی۔ جبرئیل نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ تم قید خانے میں سات برس رہو گے اور اللہ تعالیٰ نے ساقی کو بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا بھلا دیا۔

اور قید خانے میں ایک چھوٹا سا روزن تھا اس میں سے حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کو اس طرح دیکھتے تھے کہ وہ سب لوگ انھیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اتفاقاً ملک شام سے ایک قافلہ آیا اور اس قافلہ کے ساتھ ایک شخص تھا اور اس شخص کے ساتھ کنعان کی طرف کی ایک اونٹنی تھی۔ اور اس اونٹنی پر شمزول نام ایک اعرابی سوار تھا۔ جب وہ اونٹنی اُس روزن کے قریب پہنچی تو اس اونٹنی نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور یوسف علیہ السلام نے اس اونٹنی کو روزن کے نیچے دیکھا۔ اونٹنی نے فصیح زبان سے پکارا۔ اے یوسف تیرے باپ کا جسم تیرے اشتیاق میں دُبلا ہو گیا۔ اور میں تیرے ہی وطن کی ہوں اور حضرت یوسف اونٹنی کے کلام سے رونے لگے۔ اور اونٹنی کا کلام حضرت یوسف کے سوائے اور کسی نے نہیں سنا۔ اور اونٹنی والا اونٹنی کے پیچھے عصا لئے مارنے کے ارادے سے دوڑا چلا آتا تھا جب اونٹنی کے قریب پہنچا تو زمین نے پنڈلی تک اُسے دھنسا لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور اعرابی کے درمیان دیوار کا پردہ تھا۔ کہ اعرابی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں دیکھتا تھا اور

حضرت یوسف اعرابی کو دیکھتے تھے۔ اعرابی نے اُسی وقت ہاتھ میں سے عصا پھینکدیا۔ اور اُسی وقت زمین نے اُسے چھوڑ دیا۔ اعرابی وہاں سے چلا اور روزن کے قریب آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اعرابی سے کہا تجھے اُس خدا کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا ہے کیا تو کنعان کے اُس بلند درخت کو جانتا ہے کہ جس کی بارہ ٹہنیاں تھیں۔ اور اُن میں سے ایک ٹہنی کٹ گئی۔ اور درخت اُس ٹہنی کے لئے روتا ہے، اور وہ ٹہنی سب ٹہنیوں سے اچھی تھی۔ اعرابی رو دیا اور کہا ہاں میں اُس درخت کو جانتا ہوں یہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی حالت ہے پھر حضرت یوسف اور اعرابی دونوں رونے لگے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تو کس کام کے لئے آیا ہے کہا سوداگری کے لئے۔ حضرت یوسف نے کہا کتنا نفع چاہتا ہے۔ کہا ایک دو دینار۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سرخ یاقوت کا کنگن اس کے پاس پھینک دیا۔ اور کہا اسے لے لے یہ بیس ہزار دینار کا ہے۔ اس شرط سے کہ تو میرا پیام اُس درخت کے پاس پہنچا دے اور تجھے خدا اُس کا اجر اور ثواب دیگا جب تو کنعان پہنچ جائے تو رات ہونے تک صبر کر۔ جب رات ہو جائے تو اُس غمگین کے گھر جا اور اس سے کہہ کہ ایک مسافر غلام مصر کے قید خانے میں ہے۔ اُس نے تجھے سلام کہا ہے۔ اعرابی نے حضرت یوسف سے کہا آپ کا نام کیا ہے۔ کہا مَیں نام نہیں بتاتا۔

مضمون شعر: "جو میری حالت ہے اگر سنگریزے کی ہوتی تو اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ اگر ہوا کی وہ حالت ہوتی تو کبھی نہیں چلتی۔"

اعرابی اونٹنی پر سوار ہوا اور خوش خوش واپس آیا یہاں تک کہ کنعان آ پہنچا۔ جب رات ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر آ کے آواز دی اے آل ابراہیم۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن دینہ نے جواب دیا اور کہا ہاں تو اُس سے کیا چاہتا ہے اعرابی نے کہا مَیں ان کے پاس پیام لے کر آیا ہوں۔ پھر اُن کی بہن کھڑی ہوئی اور کہا تو اُس سے کیا چاہتا ہے وہ رات دن غمگین ہے کسی سے بات نہیں کرتا اور کبھی نہیں ہنستا۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ دکھا کر پچھلی مت آگئیں یہی آئی کہ ضرور ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں۔ اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ان میں ایک کہ میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں۔ اور دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر بتائیے۔ بے شک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں۔

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دونگا۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا دین اختیار کیا۔ ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے میرے قید خانہ کے دونو ساتھیو کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝

اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیلخانہ میں رہا۔

اعرابی نے کہا میں اس کے پاس عزیز کے غلام کا پیام لے کے آیا ہوں جب یہ سُنا تو یوسف کی بہن نے پکارا اے باپ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے سلام پھیر دیا اور کہا کیا ہے؟ یوسف کی بہن نے کہا اے باپ تیرے پاس کسی مسافر کا پیامبر آیا ہے یہ سُن کر حضرت یعقوب اُٹھے ہوئے اور گر پڑے پھر دوبارہ کھڑے ہوئے۔ اور بیٹی نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ باہر نکل آئے اور کہا اے پیامبر تو کون ہے۔ مجھے تجھ میں سے اچھی خوشبو آتی ہے، کہا میں ایک مسافر غمگین غلام کا قاصد ہوں کہ اس کا حال ایسا اور ایسا ہے۔ حضرت یعقوب نے کہا تو نے اس کی صورت دیکھی ہے۔ کہا نہیں۔ بلکہ اس نے دیوار کے پیچھے ہی سے کہا کہ میرا پیام فلاں شخص کے پاس پہنچا دے۔ یہ سُن کر حضرت یعقوب رونے لگے اور کہا۔ اس نے تجھے اپنا نام بھی بتایا ہے۔ اعرابی نے کہا نہیں۔ حضرت یعقوب نے کہا۔ جو کچھ تجھے ضرورت ہے مجھ سے کہہ۔ اعرابی نے کہا مجھے دنیا کی کچھ ضرورت نہیں، اس غلام نے دولتمند کر دیا۔ حضرت یعقوب نے کہا۔ اللہ تیرے اوپر موت کی سختیوں کو آسان کرے۔

جب سات برس پورے ہو گئے تو حضرت یوسف نے سجدہ کیا اور سجدے میں یہ کہا۔ "اے خدا مجھے قید خانے سے چھڑا" حضرت یوسف تو یہ دعا مانگ رہے تھے اور بادشاہ خواب دیکھ رہا تھا۔ بادشاہ گھبرا کے جاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اپنے ہمنشینوں اور

حکیموں سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا تھا اور میں اسے بھول گیا۔ مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔ سب نے کہا اے بادشاہ ہم غیب نہیں جانتے۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر نہیں بتاؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ انھوں نے کہا یہ پریشان خواب ہیں اور پریشان خوابوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے۔ اور دونوں قیدیوں میں سے جس نے نجات پائی تھی۔ اُس نے کہا۔ اور اُسے مدت کے بعد یاد آیا۔ میں اس کی تمہیں تعبیر بتا دونگا۔ تم مجھے یوسف کے پاس بھیجدو۔

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْھُمَا وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِہٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝

اور بولا وہ جو ان دونوں میں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اُسے یاد آیا۔ میں تمھیں اسکی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو۔ اے یوسف اے صدیق ہمیں تعبیر دیجئے سات فربہ گایوں کی جنھیں سات دُبلی کھاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی شائد میں لوگوں کی طرف لوٹ جاؤں، شائد وہ آگاہ ہوں۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْہُ فِیْ سُنْۢبُلِہٖٓ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْکُلُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْکُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَھُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ عَامٌ

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو، مگر تھوڑا جتنا کھا لو۔ پھر اس کے بعد سات کرّے برس آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے اُن کے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا جو بچا لو۔ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں

فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْہِ یَعْصِرُوْنَ

لوگوں کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

• اور دونوں قیدیوں میں سے جس نے نجات پائی تھی۔ اُس نے کہا۔ اور اُسے مدّت کے بعد یاد آیا۔ میں اس کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا۔ تم مجھے یوسف کے پاس بھیج دو۔ " اے یوسف اے بڑے سچے اس خواب کی تعبیر بتا کہ "سات دُبلے بیل سات موٹے بیلوں کو کھا جاتے ہیں۔ اور سات سبز بالیں ہیں اور سات خشک وہ انھیں لپٹ گئیں ہیں اور اُن کو بھی خشک کر دیا ہے" تاکہ میں جواب باصواب کے ساتھ لوگوں کے پاس جاؤں اور وہ تیری فضیلت اور مرتبہ جانیں۔" حضرت یوسف نے کہا "محنت سے سات برس کھیتی کرو۔ اور جو غلّہ کاٹو اُسے صاف نہ کرو۔ بلکہ بالوں ہی میں رہنے دو۔ مگر تھوڑا سا صاف کر لو کہ جسے تم کھاؤ۔ پھر اُس کے بعد سات برس سخت آئیں گے۔ جو کچھ کہ تم نے پہلے سے ان کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ وہ سب کو کھا جائیں گے مگر تھوڑا سا کہ جسے تم بچا لو۔ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا کہ اس میں خوب مینھ برسے گا اور غلہ اور پھل اور دودھ خوب ہو گا۔"

وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَہُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ مَا بَالُ النِّسْوَۃِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِہٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ

اور بادشاہ بولا کہ اُنھیں میرے پاس لے آؤ۔ تو جب اس کے پاس ایلچی آیا۔ کہا اپنے (رب) (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا پھر اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے، بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا جی لبھانا چاہا۔ بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے ان

اَلْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○	کوئی بدی نہ پائی، عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات کھل گئی میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تھا اور وہ بے شک سچے ہیں،
ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ○	یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے ان کی خیانت نہ کی اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔
وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○	اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے
وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ○	اور بادشاہ بولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انھیں خاص اپنے لئے چن لوں پھر جب اس سے بات کی کہا بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں۔
قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ○	یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے۔ بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں ۔

● بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لاؤ۔ جب ایلچی یوسف کے پاس آیا تو یوسف نے کہا اپنے بادشاہ کے پاس جا اور اُس سے پوچھ جن عورتوں نے ہاتھ کاٹے تھے۔ ان کا کیا حال ہے۔ اللہ اُن کا مکر جانتا ہے۔ بادشاہ نے عورتوں سے کہا جس وقت کہ تم نے یوسف کو پھسلایا تھا۔ اس وقت تمہارا کیا حال تھا۔ سب عورتوں نے کہا اللہ پاک ہے ہم یوسف کی کوئی بُرائی نہیں جانتے۔ عزیز کی بی بی نے کہا اب حق ظاہر ہو گیا۔ یوسف کو میں نے ہی پھسلایا تھا اور وہ سچا ہے۔

یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے یہ درخواست اس سبب سے کی کہ بادشاہ جان لے کہ میں نے اُس کے پیچھے خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والوں کا مکر چلنے نہیں دیتا۔

اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بے شک نفس بُری بات کا حکم کرتا ہے مگر جس پر خدا مہربانی کرے۔ تحقیق خدا بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اور بادشاہ نے کہا اس وقت ساقی منہ کے بل بے ہوش کر گر پڑا اور رونے لگا۔ بادشاہ نے کہا کیوں روتا ہے۔ یہی معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے یعنی ایک مدت کے بعد ساقی کو یاد آیا۔ ساقی نے کہا اے بادشاہ اس خواب کو اس خواب کی تعبیر کو عبرانی لڑکے کے سوائے جو قید خانے میں ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ بادشاہ کا چہرہ بھی یہ سُن کر بدل گیا۔ اور بادشاہ نے کہا برسوں سے وہ عبرانی غلام مجھے یاد نہیں آیا۔ اس وقت کے سوائے کبھی میرے دل میں اس کا خیال نہیں آیا۔ ساقی نے کہا اے بادشاہ میرا ابھی یہی حال ہے۔ بادشاہ نے ساقی سے کہا تو کس طرح جانتا ہے کہ وہ خواب کی تعبیر جانتا ہے۔ ساقی نے اپنا قصہ اور نانبائی کا قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے ساقی سے کہا جا اور اُس سے تعبیر پوچھ۔ ساقی نے کہا مجھے اُس سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ حال یہ ہے بادشاہ نے ساقی سے کہا اُس کے پاس جانا چاہیئے۔ تاکہ وہ یہ جان لے کہ بھلائی اور برائی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ وہ تجھے اس باب میں ملامت نہیں کرنے کا۔ ساقی شرم کے سبب سے مُنہ کے اوپر آستین رکھے ہوئے یوسف کے پاس آیا اور خواب کا ذکر کیا۔ یوسف نے ساقی سے کہا مُنہ سے آستین اٹھا۔ شیطان نے تجھے بُھلا دیا تھا۔ ساقی نے اسی وقت سجدہ کیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام اس سے راضی ہو گئے۔ حضرت یوسف نے کہا تو نے سجدہ کسے کیا۔ ساقی نے کہا اس کو کہ جس نے تجھے مجھ سے راضی کر دیا۔ میں تیری سلطنت اور بادشاہت سے ڈرتا ہوں۔ حضرت یوسف نے فرمایا میرے لئے سلطنت اور بادشاہت کہاں ہے۔ ساقی نے کہا مجھے یقین ہے کہ تو بادشاہ ہو گا۔ پھر یوسف سے بادشاہ

کا قصہ بیان کیا۔ حضرت یوسف نے کہا جو بادشاہ نے خواب دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ پھر بادشاہ کا پورا خواب بیان کر دیا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات دُبلے بیل سات موٹے بیلوں کو کھاتے ہیں اور سات بالیں سبز ہیں۔ اور سات خشک اور وہ اُن سبز بالوں کو لپٹ گئیں ہیں۔ اور خشک کر دیا ہے۔"

ساقی بادشاہ کے پاس آیا اور خبر دی بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا۔ یوسف نے یہ خواب اس طرح ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا۔ کہ گویا۔ یہ خواب اُسی نے دیکھا تھا۔ اور بادشاہ نے اپنے ہمنشینوں سے کہا۔ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اُسے اپنے لئے خاص کروں۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ مصر طرح طرح کی زینت سے آراستہ ہو۔ اُسی وقت قسم قسم کی دیبا سے آراستہ ہوا اور دیواروں پر پردے لٹکائے گئے اور یوسف کے پاس انگیٹھیاں لئے لونڈیاں بھیجی گئیں کہ جن کے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ اُن انگیٹھیوں میں طرح طرح کی خوشبوئیں تھیں۔ اور اپنا لشکر یوسف علیہ السلام کے استقبال کے لئے بھیجا اور مصر اور قید خانے میں چار فرسنگ کا فاصلہ تھا۔ اور یوسف کو ایک خلعت بھیجا۔ حضرت یوسف نے فرمایا۔ اگر قید خانے میں ایک قیدی بھی رہے گا تو میں قید خانے سے نہیں نکلوں گا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب قیدیوں کو چھوڑ دو۔

نکتہ: "اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک کہ ان کی اُمت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا جنت میں نہیں جائیں گے۔"

پھر حضرت یوسف سوار ہوئے۔ جب بادشاہ کے پاس آئے تو بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سینے سے لگایا اور اپنے تخت پر بٹھایا۔ جب بادشاہ نے حضرت یوسف سے باتیں کیں تو کہا تُو آج ہمارے نزدیک مرتبے والا اور امانت دار ہے۔ پھر بادشاہ نے حضرت یوسف سے کہا مجھے حکم کر آج جو حکم تو مجھے کرے گا میں

اُس پر چلوں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا مجھے اپنے ملک کے کل خزانوں پر مقرر کر دے۔ میں نگہبان اور دانا ہوں۔ حضرت یوسف نے کنعان کو واپس آنا نہ چاہا۔ اور بادشاہ سے یہ نہ کہا کہ مجھے آزاد کر دے۔ کیونکہ حضرت یوسف نے ملک مصر اور عزت اور شوکت دیکھی اور کنعان کا بھی لباس اور کھانا دیکھا تھا۔ پس حضرت یوسف نے کنعان واپس جانا نہ چاہا۔ اسی طرح مومن بھی جانکنی کے وقت جب تعظیم اور تکریم دیکھے گا۔ تو دنیا کی طرف واپس آنا نہ چاہے گا۔ اور کافر اور گنہگار کہے گا۔ اے رب مجھے دُنیا میں واپس بھیج دے جو کچھ چھوڑ آیا ہوں شاید میں اس میں نیک کام کروں۔

نکتہ: بادشاہ مصر نے جب حضرت یوسف کو قید خانے سے نکالا تو اُن کا طرح طرح کا اکرام اور تعظیم کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مومن بندے کو دُنیا سے کہ مومن کا قید خانہ ہے نکالے گا۔ اور جب مومن کو دُنیا کے قید خانے سے نکالے گا۔ تو اُس کا طرح طرح کا اکرام اور طرح طرح کی تعظیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جن لوگوں کی کہ فرشتے پاکیزگی کی حالت میں جان نکالتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لَا نُضِيعُ أَجْرًا الْمُحْسِنِينَ "اور نیکی کرنیوالوں کا ثواب ہم ضائع نہیں کرتے۔" ایک روایت میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی کھانا تنہا نہیں کھایا۔ اور حضرت یوسف مہمان کو دوست رکھتے تھے۔ اس سبب سے اللہ نے انھیں محسن یعنی نیکی کرنیوالا کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس مومن کے ہاں مہمان آتا ہے۔ اور وہ اس مہمان کا چہرہ دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے تو اُس کی آنکھیں دوزخ پر حرام ہو جاتی ہیں۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام …انا کھانا چاہتے تھے تو ایک ایک دو میل مہمان کی تلاش میں جاتے تھے۔ تاکہ کے ساتھ کھانا کھائیں۔ اور جو مہمان کا اکرام اور تعظیم نہیں کرتا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے نہیں ہے اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں سے جس نے خدا کی رضا جوئی کے لئے مہمان کو کھانا کھلایا۔ وہ سب گناہوں سے پاک ہو گیا

اور ایسا ہو گیا جیسا اُسے اُس کی ماں نے جنا تھا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ہاں مہمان آیا اور میرے پاس پانی اور خشک روٹی کے سوائے اور کچھ نہ تھا۔ مَیں نے وہی اس کے سامنے رکھ دیا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی فضیلت پوچھی آپ نے مجھ سے فرمایا اگر ساتوں آسمانوں کے فرشتے اکٹھے ہو جائیں تو وہ اس سے زیادہ نہیں رکھ سکتے۔ جو خدا کے دوستوں میں سے ہونا چاہتا ہے وہ اپنے مہمان کے ساتھ کھانا کھائے۔ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ اس کا کیا ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا ثواب اس شخص کے برابر ہے کہ جس نے عمر بھر روزے رکھے اور بیتُ اللہ کا حج کیا اور عُمرہ کیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا پس اُس کے لئے جنّت ہے جو مہمان کے پاؤں کی آواز سُن کر خوش ہوا ہزار شہید کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے پھر جب اُسے کھانا کھلایا تو ہر لقمے کے بدلے اللہ ایک نیکی لکھتا ہے اور وہ دُنیا سے نہیں نکلتا یہاں تک کہ جنّت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ کسی نے حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو سب سے زیادہ کس چیز سے مُحبت ہے فرمایا مہمان کے کھانا کھلانے اور تلوار مارنے اور گرمی میں روزہ رکھنے سے۔ اور عاصم بن حمزہ نے کہا میں علی بن ابی طالب کے پاس آیا اور انھیں دیکھا۔ میں نے ان سے کہا میں غمگین دیکھتا ہوں۔ فرمایا سات دن میرے ہاں مہمان نہیں آیا۔ اس سے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ مجھے اہانت میں نہ ڈالے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۚ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○

اور یوں ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے، ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچائیں۔ اور ہم نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتے۔

ف اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو اس زمین میں قدرت دی۔ قیام کرلے اُس میں

جہاں چاہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام تختِ سلطنت پر بیٹھے اور تمام ملک کے بادشاہ ہوئے تو زلیخا حضرت یوسف سے ڈر کے بھاگ گئی۔ اور جو کچھ کہ حضرت یوسف کے ساتھ کیا تھا اسے یاد کیا اور حضرت یوسف زلیخا کو بھول گئے اور زلیخا اندھی اور محتاج ہو گئی اور ایک بڑھیا کے گھر میں پچیس برس تک رہی جو کچھ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دُنیا میں دیا۔ یعنی ملک مصر کی بادشاہت آخرت کا اجر اس سے بہتر ہے مومنوں اور متقیوں کے لئے یعنی متقیوں کے لئے دُنیا اور ملک مصر سے جنّت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ نے متقیوں سے جنّت کا وعدہ کیا ہے۔ فرمایا ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ۔ یعنی صفت اس جنّت کی کہ جس کا متقیوں سے وعدہ ہے۔

متقیوں کی بہت سی نشانیاں ہیں بعض عالم کہتے ہیں۔ متقی وہ ہے کہ اپنے نفس کو ہر ایک خواہش سے بچائے اور دل کو ہر ایک غفلت سے اور حلق کو ہر ایک لذت سے اور اعضا کو ہر ایک گناہ سے اور باطن کو ہر ایک آفت سے۔ جب یہ حال ہو تو آسمان کے خالق تک پہنچنے کی امید ہے اور بعض کہتے ہیں۔ متقی وہ ہے کہ ظاہر اور باطن خدا سے ڈرے اور دوزخ کے خوف سے غم میں زندگی بسر کرے۔ اور بعض کہتے ہیں متقی وہ ہے کہ نیکی کو اس طرح چھپائے جس طرح لوگ بدی کو چھپاتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے۔ "رحمت کی مثال چراغ کی سی ہے۔ ایک چراغ سے سینکڑوں چراغ روشن ہو جاتے ہیں" اسی طرح رحمت سب اطاعت کرنے والوں اور سب گناہ کرنے والوں کو پہنچتی ہے اور حدیث میں آیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پرندہ مسجد کی دیوار پر آکے بیٹھا۔ اور اس کی چونچ میں رائی کے دانے کے برابر مٹی تھی۔ وہ پرندہ چیخنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے چیخنے سے ہنسنے لگے۔ لوگوں نے صورتِ حال دریافت کی۔ آپ نے فرمایا یہ پرندہ کہتا ہے کہ جس طرح میں بحر قلزم کو اس مٹی سے مکدر اور گدلا نہیں کر سکتا اسی طرح آپ کی اُمّت کے گناہ اللہ کی رحمت کو متغیر نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ کی رحمت سمندر

سے بہت بڑی ہے اور اللہ کے نزدیک گناہ اس مٹی سے بہت کم ہیں۔" اور اللہ کی صفت رحمت ہے اور بندے کی صفت گناہگاری اور گناہ کرنا۔ اجر دو ہیں۔ دُنیا کا اجر اور آخرت کا اجر۔ دُنیا کے اجر کی بقا فنا کے ساتھ ہے اور دُنیا کے اجر کی وفا مشقت کے ساتھ ہے۔ اور دنیا کا اجر مشقت سے ملتا ہے اور آخرت کے اجر کی وفا بلا مشقت ہے اور آخرت کا اجر بلا انکار ملتا ہے۔ دنیا کا اجر سختی کے ساتھ ہے۔ اور آخرت کا اجر بہتر ہے۔ جنت میں چار باغ ہیں اور مکان چار ہیں۔ اور شرابیں چار ہیں اور خلعت چار لیکن ان چار باغوں میں سے ایک باغ عدن۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔" عدن کے باغ یعنی ہمیشگی کے باغ کہ جن میں مومن داخل ہوں گے۔" اور دوسرا باغ فردوس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" فردوس کے باغ کہ جن میں ہمیشہ رہیں گے۔" اور تیسرا باغ ماویٰ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" یعنی اُن کے ٹھہرنے کے لئے باغ ہیں" اور چوتھا باغ نعیم فرمایا اللہ نے "یعنی ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں۔" اور ان چار مکانوں میں سے ایک دار الخلد ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی ان کے لئے جنت میں دار الخلد یعنی ہمیشگی کا مکان ہے اور دوسرا دار السلام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی" اللہ بلاتا ہے دار السلام یعنی سلامتی کے گھر کی طرف۔" اور تیسرا دار المقام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "حمد و ثنا اس خدا کے لئے جس نے ہمارا غم دور کر دیا۔" ہمارا رب بخشنے والا اور شکر قبول کرنے والا ہے۔ ہمارا رب وہ ہے کہ جس نے اپنے فضل سے اقامت کے مکان میں ہمیں اُتارا۔ اور چوتھا دار الحیوان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" آخرت کا گھر البتہ زندگی کا گھر ہے۔" اور شرابیں بھی چار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔" جنت میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بگڑتا نہیں۔" اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں۔ جس کا مزہ نہیں بدلتا۔ اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو لذت دیتی ہیں۔ اور صاف کئے ہوئے شہد کی نہریں ہیں۔" چار خلعتوں میں سے ایک خلعت عطا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے" بخشش کہ جس کی انتہا نہیں۔" اور دوسرا خلعت رضوان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" جنت میں ہمیشہ

رہیں گے۔" اور تیسرا خلعت رضوان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" اللہ کی تھوڑی سی بھی خوشنودی سب چیزوں سے بہت بڑی ہے۔" اور چوتھا خلعت لقا یعنی خلعت ملاقات۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" جس دن اللہ سے ملیں گے۔ اس دن ان کا باہم تحفہ سلام ہے۔"

جب حضرت یوسف بادشاہ ہوئے تو مصر والوں نے گمان کیا کہ ایسا بادشاہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اُن کا یہ گمان صحیح ہوا۔ اسی طرح عارف یعنی خدا کو پہچاننے والے کی جب معرفت اور پہچان ٹھیک ہو جاتی ہے تو جو خدا کے سوا ہے اُسے بھول جاتا ہے۔ شبلی رحمۃ اللہ کے اشعار کا **مضمون** "آج کے دن عشق کے سبب سے میں نماز کو بھی بھول گیا۔ مجھے صبح اور عشا کی تمیز نہیں ہے۔ اے مولا تیری یاد ہی میرا کھانا پینا ہے۔ اگر میں دیکھ لوں تو تیرا چہرہ ہی میرے مرض کی دوا ہے۔"

ایک بادشاہ کسی بزرگ کے پاس آیا اور اس سے کہا تو مجھ سے کیوں نہیں مانگتا۔ اس بزرگ نے کہا میں اپنا ذکر تو کر ہی نہیں سکتا تیرا ذکر کس طرح کروں۔ بادشاہ نے کہا" یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔" بزرگ نے کہا" جب میں اپنے مولیٰ کی یاد کرتا ہوں تو مولیٰ کی یاد میں مَیں خود اپنے تئیں اور اپنے اعضا کو بھی بھول جاتا ہوں۔"

جس زمانے میں قحط سالی نہیں تھی اس زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک آباد کرنے، اور کھیتی کرنے کا حکم دیا اور کوئی جگہ بے کھیتی نہیں چھوڑی جنگلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی کھیتی بو دی اور مکانات بنائے۔ بعضے صدقے کے لئے، اور بعضے بیچنے کے لئے۔ ہر ایک مکان کا عرض پچیس گز تھا اور طول ایک سو ساٹھ گز اور سب مکانوں میں پتھر ہی پتھر لگایا۔ انگل بھر لکڑی نہیں لگائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام غلے کو بالوں سمیت جمع کرتے تھے۔ اور اس کا بیان اللہ کے اس قول میں ہے۔ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ۔ یعنی جو کاٹو اسے بالوں ہی میں چھوڑ دو۔ مگر تھوڑا سا کھانے کے لئے بالوں سے صاف کر لو۔ پھر اس کے بعد سات برس سخت آئیں گے۔ جو کچھ تم نے اُن کے لئے

پہلے سے اکٹھا کر رکھا تھا وہ سب اس کو کھا جائیں گے۔ جب ارزانی کے برس گذر گئے
اور قحط سالی کے برس آئے تو سات برس تک نہ مینہ برسا اور نہ ہوا چلی اور نہ زمین میں
کوئی چیز اُگی۔ لوگوں نے پہلے سال میں حضرت یوسف علیہ السلام سے چاندی سونے کے بدلے
غلّہ خریدا اور دوسرے سال میں مکانات اور زمین کے بدلے اور تیسرے سال میں گھر میں
کے اسباب کے بدلے اور چوتھے سال میں زیور اور کپڑے کے بدلے اور پانچویں میں
اولاد کے بدلے اور چھٹے سال میں اپنی جانوں کے بدلے پس سب مصر والے حضرت یوسف
علیہ السلام کے غلام ہو گئے اُسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس وحی آئی اور
اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا "اے یوسف تو نے دیکھا ہے یہ سب تجھے غلام کہتے تھے۔
ہم نے ان سب کو تیرا غلام کر دیا۔ اور ساتویں سال میں غلام ہو جانے کے سبب سے
حضرت یوسف نے اپنے پاس سے کھلایا۔

نکتہ: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی طرف دیکھا تو بھائیوں نے جَو بھر
چاندی کے بدلے انھیں بیچ ڈالا۔ اور جب اپنے رب کی طرف دیکھا تو سب
مصر والے اُن کے غلام ہو گئے۔ جاننا چاہیئے بندہ جب اپنی طرف دیکھتا ہے تو حقیر
اور ذلیل ہو جاتا ہے اور جب اپنے رب کی طرف دیکھتا ہے تو دونوں جہان میں باعزت
ہو جاتا ہے۔

فصل زلیخا کے حال کے بیان میں

زلیخا محتاج اور اندھی ہو گئی تھی اور اس کا شوہر مر گیا تھا اور سخت مصیبت
میں تھی۔ اُس نے سرِ راہ ایک مکان بنا لیا تھا۔ اور اس حالت میں بھی ہمیشہ
بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر مہینے میں سوار ہوتے

تھے اور دورہ کرتے تھے۔ اور مظلوم کا ظالم سے بدلا لیتے تھے اور نیکی کا حکم کرتے
تھے اور بُری باتوں سے منع کرتے تھے اور جب سوار ہونا چاہتے تھے تو پہلے بادشاہ
کے گھوڑے کو کسواتے تھے جب وہ کسا جاتا تھا تو بولتا تھا اور اس کی آواز شہر کی
تمام اطراف میں سنائی دیتی تھی۔ گھوڑے کی آواز سن کر لشکر فی الفور سوار ہو
کے دروازے پر حاضر ہو جاتا تھا۔ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سوار ہوتے تھے
تو دو لاکھ پیچھے اور دو لاکھ آگے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سر کے اوپر ہزار
جھنڈے ہوتے تھے اور سامنے ہزار نیزہ بردار اور ہزار شمشیر زن حضرت یوسف کا
گرد جس شخص کے پاس سے ہوتا تھا۔ وہ یہی کہتا تھا کہ اس عزیز کو اللہ تعالیٰ نے
بہت بڑا ملک دیا ہے۔ اور زلیخا پشم کا جُبّہ پہنتی تھی اور جُبّے کے اوپر بیچ میں
کھجور کے پوست کی رسّی باندھتی تھی۔ اور سرِ راہ کھڑی ہو جاتی تھی اور جب حضرت
یوسف علیہ السلام آتے تھے تو اُن کو پکارتی تھی وہ اُس کی آواز نہ خود سنتے تھے اور
نہ کوئی اُن کے سامنے اس کا ذکر کرتا تھا۔ پھر اپنے بُت کے آگے عبادت کرنے
لگتی تھی۔ اور یہ کہتی تھی اے بُت کیا چیز ہے کہ جس نے تیرا نفع کم کر دیا ہے اے بُت
افسوس تجھے میرے بڑھاپے اور مصیبت اور محتاجگی پر رحم نہیں آتا۔ تو نے میرا ملک لے
کے میرے غلام یوسف کو دیدیا۔ تو نے یہ بُرا کیا۔ اور اپنی لونڈی سے کہتی تھی۔ مجھے
راہ میں ایسی جگہ کھڑا کر دے کہ یوسف کے لشکر کا غبار مجھ مسکین محبت پر پڑے۔
ایک بزرگ نے کہا کہ جنگل کے ایک آدمی نے میری دعوت کی۔ وہ خدمت کے لئے
میرے سامنے کھڑا ہوا تھا یکایک بیہوش ہو کے گر پڑا۔ اُس کی ماں نے مجھ سے کہا
آپ کھانا کھاتے جائیے اور اس کا کچھ خیال نہ کیجیے۔ میں نے اس کی ماں سے کہا اسے
کیا ہو گیا۔ اُس کی ماں نے کہا ان خیموں میں ایک عورت ہے اُس سے اسے محبت
ہے۔ وہ اپنے خیمے سے نکلی اُس نے اُس کے دامن کا غبار دیکھ لیا۔ اور بیہوش ہو کے گر

پڑا۔ میں نے کہا سُبحان اللہ۔ مخلوق کی محبت کا یہ حال ہے تو خالق کی محبت کا کیا حال ہوگا۔

مضمونِ اشعار: "تمہاری محبت کے سبب سے جو تمہاری مشابہ ہے مجھے اس سے محبت ہے یہانتک کہ مجھے سورج اور چاند سے بھی محبت ہے۔ سخت پتھر کے پاس سے جب میرا گزر ہوتا ہے تو میں اس کا بوسہ لیتا ہوں کیونکہ تیرا سخت دل اس پتھر کے مشابہ ہے"

حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کو بیت المال میں سے صدقہ دیتے تھے۔ جب ایک خزانہ خالی ہو جاتا تھا، تو دوسرا کھول لیتے تھے۔ اور جو مہمان شام کی طرف سے آتے تھے۔ اُن کا بہت اکرام و تعظیم کرتے تھے۔ اور زلیخا بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے سبب سے اہلِ شام سے محبت رکھتی تھی۔

نکتہ: زلیخا کو مخلوق سے محبت تھی۔ اور اس کی محبت مستعار تھی پھر مصیبتوں اور مشقتوں کی پرواہ نہ کی۔ اور اُس کی محبت سے منہ پھری اسیطرح بندہ اپنے خدا کی محبت سے نہیں پھرتا۔ جب اہل شام مصر سے واپس آئے تو بیت الاحزان کے نیچے اُترتے اور حضرت یوسف کی خوبیاں بیان کرتے اور ان کا شکریہ ادا کرتے اور یہ کہتے کہ اُس نے ہمارا اکرام اور تعظیم کی اور ہم پر احسان کیا اور اسے اہلِ شام سے محبت ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یہ سُن کے اپنے دِل میں کہتے یہ عارفوں اور خدا کے پہچاننے والوں کی نشانی ہے اور حضرت یعقوب کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مصر میں ان کے سوا اور دوسرا نبی نہیں ہے وہ اپنے زمانے میں اپنے سوا اور دوسرا نبی نہیں جانتے تھے۔ جب لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی خصلتوں کی تعریف کرتے تو حضرت یعقوب اپنے دِل میں کہتے کاش مجھ میں طاقت ہوتی کہ میں اُس کے پاس جاتا شاید مجھے یوسف اُس کے پاس مل جاتا۔ اور حضرت یعقوب کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ یوسف ہی ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام دُعا میں یہ کہا کرتے تھے اے خدا کہ تو اپنے وعدے کے

خلاف نہیں کرتا میں تجھ سے یہ دُعا مانگتا ہوں کہ تو یوسف کو رزق دے۔

حضرت یعقوب کی اولاد حضرت یعقوب کے پاس روتی ہوئی آئی اور یہ کہا، اے باپ اب ہماری طرف مہربانی کی نظر کر چالیس برس گذر گئے کہ تو نے ہماری طرف التفات نہیں کیا اور کبھی ہم سے اچھی طرح ایک بات نہیں کی اور کبھی ہمارے لئے دُعا نہیں کی اور کبھی تو ہم سے خوش نہیں ہوا۔ ہم نے مانا کہ ہم تیرے گنہگار ہیں۔ ہم عاجز اور محتاج ہو کے تیرے پاس آئے ہیں۔ اے باپ فاقہ کشی کی مصیبت جو اور لوگوں پر ہے ہم پر بھی ہے۔ ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کر کہ وُہ ہمیں رزق دے۔ حضرت یعقوب نے اُن سے کہا میں تمہیں ایسا شخص بتائے دیتا ہوں کہ جس کے پاس نعمت اور کرم ہے اور جس کے پاس عرب و عجم دُور دُور سے قصد کر کے آتے ہیں اور جس کی اچھی خصلتوں کی تعریف اور ثناء کرتے ہیں۔ اور جو بہت بڑا خوبصورت اور بہت خوش بیان اور بہت بڑا دیندار اور بہت بڑا شوکت اور عزت اور جلال اور دبدبے والا ہے۔ اور جس کے پاس خزانے اور مال ہیں اور جس کے اخلاق اور اوصاف نہایت عمدہ ہیں۔ حضرت یعقوب کی اولاد نے کہا آپ نے کس سے سُنا کہ اس کا یہ حال ہے اور وُہ ایسا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں نے شام کے لوگوں سے سُنا ہے جو غلّہ لاتے ہیں وہ میرے مکان کے نیچے آ کے اُترتے ہیں۔ اور اُس کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ وہ کریم اور سخی ہے اور اس سے میرا سلام کہو اولاد نے کہا اے باپ ہمارے پاس عزیز کے لائق کوئی تحفہ نہیں ہے"

نکتہ: اے لوگو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس کا قیام اللہ کے لائق ہو اے لوگو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس نے اللہ کو خالصاً سجدہ کیا ہو۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے اللہ کا حقیقتاً ذکر کیا ہو۔ تم میں سے کوئی وفادار ہے، تم میں

کوئی ایسا ہے کہ جس نے ایک دن بھی صفائی کے ساتھ زندگی بسر کی ہو۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو اللہ کے حکم اور قضا پر راضی ہو تم میں کوئی شخص ہے۔ جو اللہ کے سوائے اور کے دروازے سے غائب ہوا ہو۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جسے اللہ کے دوستوں سے محبت ہو اے گنہگار د پیل اس کی طرف چلو اور اس کے سامنے کوشش اور طاقت خرچ کرو۔ اے گنہگار جس دن کہ پیشانی پکڑ کے گھسیٹے جاؤ گے اس دن تمہارے اوپر افسوس ہے

مضمون اشعار :- اے نوجوان عرش کے رب کے گنہگار کیا تو جانتا ہے گنہگار کی کیا سزا ہے۔ گنہگاروں کے لئے جہنم ہے جو ہلاکت کا سبب ہے۔ جس دن کہ پیشانی پکڑ کے گھسیٹے جائیں گے۔ اس دن افسوس ہے۔"

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا اے باپ ہم ننگے بدن ننگے پاؤں اور محتاج ہیں ہمارے پاس بادشاہ کے لائق کوئی چیز نہیں ہے۔ اور لوگ اس کے پاس جواہرات اور دیبا اور سونا چاندی لے جاتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا وہ کریم ہے اور کریم تھوڑی چیز قبول کرتا ہے۔ اور بہت کچھ دیتا ہے۔ اولاد نے کہا وہ کریم ہے ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم اس کے پاس کھوٹے درہم اور پشم اور پنیر لے جائیں۔ حضرت یعقوب نے فرمایا۔ اگر تم کھانا چاہتے ہو تو کریموں کے پاس جاؤ۔ مجبور ہو کے اولاد یعقوب نے پشم اور پنیر اور کھوٹے درہم اکٹھے کئے اور پھر حضرت یعقوب سے کہا۔ اگر اس نے ہمارا تحفہ قبول نہ کیا۔ تو پھر ہم کیا کریں۔ حضرت یعقوب نے فرمایا اپنا نسب بیان کرو۔ اور کہو ہم یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے ہیں۔ غالب گمان ہے کہ وہ تمہارے اوپر رحم کرے گا۔ اولاد نے کہا اگر نسب کا بھی کچھ خیال نہ کرے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا محتاجی اور فاقہ کشی اور غریبی بیان کرو۔ اور صدقہ اس سے مانگو اور

اس کا بڑا خیال رکھنا چاہیئے کہ تم کیسے بڑے بادشاہ کے پاس جاتے ہو ادب کا بہت دھیان رکھو کہ دریا کا کوئی پڑوسی نہیں اور بادشاہ کا کوئی دوست نہیں اور عافیت اور سلامتی کی کچھ قیمت نہیں اور جو بادشاہوں کے پاس بے علم اور عقل کے گیا اسے نادانی نے قتل ہونے کے لئے بھیجا۔ اولاد نے کہا ہمیں بادشاہوں کے دربار میں کبھی حاضر ہونے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آپ بتا دیجئے کہ ہم کیا کریں۔ حضرت یعقوب نے فرمایا میں تمہیں سب باتیں بتائے دیتا ہوں۔ جب تم بادشاہ کے پاس جاؤ تو بے اجازت نہ جانا اور جب تمہاری نگاہ بادشاہ پر پڑے تو دائیں بائیں جانب ہرگز نہ دیکھنا۔ بادشاہی دربار میں بادشاہ کے سوائے کسی اور کی طرف دیکھنا بے ادبی ہے۔

نکتہ :- حدیث شریف میں آیا ہے۔ نمازی جب دائیں بائیں دیکھتا ہے تو اللہ کہتا ہے تو کس طرف نگاہ کرتا ہے۔ کیا تو نے کسی کو مجھ سے بہتر پایا۔ تو مخلوق کو مخلوق کے دربار میں خدمت اور ادب اور اچھے تحفے کا خیال اور ڈر ہے تو غافل گنہگار کو خدا کا کیونکر ڈر نہ ہوگا۔ اور کس طرح خدمت میں کوشش نہیں کریگا۔ اے خدا کے بندہ ڈرنا چاہیئے۔ اور ڈرنا چاہیئے اور زمانے کے گذرنے کے اور حسرت اور موت کے آنے سے پہلے جلدی کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ "نہ دھوکا دے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ دھوکا دے تمہیں شیطان اللہ کے باب میں۔" اے مسلمانو! مرنے کے لئے مستعد اور تیار ہو جاؤ کہ کام کوشش کا ہے۔ سب سامان تیار کر لو کہ کوچ کا وقت قریب آگیا۔ توشہ لے لو کہ سفر دور کا ہے بوجھ ہلکا کر لو کہ تمہارے آگے ایک سخت گھاٹی ہے۔ ہلکے بوجھ والے کے سوائے کوئی اس سے گذر نہیں سکتا۔"

حضرت یعقوب نے بیٹوں سے فرمایا۔" جب تم بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو تو بادشاہ کی تعریف اور ثنا کرو۔ اور جب تمہیں وہ بیٹھنے کا حکم کرے تو بیٹھ جاؤ،

اور اگر بیٹھنے کا حکم نہ کرے تو بیٹھنے کی اجازت دینے تک کھڑے رہو اور جب تم بیٹھ جاؤ تو جب تک کہ وہ تم سے کچھ نہ پوچھے کچھ نہ کہو اور زیادہ باتیں نہ کرو۔ ایک بات کے جواب میں صرف ایک بات کہو اور بادشاہ کے پاس بہت دیر تک نہ بیٹھو اور جب بادشاہ تمہیں واپس آنے کی اجازت دے تو اس کی طرف سے مُنہ مت پھیرو اور اس کی طرف پیٹھ نہ کرو۔ اور جب تم دربار سے نکل آؤ تو جو تم سے اور اس سے بات چیت ہُوئی ہے۔ اُس کا کسی سے ذکر نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ تک یہ خبر پہنچ جائے اور تم بادشاہ کی نگاہ سے گر جاؤ بادشاہوں کے بھید کا ظاہر کرنا بہت بُرا ہے۔"

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد باپ سے سب قاعدے اور آداب سیکھ کر مصر کی طرف روانہ ہُوئی اور وہاں یوسف نے دریا کے کنارے سے پہاڑ تک لوہے کا ایک نہایت بلند مکان بنوایا تھا اور اُس کا صرف ایک دروازہ رکھا تھا۔ کوئی آدمی اس دروازے کے سوائے کسی طرف سے جا نہیں سکتا تھا اور اس دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا تھا۔ اور پانسو سوار اُس دربان کے ماتحت تھے جو شخص دربان کے پاس سے گزرتا تھا۔ وہ اُس سے دریافت کرتا تھا تمہارا کہاں کا ارادہ ہے اور تمہارے پاس کس قدر پونجی ہے اور اس شخص اور اُس کے قافلے اور اس کی اونٹنی کا حال لکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیج دیتا تھا۔ اگر حضرت یوسف اس شخص کو شہر میں اجازت دیتے تھے تو دربان جانے دیتا تھا اگر اجازت نہیں ہوتی تھی تو جہاں سے آیا تھا اُسی طرف اُس کو الٹا پھیر دیتا تھا۔ اور حضرت یوسف نے یہ پہرا چوکی صرف بھائیوں ہی کی تلاش کے لئے مقرر کیا تھا۔ حضرت یوسف کو یہ معلوم تھا کہ اُن کے بھائی اُن کے پاس آئیں گے۔ حضرت جبرائیل نے خواب دیکھنے کے وقت یہ خبر انھیں دیدی تھی۔

نکتہ: حضرت یوسف نے بھائیوں کے لئے پہرا چوکی بٹھایا۔ اور اللہ تعالےٰ

اور اللہ تعالیٰ نے پلصراط پر مخلوق کے لیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تیرا رب منتظر اور گھات میں ہے"۔ یعنی فرشتے جہنم کے پل پر منتظر اور گھات میں ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ کہے گا۔ ظالم کہاں ہے میں ظالم سے ظلم کا بدلا لوں گا۔ اور حدیث میں آیا ہے۔ جب ساری خلقت پلصراط پر ہوگی تو ایک پکارنے والا پکارے گا۔ جس کے پاس راہداری کا پروانہ ہے اُس نے نجات پائی اور جس کے پاس نہیں ہے وہ جہنم میں گر پڑا۔ اور ایک پکارنے والا پکاریگا۔ جو گناہ سے ہلکے ہیں وہ گزر جائیں۔ اور جو بوجھل ہیں وہ گر پڑیں۔ اور ایک پکارنے والا پکارے گا۔ فلاں شخص بدبخت ہو گیا۔ اور بدبختی کے بعد نیک بختی اور سعادت نہیں ہے۔ اور فلاں شخص نیک بخت ہو گیا اور نیک بختی کے بعد کبھی بدبختی نہیں ہے۔ جب حضرت یوسف کے بھائی دروازے پر پہنچے تو دربان نے انھیں دیکھا اور اُن کی ہیبت اور جُثّے دیکھ کر حیران اور متعجب ہوا۔ تھوڑی دیر تک اُس نے اُن سے بات نہیں کی پھر کہا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ اور کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا تو ہم سے کیوں پوچھتا ہے۔ دربان نے کہا مجھے یہی حکم ہے۔ جو یہاں آتا ہے میں اُس سے اس کا نام اور کنیت اور ارادہ اور مکان اور پونجی دریافت کر لیتا ہوں۔ اسی طرح قیامت کے دن بندے سے اُس کا دین اور فعل اور قول اور مکان اور لینا دینا اور کام اور بندگی اور گناہ اور زندگی پوچھی جائیگی۔ اللہ تعالےٰ کہیگا "اے بندے تُو نے اپنی جوانی کس کام میں لگائی"۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے تیرے رب کی قسم ہم سب سے پوچھیں گے۔ اور سوال کریں گے خواہ نیک اور صالح ہو خواہ موحد خواہ بے دین، خواہ سچا، خواہ جھوٹا۔ ہم سچوں سے سچ کا سوال کریں گے۔ اور جھوٹوں سے جھوٹ کا۔ اور نبیوں سے نبوت کا۔ اور ولیوں سے ولایت کا۔ اور حاکموں اور قاضیوں سے حکم کا اور سوداگروں سے بیچنے اور خریدنے کا اور فقیروں سے فقیری اور صبر کا اور مالداروں سے شکر کا اور صوفیوں سے صفا کا اور زاہدوں سے زہد اور پرہیزگاری کا۔ اور عالموں سے

علم اور عبادت کا اور عقل کا اور اہل حقیقت سے حقائق کا اور عارفوں سے معرفت اور خدا شناسی کا اور جہاد کرنے والوں سے جہاد کا اور مجتہدوں سے اجتہاد کا۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اعمالنامہ نہ چھوٹے گناہ کو چھوڑے گا اور نہ بڑے گناہ کو! سب اُس میں لکھے ہوں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دربان سے کہا۔ ہم کنعان کے رہنے والے ہیں۔ جو ملک شام میں ہے۔ اور کنعان میں بیت المقدس حران کے قریب رہتے ہیں اور ہم نبیوں کی اولاد میں سے ہیں۔ ہم یعقوب اسرائیل اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور اسحاق ذبیح اللہ ابراہیم خلیل اللہ کے بیٹے ہیں علیہم السلام۔

دربان نے کہا تمہارا نسب بہت اچھا ہے اور تمہارا بیان فصیح ہے اور تمہارے چہرے بہت خوبصورت ہیں۔ تمہارا ارادہ کہاں کا ہے انہوں نے کہا عزیز کے پاس کا دربان نے کہا تمہارے پاس پونجی کیا ہے۔ انہوں نے سر جھکا لیا۔ اور کہا پونجی کا حال کچھ نہ پوچھ۔

اسی طرح جب منکر نکیر قبر میں مومن کے پاس آئیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اُن سے کہے گا اُس سے اُس کے رب اور دین اور نبی کو پوچھو اور یہ سب کے سب ٹھیک ہیں اور اس سے اس کا عمل نہ پوچھو کہ وہ بلا تُلا ہے۔ دریافت کرنے کے بعد دربان نے حضرت یوسف کو اس مضمون کی عرضی لکھی۔ اے عزیز میرے پاس ملک شام کی ایک قوم آئی ہے۔ ان کے بدن چکیلے ہیں۔ اور چہرے خوبصورت اور زبانیں فصیح اور نسب عمدہ، اور نبیوں کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ان کا ارادہ آپ کے پاس حاضر ہونے کا ہے اور ان کے نام یہ ہیں۔ اور وہ کنعان کے رہنے والے ہیں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے عرضی دیکھی تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور غش آ گیا۔

مضمون اشعار: ان منزلوں اور شہروں پر اللہ کی طرف سے سلامتی۔ میرا دل

بہت غمگین اور بیقرار ہے اور اُن منزلوں کے رہنے والے کے پاس قیدی ہے۔ کاش زمانہ کبھی میری آرزو ملاقات کی پوری کرتا۔"

یہ حالت دیکھ کر سب ہمنشینوں اور جلیسوں اور وزیروں کو حیرت ہوئی اور انھیں حضرت یوسف کی حالت معلوم نہیں ہوئی۔ جب حضرت یوسف کو افاقہ ہوا اور ہوش آیا تو جو لوگ حضرت یوسف کے گرد بیٹھے تھے۔ انھیں باہر چلے جانے کی اجازت دی وہ سب کے سب باہر چلے گئے۔ حضرت یوسف نے عرضی پھر دوبارہ دیکھی۔ اور بہت روئے۔ اور عرضی لانیوالے سے پوچھا۔ یہ لوگ کب آئے ہیں اس نے کہا پانچ دن ہوئے پھر پوچھا ان کے کپڑے کیسے ہیں کہا پرانے اور پھٹے ہوئے اور وہ پراگندہ سر اور پریشان حال ہیں یہ سُن کر حضرت یوسف بآواز بلند رونے لگے۔ وزیر نے کہا رونے کا کیا سبب ہے۔ خدا تجھے کبھی نہ رولائے۔

مضمون اشعار: "لوگ کہتے ہیں تیرے رنگ کا کیا حال ہے کہ زرد ہو گیا۔ میں نے کہا دوست کی جدائی نے میرا رنگ بدل دیا۔ اگر میں ایک آہ سرد بھر دوں تو جنگل اور دریا میں صفا کو کدورت کر دے۔"

حضرت یوسف نے کہا میرے بھائی میرے پاس آئے ہیں جنہوں نے مجھے کنوئیں میں ڈالا تھا اور بیچا تھا۔ وزیر نے کہا پھر آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرت یوسف نے فرمایا میں ان کے اور اپنے حال پر دو سبب سے روتا ہوں۔ ایک سبب یہ ہے کہ مجھے ان سے شرم آتی ہے کہ وہ میرے سبب سے خدا کے گنہگار ہوئے اور دوسرا سبب رونے کا ان کی محتاجی اور فاقہ کشی ہے وزیر کو حضرت یوسف کے کرم اور مہربانی اور بردباری سے تعجب ہوا اور حضرت یوسف سے یہ کہا آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا کریں گے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تھا حضرت یوسف نے فرمایا قریب قریب کے ساتھ اور بادشاہ مسافر کے ساتھ اور دوست دوست کے ساتھ جو کرتا ہے۔ میں اُن کے ساتھ وہی کروں گا اور دربان کو لکھ بھیجا کہ تین دن تک اُن کی ضیافت اور مہمانی کرے اور

اُنھیں گوشت اور میوے اور مٹھائیاں کھلائے۔ یہ پہرا چوکی میں نے انہیں کے لئے بٹھایا تھا۔ جب یہ آگئے تو پہرے اور چوکی کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح جب سب آدمی مر جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ حکم دیگا کہ زمین اور آسمان خراب کر دیا جائے اور سورج اور چاند اور تارے نیست و نابود کر دیے جائیں۔ کیونکہ میں نے یہ سب چیزیں آدمیوں ہی کیلئے بنائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ۔ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔ "جس وقت آفتاب بے نور ہو جائے اور تارے گدلے اور تاریک ہو جائیں اور جب جانیں ملائی جائیں۔ یعنی موحد، موحد کے ساتھ کیا جائے اور ملحد اور بے دین ملحد اور بے دین کے ساتھ اور بدبخت شیطان کے ساتھ۔ جس وقت زندہ گاڑی ہوئی سے سوال کیا جائے گا۔"

اس کا بیان یہ ہے کہ کفر اور جاہلیت کے زمانے میں جب لڑکی پیدا ہوتی تھی اور وہ دس برس کی ہو جاتی تھی۔ تو عرب کے کافر اُسے آراستہ پیراستہ کرتے تھے اور جنگل میں اُس کے لئے ایک کنواں کھودتے تھے اور اُسے اس کنوئیں میں ڈال دیتے تھے اور وہ چیختی تھی اور الامان الامان پکارتی تھی یہانتک کہ مر جاتی تھی۔ اسی کا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بیان ہے۔ یعنی یہ پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ کے سبب سے قتل کی گئی ہے سوال تو زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے ہوگا اور عذاب اُس کے قتل کرنے والے کے لئے ہوگا۔ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے بڑی شرم ہوگی۔ کھلے ہوئے اعمالنامے سے اور بڑی رسوائی ہوگی۔ پردہ فاش ہونے سے کیا حال ہوگا۔ جب سب دفتر کھولے جائیں گے۔ اور ترازو قائم کی جائے گی اور تیرے دائیں یا بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ دیا جائے گا۔ اور تو اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اور اللہ تجھ سے کہے گا اپنا اعمالنامہ پڑھ اور اپنا حساب دے۔ اے میرے بھائیو! خدا سے اُس دن ڈرو جس دن حساب کے میدان میں تمہارے گروہ کے گروہ اکٹھے کئے جائیں اور تم میں سے ہر ایک اکیلا اکیلا

اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا۔ اور گنہگار گروہ ہونگے اللہ کی طرف ہانکے جائیں گے۔ اور پرہیزگار گروہ ہو کے رحمٰن کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے اور ہر ایک اپنا اعمالنامہ پورا پورا پڑھیگا اور جو کچھ تم نے کیا ہے اُس میں سے ہر ایک بات تم سے پوچھی جائیگی۔ اور جہنم لایا جائیگا۔ اور یہ سب اُس وقت ہوگا کہ جس وقت زمین ریزہ ریزہ کی جائیگی۔ اور آئیگا تیرا رب اور فرشتے صفیں باندھ کر۔ آرزو بڑی ہے اور موت نزدیک ہے اور توشہ کم ہے اور آگ بہت جلانیوالی ہے اور پکارنیوالا جبرئیل ہے اور حاکم اللہ ہے۔ جس دن کہ آنکھیں کھول دی جائیں گی اور پردے فاش کر دیئے جائیں گے اور اللہ حکم کرے گا اور یہ آواز دی جائے گی کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا کہاں ہے۔ خدا کو آ کے جواب دے اور بندہ اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ اُس سے کہے گا اے بندے۔ کیا میں نے تیری عمر بڑی نہیں کی تھی۔ کیا میں نے تیرے بدن کو تندرستی نہیں دی تھی۔ کیا میں نے تیری لغزشوں اور گناہوں کو نہیں بدل دیا تھا۔ اے بندے تُو نے جوانی کاہے میں کھوئی اور مال کس طریق سے حاصل کیا۔ کیا تجھے گناہوں کی جلدی کرنی یاد ہے اور تُو نے کتنے دن مجھے چھوڑا اور جس بات سے میں نے منع کیا تو نے وہی کیا۔ اللہ کے سامنے ننگا کھڑے ہونے سے پہلے جنت اور دوزخ کے درمیان حیران کھڑے ہونے سے پہلے اللہ کے جواب دینے کا فکر کرو۔ وہاں نہ مال کام آئے گا اور نہ کوئی ولی دوست شفاعت کریگا۔ اور نہ کوئی مددگار عذاب سے منع کر سکے گا۔ وہاں تجھے ندامت اور شرمندگی ہوگی۔ اور قیامت کے میدان میں تیرا پاؤں پھسلے گا اور وہاں تجھے ہزار زبانیہ (فرشتے) گھسیٹیں گے۔ زبانیہ اُن فرشتوں کو کہتے ہیں جو دوزخیوں پر مقرر ہیں۔ اور اس کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے۔ "دوزخ کے اُوپر سخت فرشتے ہیں۔" یعنی اُنیس فرشتے ہیں کہ جن کے دیکھنے سے دحشت ہوتی ہے اور وہ ڈری ہوئی غمگین آواز سے پکارے گا۔ اے مولیٰ الامان الامان اور اُسے کہاں سے امان ملیگی

رحمٰن کا اس پر غضب ہے اور اسے دوزخ کا حکم ہو گیا ہے۔ اس ذلیل گرفتار کا حال دیکھنے کے قابل ہے کہ جس کے رونے پر رحم نہیں آتا اور جسے فرشتے کہ جن کا نام زبانیہ ہے سختی سے گھسیٹتے ہیں۔ اور وہ چیخ چیخ کے یہ کہتا ہے اے خدا کے فرشتو اے خدا کے آسمانوں کے رہنے والو مجھے صرف اتنی مہلت دو کہ دوزخ میں گرنے سے پہلے میں اپنے حال پہ رو لوں۔ اول وہ آنسوؤں کے ساتھ رو دیگا۔ پھر آنسوؤں کے بدلے خون اور پیپ نکلے گا پھر آگ میں ڈالدیا جائیگا اور اس آگ کی گرمی اور جلن بہت سخت ہے اور اس کی گہرائی دور ہے اور اس کا پانی پیپ ہے اور اس کا زیور لوہا ہے۔ اور اس کا عذاب ہر روز نیا ہے کبھی سست اور کم نہیں ہوتا۔

حضرت یوسف نے جو حکم دیا تھا۔ دربان نے وہی کیا پھر اُن کے ساتھ ساتھ مصر کے دروازے تک آیا جب مصر میں داخل ہو گئے تو حضرت یوسف کو اطلاع دی گئی۔

مضمونِ شعر: وہ میرے پاس آئے اور میں شرمگین آیا اور انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ اور میں توبہ کرتا ہوں۔ شاید میری توبہ قبول کر لیں" اور حضرت یوسف کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ وہ کہاں ہیں۔ اور نہ حضرت یوسف کے پاس کوئی شخص تھا کہ وہ کہے وہ یہاں آ گئے۔ اور وہ مسافروں کی طرح الگ الگ آئے اور مکان کے مقابل آ کے کھڑے ہو گئے اور انہیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہم کہاں اُتریں۔ اور انہوں نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا کہ وہ انھیں بتائے۔ کیونکہ ان کی زبان عبرانی تھی اور مصر والوں کی زبان قبطی اور حضرت یوسف انھیں دیکھ رہے تھے اور یہ جانتے تھے کہ یہ میرے بھائی ہیں مگر یہ تمیز نہیں ہوئی تھی کہ یہودا کون سا ہے اور شمعون کون سا۔ اسی وقت حضرت جبرئیلؑ نے آ کے سب کو بتا دیا کہ یہ یہودا ہے اور یہ فلاں بھائی ہے۔ پھر حضرت یوسف نے باورچی خانہ کے داروغہ سے پکار کے کہا کہ انہیں میرے

مکان میں اتار مسافر خانے میں مت اتار اور اُن کے سامنے وہی کھانے رکھ۔ جو میرے سامنے رکھتا ہے۔ اور اُن کی عزت کا بہت خیال کر۔ داروغہ نے کہا اے آقا یہ کون ہیں۔ تیرے پاس ہزاروں قومیں آتی ہیں۔ اور ان کے پاس بہت سا مال اور بہت سی پونجی ہوتی ہے۔ مگر تو نے کبھی کسی کو مسافر خانے کے سوائے اپنے مکان میں نہیں اوتارا۔ حضرت یوسف نے فرمایا بیہودہ گوئی نہ کر جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کر۔

مضمونِ اشعار: میرا شوق تازہ ہے اور دل اُسے ظاہر نہیں کرتا۔ اور میرا دل آگ کا شعلہ ہے کہ بھڑک رہا ہے۔ اگر زمانہ موافق ہوا اور عنقریب تمہیں خبر دوں گا۔ اس شوق کی دل میں ہے۔ کون شخص ہے جو میرا اس کی طرف قاصد ہو۔ جو میرے حال میں انصاف نہیں کرتا۔ اور اس کی طرف سے جفا ہے اور میری طرف سے صبر"

• خادم قصر شاہی سے نیچے اُتر کے آیا۔ اور انہیں اندر آنے کا حکم دیا اور ان کے لئے فرش بچھائے۔ اور دسترخوان پر کھانے چنے اور حضرت یوسف تخت کے اوپر سے اُن کی طرف دیکھ رہے تھے اور خادموں سے قبطی زبان میں کہتے تھے۔ یہ کرو اور فلاں فرش بچھاؤ اور جو حضرت یوسف کہتے تھے بھائی اسے نہیں سمجھتے تھے۔ جب رات ہوئی تو نہایت عمدہ عمدہ کھانے اُن کے سامنے رکھے گئے۔ اور قسم قسم کی سونے کی شمعیں اور ہر قسم کی خوشبو کی انگیٹھیاں روشن ہوئیں حضرت یوسف کے بھائیوں نے مسافر خانے کے دروازے کی طرف جو روزن میں سے دیکھا تو قحط سالی اور سختی کے سبب سے ہر ایک مہمان کو ایک ایک ٹکیہ دی جاتی تھی اور غلّے کی اس قدر گرانی تھی کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر گیہوں بارہ سو دینار کے آتے تھے۔ جب بھائیوں نے یہ دیکھا تو آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ بادشاہ نے ہماری اس قدر تعظیم اور تکریم کی کہ کسی مسافر کی نہیں کی۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں بادشاہ کو یہ گمان نہ ہو کہ ہمارے ساتھ بے بہا پونجی ہے اور جو کچھ وہ آپس میں کہہ رہے تھے حضرت یوسف سن رہے تھے۔

اور شمعون نے کہا شائد بادشاہ نے ہمارے باپ دادا کا ذکر سنا ہے اُن کے سبب سے ہماری تعظیم کرتا ہے اور دوسرا بھائی کہتا تھا شاید بادشاہ نے ہماری شکلیں دیکھ کے یہ جانا کہ ہم شریف اور کریم لوگوں میں سے ہیں اور تیسرا بھائی کہتا تھا بادشاہ نے ہماری عاجزی اور محتاجی پر رحم کیا ہے اور حضرت یوسف ان کی سب باتیں سن رہے تھے اور رو رہے تھے پھر حضرت یوسف نے اپنے بیٹے میشالوم سے کہا اور بعض عالم کہتے ہیں بشلوم سے کہا اور بعض کہتے ہیں افرائیم سے کہا - اور بعض کہتے ہیں میشالوم سے کہا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ افرائیم حضرت زلیخا کے شکم سے تھا اور وہ حضرت یعقوب کے آنے سے دو برس پیچھے پیدا ہوا تھا) "شاہانہ پیٹی کمر سے باندھ اور ایک شاہانہ چادر پہن اور ایک شاہانہ عمامہ سر سے باندھ اور جس جام میں میں پانی پیتا ہوں وہ لے اور ان لوگوں کو تو اس جام سے پانی پلا" میشالوم نے کہا "اے باپ یہ کون لوگ ہیں۔" حضرت یوسف نے فرمایا - یہ تیرے چچا ہیں" میشالوم نے کہا اے باپ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مجھے بیچا تھا - اور جنہوں نے آپ پر ظلم کیا تھا - حضرت یوسف نے کہا ہاں انہوں نے مجھے بیچا تھا یہانتک کہ میں مصر کا بادشاہ ہو گیا - میشالوم نے کہا انہوں نے جو کچھ کیا اچھا کیا یا بُرا - حضرت یوسف نے فرمایا تو اُن سے بات چیت نہ کر - اور جب تک اللہ کا ہمیں حکم نہ ہو تو اُن سے اپنا بھید اور حال ظاہر نہ کر اگر وہ تجھ سے کچھ دریافت کریں تو یہ کہہ میں قبطی ہوں میں تمہاری بات نہیں سمجھتا۔"

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○	اور بیشک آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔
وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○	اور یوسف کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انھیں پہچان لیا اور وہ اس سے انجان رہے۔

● حضرت یوسف کے بھائی حضرت یوسف کے پاس آئے۔ حضرت یوسف نے تو انھیں پہچان لیا اور اُنہوں نے حضرت یوسف کو نہیں پہچانا۔"

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت یوسف کے بھائی حضرت یوسف کے پاس آئے تو حضرت یوسف نے ان کا حال اور ان کا مکان اُن سے پوچھا - انہوں نے کہا ہم کھانے کی تلاش میں آئے ہیں۔ حضرت یوسف نے کہا تم جھوٹے ہو - تم ہی چوروں کے نشان ہیں - اور حضرت یوسف کی اس سے مراد وہ تھی - جو کچھ اُنھوں نے پہلے زمانے میں کیا تھا - پھر کہا تم کتنے آدمی ہو اُنہوں نے کہا ہم دسؔ ہیں حضرت یوسف نے کہا تم جھوٹے ہو - بلکہ تم دس ہزار ہو تم میں سے ہر ایک شخص ہزار آدمیوں کا سردار ہے اور اس کلام سے حضرت یوسف کی مراد اُن کی قوت تھی - پھر حضرت یوسف نے کہا مجھے اپنا حال بتا دے کہا ہم سب بھائی ہیں ایک صدیق یعنی نہایت سچے شخص کے بیٹے ہیں - اور ہم بارہ۱۲ بھائی تھے - اور ہمارا باپ چھوٹے بھائی سے بہت محبت کرتا تھا - ہم اُسے جنگل لے گئے وہ وہاں ہلاک ہو گیا - حضرت یوسف نے کہا - تم کس طرح کہتے ہو کہ تمہارا باپ صدیق ہے اور وہ تم میں سے چھوٹے بھائی سے محبت رکھتا ہے - اور بڑے سے محبت نہیں رکھتا اور صدیقوں کا یہ حال نہیں ہوتا - انہوں نے کہا اے بادشاہ اگر تو اُسے دیکھتا - تو تُو بھی ساری مخلوق میں سے اُسی کو پسند کرتا - اور ہمیں بھی چھوٹے بھائی سے محبت تھی یہانتک کہ اُس نے ایک جھوٹا خواب بیان کیا - ہمیں وہ جھوٹا خواب بہت بُرا معلوم ہوا - حضرت یوسف نے کہا وہ جھوٹا خواب کیا تھا انہوں نے کہا اُس نے یہ گمان کیا کہ وہ تو بادشاہ ہے اور ہم اُس کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑے ہیں - حضرت یوسف نے کہا اُسے مُلک ملا یا نہیں - انہوں نے کہا ملک جنت ملا - کیونکہ نابالغ لڑکے کی عاقبت اچھی ہوتی ہے - اور ملک دُنیا اسے نہیں ملا - کیونکہ اسے بھیڑیا کھا گیا - یہی بیان ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں - حضرت یوسف نے اُنھیں پہچان لیا اور انہوں نے اسے نہ پہچانا -

نُکتہ: ”خلق کے پہچاننے والے کی دو قسمیں ہیں پہچاننے والا اور نہ پہچاننے والا۔ اور جو خدا کو پہچانتا ہے خدا کے نور کے سوائے اور کسی چیز کے ساتھ اُسے نہیں پہچانتا۔ اور خدا کا احسان ہے پہچاننے والے کا خدا پر۔“

ایک حکیم نے کہا ہے کہ میں نے توریت میں سے پہلے تین حرفوں پر عمل کیا اور انجیل میں سے بھی تین حرفوں پر اور زبور میں سے بھی تین حرفوں پر اور قرآن میں سے بھی تین حرفوں پر۔ توریت کے تین حرف یہ ہیں ”اللہ ہر ایک غمگین دل کو دوست رکھتا ہے۔“ ”اللہ صدقہ دینے والوں کو بدلا دیتا ہے۔“ ”اللہ موٹے اور فربہ عالم سے بغض رکھتا ہے۔“ اور انجیل کے تین حرف یہ ہیں۔ ”دولت مندی قناعت میں ہے“ اور ”سلامتی تنہائی اور گوشہ نشینی میں“ اور عزت اور حُرمت خواہش کے چھوڑنے میں۔“ اور زبور کے تین حرف یہ ہیں۔ ”جس نے قناعت کی وہ سیر ہو گیا۔“ ”جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہُوا۔“ ”جس نے گوشہ نشینی اختیار کی وہ آفتوں سے بچا۔“ ”اور قرآن شریف کے تین حرف یہ ہیں“ ”اللہ متقی اور پرہیزگاروں ہی کا صدقہ قبول کرتا ہے۔“ ”اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔“ ”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور یعنی مومنوں کا نور ہے۔“

فصل نُور اور معرفت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے نور رکھا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے رخسار میں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے میں اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ میں۔ اور عارف یعنی خدا کے پہچاننے والے کے دل میں۔ حضرت خلیل اللہ کا نور حرمت کے سبب سے تھا۔ اور حضرت یوسف کے چہرے کا نور خاص ہونے کے سبب سے اور حضرت موسیٰ کے ہاتھ کا نور معجزے کے سبب

سے اور حضرت خلیل اللہ کے رخسارے کا نور بڑھا پا ہے حضرت ابراہیم نے کہا اے خدا یہ کیا ہے فرمایا وقار حضرت ابراہیم نے کہا اے خدا میرا وقار زیادہ کر حضرت ابراہیم نے اسی نور کے سبب سے نمرود کی آگ سے نجات پائی۔ اور حضرت یوسف نے اسی نور کے سبب سے کنوئیں سے نجات پائی اور حضرت موسیٰ نے اسی نور کے سبب دریا سے نجات پائی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی نور کے سبب سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ پس اسی طرح مومن نور ایمان کے سبب سے آگ سے نجات پائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لفظ معرفت میں پانچ حرف ہیں۔ میم اور عین اور رے اور فے اور تے۔ میم سے مراد وہ اپنے نفس کا دشمن ہو گیا۔ اور عین سے مُراد اپنے رب کا بندہ ہو گیا۔ اور رے سے آخرت کی رغبت ہو گئی اور فے سے اس نے اپنے سب کام اللہ کے سپرد کر دیئے اور تے سے مُراد وہ خدا کے سوائے ہر ایک چیز سے بھاگا جس میں یہ باتیں ہیں وہ خدا کا عارف اور خدا کا پہچاننے والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دس چیزوں کو نور کہا۔ خود اپنی ذات کو نور کہا۔ فرمایا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ” اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے“ اور قرآن کو نور کہا۔ فرمایا۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ” آیا تمہارے پاس اللہ کے پاس سے نور یعنی قرآن اور توریت کو نور کہا۔ فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰتَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ ” ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور دن کو نور کہا۔ فرمایا روشن وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا ” روشن ہوئی زمین اپنے رب کے نور یعنی دن سے اور توحید کو نور کہا۔ فرمایا یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ۔ اللہ کے نور یعنی توحید کو اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں۔ اور اسلام کو نور کہا۔ فرمایا اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ۔ اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا۔ وہ اللہ کے نور پر ہے۔ اور قیامت کے نور کو نور کہا۔ فرمایا اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ ” ہماری طرف دیکھو کہ ہم بھی تمہارے نور میں سے کچھ چن لیں۔

اور معرفت کو نور کہا۔ فرمایا مثل نورہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ۔ اللہ کے نور کی مثال یعنی اللہ کی معرفت کی مثال مثل ایک طاق کے ہے کہ جس میں چراغ ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا۔ فرمایا وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا۔ وَقَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔ اتارا ہم نے تمہاری طرف ظاہر نور یعنی محمد۔ اور آیا تمہارے پاس اللہ کے پاس سے نور یعنی محمد۔ اور چاند کو نور کہا۔ فرمایا وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا اللہ نے کیا آفتاب کو روشن اور چاند کو نور۔ اور عدل کو نور کہا۔ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا اور سب نور ظاہر ہیں۔ اور نور معرفت پوشیدہ ہے۔ اے مومن یہ سب نور تیرے لئے ہیں۔ اگر نور اللہ کی صفت ہے تو عاجزی تیرے لئے ہے اور اگر قرآن نور ہے تو وہ تیرا پیشوا ہے۔ اور اگر توریت نور ہے تو اس میں تیرا ذکر اور تیری تعریف ہے اور اگر دن نور ہے تو وہ تیری معیشت کے لئے ہے۔ اور اگر توحید نور ہے تو وہ تیرا فخر ہے۔ اور اگر اسلام نور ہے تو وہ خدا کی بخشش ہے۔ اور اگر معرفت نور ہے تو وہ تیرے پہنچنے اور تیرے دیکھنے کا سبب ہے۔ اور اگر قیامت کا دن نور ہے تو وہ تیرے لئے بشارت اور خوشخبری ہے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں تو وہ تیری شفاعت کرنے والے ہیں۔ اور اگر عدل اور انصاف نور ہے تو وہ تیری صفت ہے۔" اللہ کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے کہ اس میں چراغ ہے۔" مومن کا نفس مثل مسجد کے ہے۔ اور دل مثل قندیل کے اور محبت مثل قندیل کے نور کے اور توکل مثل قندیل کے پکڑنے کی جگہ کے اور منہ مثل مسجد کے روزن کے اور قندیل مسجد کے دروازے میں لٹکا ہوا ہے جو کچھ دل میں ہے اس کے اقرار کے ساتھ مومن نے جس وقت زبان کھولی تو یہ سب نور منہ کے سوراخ سے نکل کر عرش کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے "اللہ ہی کی طرف چڑھتے ہیں" پاک کلمے یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیموں اور عالموں کو پچیس چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور وہ پچیس چیزیں یہ ہیں۔ پانی اور مٹی اور سونا۔ اور چاندی اور جواہر اور یاقوت اور موتی اور مشک

اور عنبر اور کافور اور ریحان اور شقایق اور کشتی اور براق اور معراج اور پہاڑ اور آگ اور آندھی اور آس اور نرگس اور سورج اور چاند اور تارے اور دریا اور جنت۔ پانی سے اس سبب سے تشبیہ دی کہ پانی سے ہر ایک چیز کی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ: "ہر زندہ چیز ہم نے پانی سے پیدا کی" اور عارف اور خدا کے پہچاننے والے کی زندگی کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی زندگی بھی ہر ایک چیز کی زندگی کا سبب ہے۔ اور مٹی کے اوپر ہر ایک چیز اگتی ہے۔ اسی طرح عارف اور خدا کو پہچاننے والے کا دل بھی عمل کرنے میں کمی نہیں کرتا۔ اور خدا سے کبھی نہیں پھرتا۔ اور دس دینار کے سونے میں اگر درہم بھر چاندی ملی ہوئی ہو یا دس درہم کی چاندی میں درہم بھر تانبا ملا ہوا ہو تو وہ سونا چاندی لے لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر عارف سر سے پاؤں تک عیب دار ہو اور اس میں معرفت ہو تو اللہ اسے قبول کر لیتا ہے۔ اور جواہرات بادشاہوں کے خزانوں کے سوائے اور کہیں نہیں ہوتے۔ اسی طرح معرفت نیک بختوں کے دل کے سوائے اور کہیں نہیں ہوتی۔ اور یاقوت میں آگ ہے اور تجھے اس کی گرمی اور جلن نہیں معلوم ہوتی۔ اسی طرح عارف کو جہنم کی گرمی اور جلن نہیں معلوم ہوگی اور جہنم اپنا اثر اس میں نہیں کرے گا۔ اور مشک میں سے مشک کی خوشبو مہکتی ہے۔ اسی طرح عارف میں سے معرفت کی خوشبو مہکے گی۔ اور عنبر سے عقل اور دماغ بڑھتا ہے۔ اسی طرح معرفت سے عارف کا دل بڑھتا ہے اور کافور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اسی طرح معرفت عارفوں کا دل ٹھنڈا کر دیتی ہے اور ریحان اور گل لالہ زمین کو آراستہ اور مزین کر دیتے ہیں۔ اسی طرح معرفت عارفوں کے دل کو آراستہ اور مزین کر دیتی ہے۔ اور کشتی پانی میں پھرتی ہے۔ اسی طرح معرفت میں دین اور ہر ایک نور پھرتا ہے۔ جیسے توحید اور اخلاص اور یقین اور توکل اور رضا اور تسلیم اور ذکر اور شکر اور باقی سب عبادتیں اور براق دوست کو دوست کے پاس اٹھا کے لے گیا۔ اسی طرح معرفت عارف کو خدا کے پاس چڑھا لے جاتی ہے اور معراج ہوا کو لے جاتی ہے۔ اور اسی طرح معرفت اور پہاڑ زمین کی میخ ہے اور آگ ہر ایک چیز کو جلا کر نیست و نابود کر

دیتی ہے۔ اسی طرح معرفت ہر ایک مخالفت اور ہر ایک گناہ کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ اور آندھی برداد ہواؤں کو لے جاتی ہے اسی طرح معرفت ہر ایک خواہش نفسانی کو دُور کر دیتی ہے۔ اور گھاس جب سبز ہو جاتی ہے تو گرمی، جاڑا اُسے بدل نہیں سکتا۔ اسی طرح معرفت کو مخالفت بدل نہیں سکتی اور نرگس ہمیشہ زمین پر ہوتی ہے اسی طرح عارف بھی ہمیشہ سجدے میں رہتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں سے مسافر کو راہ معلوم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عارف کو معرفت سے اللہ کی راہ معلوم ہو جاتی ہے اور دریا نجس اور ناپاک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح معرفت گناہوں سے ناپاک نہیں ہوتی۔ اور جنّت باقی ہے اسی طرح معرفت بھی باقی ہے۔

کسی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے رب کو پہچانا۔ یا نہیں۔ فرمایا میں نے اپنے رب کو اپنے رب کے وسیلے سے پہچانا۔ یعنی اُسی نے اپنے وجود اور ہستی کی طرف ہدایت کی اور اسی نے مجھے اپنی ازلی صفتیں بتائیں۔ اور اگر میرا رب نہ ہوتا تو مجھے ہدایت نہ ہوتی۔ کسی نے کہا کیا محمدؐ نے تجھے ہدایت نہیں کی۔ فرمایا نہیں۔ کیونکہ محمدؐ کو بھی ہدایت کرنے والے کی حاجت تھی اور اللہ کے سوائے نہ کوئی گمراہ کرنے والا ہے نہ ہدایت کرنے والا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ	اور جب ان کا سامان مہیّا کر دیا کہا اپنا
ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ	سوتیلا بھائی میرے پاس لے آؤ۔ کیا نہیں
أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ	دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں اور میں
وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ○	سب سے بہتر مہمان نواز ہوں۔

جب سب سامان اُن کے لئے تیار کر دیا تو حضرت یوسفؑ نے اُن سے کہا۔ اپنے علاقی بھائی کو میرے پاس لاؤ۔ کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں

تمہارے ہی دین پر ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا پیمانہ اور پوری عمر بی دیتا ہوں۔ اور مسافروں کو اچھی طرح اُتارتا ہوں۔ حضرت یوسف نے اس سبب سے پیمانے کا ذکر اور ہدیوں اور بخششوں کا ذکر نہیں کیا۔ کہ پیمانہ قیمت کے بدلے ہے۔ اور اُس میں کچھ عیب نہیں ہے کہ سوداگر خرید و فروخت کی کمی بیشی کا بیان کرے اور بخشش اور ہدیے کا بیان کرنا بُرا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایذا دے کے اور احسان جتا کے صدقوں کا ثواب نہ کھو۔ اگر تم اپنے بھائی کو نہ لائے تو میرے پاس نہ تمہارے لئے پیمانہ ہے اور نہ تم میرے پاس آؤ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر تم میرے پاس دل نہ لائے تو میں تمہاری بندگی قبول نہیں کرنے کا۔ کیونکہ اعتبار دل کا ہے نہ عبادت کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اللہ نہ تمہاری صورت کی طرف دیکھتا ہے اور نہ مال کی طرف اور نہ لباس کی طرف اور نہ جسم کی طرف۔ بلکہ تمہارے دل اور نیت کی طرف دیکھتا ہے۔

● جب حضرت یوسف کے بھائی حضرت یوسف کے پاس سے واپس آئے تو جس منزل میں اُترے اس منزل کے لوگوں نے اُن کا بڑا اعزاز اور اکرام کیا۔ شمعون نے کہا۔ جب ہم مصر کو جاتے تھے۔ تو کسی نے ہماری بات تک نہیں پوچھی اور کسی نے ہماری طرف التفات نہیں کیا۔ اور اب ہم جب وہاں سے واپس آئے تو ہر ایک شخص ہماری تعظیم اور تکریم کرتا ہے۔ یہودا نے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ اب ہم میں شاہی دربار کا کچھ اثر ہے۔

حکیم کے شعر کا مضمون جس نے ذی عزت کے سبب سے عزت حاصل کی وہ ذی عزت ہے — اور جس نے مالدار کے سبب عزت حاصل کی نہ اسکے لئے فخر ہے نہ عزت۔

نکتہ: جس نے مخلوق کی درگاہ کا ارادہ کیا اس پر مخلوق کی درگاہ کا اثر ظاہر ہوا۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو اللہ کی درگاہ کا ارادہ کرے اس پر اللہ کی درگاہ کا اثر ظاہر نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ رات کے عبادت کرنیوالوں کے چہرے اس سبب سے اچھے ہوگئے ہیں کہ وہ خلوت اور تنہائی میں اپنے خدا کے پاس ہوتے ہیں۔ اور خدا نے اپنے نوروں میں سے کوئی نور انھیں پہنا دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "رات کا نماز پڑھنے والا قیامت کے میدان میں آئے گا اور وہ قیامت کے میدان کے اندھیرے میں اس طرح چمکے گا۔ جس طرح اندھیری رات میں چراغ چمکتا ہے"!

● راہ میں حضرت یوسف کے بھائیوں سے شیطان ملا اور اس نے چاہا کہ حضرت یوسف کا نور ان سے لے جائے۔ اس نے اپنی قوم کے سارے سردار اکٹھے کئے اور ان کو ہر طرح کی زینت اور آراستگی سے آراستہ کیا تاکہ وہ حضرت یعقوب کی اولاد کو جا کے گمراہ کریں۔ اور ان سرداروں کے یہ نام ہیں۔ زلیون جو بازاروں میں رہتا ہے۔ حیزدم جو گھروں میں رہتا ہے۔ میاج جو وضو کرنے کے وقت آتا ہے۔ قلطوس جو عالموں کے پاس رہتا ہے۔ قرعو غیبت کراتا ہے۔ آعور جو زنا کراتا ہے۔ تصاع جو سمندر کے طوفان کے وقت آتا ہے۔ شیطان نے کہا اے اولاد یعقوب آؤ میں تمہیں بشارت اور خوشخبری دوں انہوں نے بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ اسی وقت آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور اس نے شیطان اور شیطان کے لشکروں کو کوہ قاف کے پیچھے اکٹھا کر کے پھینک دیا۔ اور اولاد یعقوب سے کہا اے اولاد یعقوب تم سیدھے چلے جاؤ۔ اس نے جو تمہارے ساتھ پہلے کیا ہے کیا وہ کافی نہیں ہے جو پھر دوبارہ تمہارے پاس آیا۔ اولاد یعقوب نے فرشتے سے دریافت کیا۔ یہ کون لوگ تھے۔ کہا شیطان اور شیطان کے لشکر۔ جب حضرت یعقوب کی اولاد اپنے باپ کے پاس آئی تو حضرت یعقوب کو ہنسی بھی آئی اور رونا بھی۔ بیٹوں نے پوچھا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا مجھے تم میں سے اچھی خوشبو آئی۔ اس سبب سے ہنسا اور مجھے تم میں سے شیطان کی بو آئی۔ اس سبب نے مجھے رلا دیا۔ انہوں نے شیطان کا پورا قصہ حضرت یعقوب سے بیان کر دیا۔ حضرت یعقوب

نے اُن سے پوچھا۔ تم نے عزیز کو کیسا پایا۔ انھوں نے کہا کریموں کی طرح ہمارے ساتھ پیش آیا۔ حضرت یعقوب نے پوچھا اس کا دین کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس کا دین اسلام ہے اور اسے تیرے غم کے سبب سے بہت غم ہے۔ اور وہ تیرے اوپر اور تیرے گزرے ہوئے بڑوں پر بہت رو دیا۔ اور ہمیں اس قدر کچھ دیا کہ دنیا کی طلب سے ہمیں غنی اور بے پروا کر دیا۔ اور اس نے ہم سے یہ کہا کہ تم بن یامین کو بھی میرے پاس لاؤ۔ حضرت یعقوب یہ سن کر رونے لگے۔ اور یہ کہنے لگے:

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ○ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ○ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○

پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ گے تو تمہارے لئے میرے یہاں ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکنا۔ بولے ہم اسکی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا۔ اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی ان کی خورجیوں میں رکھ دو شاید وہ اسے پہچانیں۔ جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں شاید واپس آئیں پھر جب اپنے باپ کی طرف گئے، بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے۔ تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔ کہا کیا اسکے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اسکے بھائی کے بارے میں کیا تھا تو اللہ سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان۔

کیا اس پر میں تمہارا بھروسا کروں جس طرح پہلے اُس کے بھائی پر تمہارا بھروسا کیا تھا۔ اللہ بڑا نگہبان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝

اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر دی گئی ہے، بولے اے ہمارے باپ اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کر دی گئی۔ اور ہم اپنے گھر کے لئے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں۔

● اور جب اُنہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی انہیں واپس کر دی گئی۔ جب حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں نے کہا یہ ہماری ہی پونجی ہے ہمیں واپس کر دی گئی ہے۔ تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے سر پر دو دھپ مارے اور کہا بڑی شرمندگی ہوئی بیٹوں نے کہا۔ کیا ہوا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا اگر بادشاہ کے نزدیک تمہاری کچھ قدر ہوتی تو وہ تمہاری پونجی نہ پھیرتا۔ اسی طرح اگر اللہ بندے سے راضی نہیں ہوتا تو اس کا کوئی معاملہ قبول نہیں کرتا۔

مضمونِ شعر: جو وصال کے قابل نہیں ہے اُس کی ہر ایک نیکی گناہ ہے۔ جب بیٹوں نے دوسری دفعہ مصر جانے کا ارادہ کیا تو حضرت یعقوبؑ نے انھیں یہ وصیت کی کہ :

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ

کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو کہ ضرور اسے لے کے آؤ گے مگر یہ کہ تم گھر جاؤ

اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

پھر جب اُنھوں نے یعقوبؑ کو وعدہ دیا کہا اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کہہ رہے اور کہا اے میرے بیٹو ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا۔ میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیئے۔

● جب بیٹوں نے دوسری دفعہ مصر جانے کا ارادہ کیا تو حضرت یعقوبؑ نے انھیں یہ وصیت کی کہ سب کے سب ایک دروازے سے نہ جانا بلکہ الگ الگ دروازوں سے جانا۔ اور مصر کے پانچ دروازے تھے۔ بابِ شام۔ بابِ مغرب۔ بابِ یمن۔ بابِ روم۔ بابِ طلیون۔ حضرت یعقوبؑ نے اُن سے کہا کہ بابِ شام سے نہ جانا۔ اور باقی دروازوں سے الگ الگ ہو کے جانا۔ حضرت یعقوبؑ کو نظر لگ جانے کا ڈر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر حق ہے۔ اور جادو حق ہے۔ لفظِ حق سے رسول اللہ کی مراد یہ نہیں ہے کہ اللہ راضی ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اس میں تاثیر ہے اور بعض عالموں کی یہ رائے ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے اس قول سے ان کے فعل کی طرف اشارہ کیا۔ گویا حضرت یعقوبؑ نے اس قول سے ان کے فعل کی طرف اشارہ کیا۔ گویا حضرت یعقوبؑ نے یہ کہا کہ پہلے مخالفت کے دروازے سے تم گئے تھے اور اب موافقت کے دروازے سے جاؤ۔ واسطی نے کہا کہ یہ مراد ہے کہ ابتدائے جوانی میں تم جوانی کے دروازے سے گئے تھے اب بڑھاپے کے دروازے سے جاؤ۔ پھر فرمایا اور میں تم کو اللہ کی کسی

چیز سے بچا نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا کا حکم ضرور ہونے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ہے: "اگر حکم خدا ہے تو ضرور ہوگا" اور فرمایا کہ حکم خدا ہونے والا ہے۔ خواہ بندہ راضی ہو یا نہ ہو" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے توکل کیا۔ اور یعقوب علیہ السلام نے ابن یامین کے حال میں توکل کیا تو جیسا اُس نے چاہا تھا ویسا ہی ہوا اور آگ میں ڈالے جانے کے وقت ابراہیم علیہ السلام نے توکل کیا تو آگ ٹھنڈی ہوگئی ان کی بدی سے انھوں نے نجات پائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کے سوائے اور کسی کا حکم نہیں ہے۔ میں نے اُسی پر توکل کیا۔ اور توکل کرنیوالوں کو اُسی کے اوپر توکل کرنا چاہیئے۔ اور خود اللہ تعالٰے نے توکل کرنے کا حکم کیا۔ اور یُوں ارشاد فرمایا۔ اللہ ہی پر توکل کرو۔ اگر تم مومن ہو۔

مضمون اشعار: "ہر گھڑی رحمٰن پر توکل کر۔ اور جو سب بندوں کو رزق دیتا ہے۔ اُس پر بھروسا کر اور چھوڑ دے مخلوق کو کہ رزق کا خدا ضامن ہے" اور دونوں جہان اور مخلوق پر چار تکبیریں کہہ۔ یعنی دونوں جہان اور مخلوق کے جنازے کی نماز پڑھ"

جب حضرت یعقوب کے بیٹے مصر کے دروازے پر پہنچے تو الگ الگ ہو کے الگ الگ دروازوں سے داخل ہوگئے۔ اور ابن یامین اکیلا باب شام کے پاس باقی رہ گیا۔ اور وہ نہ جانے کی راہ جانتا تھا اور نہ اُس نے کوئی ایسا شخص دیکھا۔ جو اس کی زبان جانتا ہو۔ اُسی وقت ایک فرشتے نے حضرت یوسف سے آکے کہا۔ کھڑا ہو اور غریبوں کے کپڑے پہن اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو تاکہ تجھے کوئی نہ پہچانے اور باب شام کی طرف کہ تیرا حقیقی بھائی اپنی اونٹنی پر وہاں کھڑا ہوا ہے۔ اور جو اُس کے پاس سے گزرتا ہے اُس سے راہ پوچھتا ہے اور اُسے کوئی راہ نہیں بتاتا۔ اور کوئی اس کی زبان نہیں جانتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سُنتے ہی رونے لگے اور فی الفور مُنہ پر بُرقعہ

ڈال کر اونٹنی پر سوار ہوئے اور باب شام پر پہنچ گئے اور عبرانی زبان میں بھائی کو سلام کیا۔ اور یہ کہا یہوشلیر واتا بیل یعنی تم کہاں سے آئے ہو۔ اور کہاں جاؤ گے اور کیا ارادہ ہے۔ ابن یامین نے کہا میر قوار وہوشتر۔ یعنی ہم شام سے آئے ہیں۔ اور ہمیں اناج کی تلاش ہے پھر ابن یامین نے کہا تو کون ہے کہ تیرے سوائے یہاں کوئی بات نہیں سمجھتا۔ حضرت یوسف نے کہا میں ایک مدت تک تمہارے ملک میں رہا ہوں۔ اور میں نے عبرانی زبان سیکھی ہے۔ حضرت یوسف کے ہاتھ میں پچاس ہزار دینار کا ایک سُرخ یاقوت کا کنگن تھا۔ وہ ابن یامین کو دے دیا۔ ابن یامین نے لے لیا۔ اور یہ نہیں جانا کہ یہ کیا چیز ہے اور ابن نے اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ حضرت یوسف نے کہا تم اسے اپنے ہاتھ میں رکھو ابن یامین ہنسنے لگا۔ اور اُسے یہ نہیں معلوم ہوا کہ یہ کیا چیز ہے اور حضرت یوسف نے اُس سے کہا میرے ساتھ آ یہاں تک کہ تجھے اپنے بھائیوں کی جگہ معلوم ہو جائے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝	اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا۔ وہ کچھ انھیں اللہ سے بچا نہ سکتا۔ ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی۔ جو اس نے پوری کرلی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔
وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝	اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اُس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی۔ کہا یقین جان میں ہی تیرا بھائی ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا۔

• وُہ دونوں اس دروازے سے شہر میں داخل ہوئے۔ جب حضرت یوسف بھائیوں کے قریب

آئے اور وہ اسی طرح اونٹنیوں پر سوار ہو کر کھڑے ہوئے تھے تو ابن یامین سے کہا اپنے بھائیوں کے پاس جا۔ ابن یامین رو کر کہنے لگا۔ میں تجھ سے جُدا ہونا نہیں چاہتا میرا دل تیری طرف مائل ہو گیا ہے۔ حضرت یوسف نے کہا میں غلام اور مملوک ہوں (مراد یہ تھی کہ میں اللہ کا غلام اور مملوک ہوں) مالک اور آقا کی بے اجازت تجھے اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ ابن یامین یہ سن کر بھائیوں کے پاس خوش خوش گیا۔ بھائیوں نے کہا اے ابن یامین ہم نے اس وقت کے سوائے تجھے کبھی خوش اور ہنستے نہیں دیکھا۔ کہا ہاں ایک شتر سوار سے میرا دل خوش ہو گیا۔ اُس نے عبرانی زبان میں مجھ سے باتیں کیں اور شیشے کی ایک چیز دی۔ یہودا نے کہا مجھے دکھا وہ کیا چیز ہے۔ جب یہودا نے آ کے دیکھا تو کہا اے بھائی یہ میرے بازو میں رہنے دے تاکہ کھوئی نہ جائے۔ اور شمعون نے کہا۔ مجھے دکھا۔ شمعون نے لے کر اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ شمعون کے ہاتھ میں سے غائب ہو گیا۔ ابن یامین نے کہا وہ میرے ہاتھ میں یہ موجود ہے اُسنے اپنے ہاتھ میں سے نکال کر پھر دوبارہ شمعون کو دے دیا۔ اور اسی طرح اور سب بھائیوں نے کیا اور یہ چاہا کہ وہ کنگن اُس سے لے لیں۔ اُسے ان میں سے کوئی نہ لے سکا۔

نکتہ: حضرت یوسف نے جو چیز اپنے بھائی کو دی تھی اولاد یعقوب میں سے کوئی اُسے نہ لے سکا۔ تو شیطان مومن سے ایمان کس طرح لے سکتا ہے اور ایمان خدا کی دی ہوئی چیز ہے۔ خلف سخنانی نے کہا ہے کہ حضرت یوسف نے ایک زرین چوکور مکان بنوایا تھا۔ جس کا طول چالیس گز تھا اور اس کی دیوار پر یعقوب اور یوسف اور سب بھائیوں کی تصویریں کھنچوائیں تھیں۔ اور حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یوسف کے ساتھ جو کچھ کیا تھا۔ اس کی تصویر بھی کھنچی ہوئی تھی۔ اور جس طرح بھائیوں نے یوسف کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اس کی تصویر بھی بعینہ بنی ہوئی تھی۔ اور یوسف کے پہلو میں شمعون کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اور وہ یوسف کے دونوں گیسو الٹے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا۔

اور دائیں ہاتھ میں قتل کے ارادے سے چھُری لئے ہوئے تھا اور روبیل کی تصویر کھینچی ہوئی تھی اور حضرت یوسف پناہ کے لئے اُس کے دامن کے نیچے گھستے تھے۔ پورے قصے کی تصویر دیوار پر تھی۔ حضرت یوسف نے غلاموں کو حکم دیا۔ کہ بھائیوں کو اس مکان میں لے جائیں۔ بھائی اُس مکان میں جا کے بیٹھے۔ روبیل نے سر اٹھایا تو اس کی نگاہ ان صورتوں پر پڑی اور اس نے ایک آہ بھری۔ بھائیوں نے کہا کیا ہوا۔ یہودا نے کہا ہم نے جو کیا ہے وہ سب اُس دیوار پہ لکھا ہے۔ سب نے سر اٹھا کے دیکھا اور سب کے رنگ بدل گئے اور زبانیں بند ہو گئیں۔ اور دل غمگین ہو گئے۔

نکتہ: جب گنہگار اپنی سب بُرائیاں لکھی ہوئی دیکھے گا تو کہے گا افسوس بڑی رسوائی ہوئی پردہ فاش ہوا۔ اے وہ شخص کہ جس کے سب فعل بُرے ہیں۔ اور جس کا دل بُرے فعلوں کے سبب سے زخمی ہے اور بڑے گنہگار اے ہمیشہ غافل رہنے والے۔ تیری کس نے پرورش کی تجھے کس نے پانی پلایا تجھے کس نے گویائی دی۔ تجھے کس نے صورت دی۔ رات دن تیری کس نے نگہبانی کی۔ ماں کے پیٹ میں تیری کس نے حفاظت اور نگہبانی کی۔ تو میرے پاس سے وفا کے ارادے سے نکلا تھا۔ پھر تو نے جفا کا ارادہ کیا۔ تو میرے پاس سے امانت اور دیانت کے ساتھ نکلا تھا۔ تو نے خیانت کس سے سیکھی

مضمون اشعار: اے مولیٰ گناہوں نے مجھے لاچار کر دیا۔ کل حساب کے دن میرے پاس کیا عذر ہے جس وقت کہ میں پکارا جاؤں گا اور مجھ سے کہا جائے گا عمل پیش کرنے کے لئے کھڑا ہو اور اپنا اعمالنامہ پڑھ اور میرے اعمال نامے میں گناہ ہی گناہ لکھے ہوئے ہیں۔ اور جس وقت کہ بہت سے بڈھے بڑھاپے کو روویں گے اور بہت سے جوان جوانی کو۔ تو اے حنان، اے منان میرے گناہ معاف کر اور حساب کی بُرائی سے مجھے آزاد کر۔ حضرت یوسف نے اپنے ترجمان سے کہا ان کے سامنے کھانا رکھو۔ فی القرآن کے سامنے کھانے حاضر کئے مگر انھوں نے کھانا نہیں کھایا۔ ترجمان سے کہا کہ ان سے

کہہ کر تم کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ انہوں نے کہا ہم بھوکے تھے مگر جب ہم اس مکان میں آئے تو بھوک جاتی رہی۔ اس دیوار پر جو ہم نے اپنی صورتیں اور جو بھائی ہمارا ضائع ہوگیا ہے اُس کی صورت دیکھی تو ہم اپنی حالتیں بھول گئے اور ہمارے دل بہت تنگ ہوئے۔ پھر وہ سب کے سب رونے لگے۔ حضرت یوسف نے کہا انہیں خاص مکان میں لے جاؤ۔ وہاں میز لگی ہوئی ہے اور اس پر بادشاہی کھانے چُنے ہوئے ہیں۔ جب وہ اس خاص مکان میں آکے بیٹھے تو اللہ نے اُن پر رحم کرکے وہ سب حالت اُنھیں بُھلا دی تاکہ وہ کھانا کھالیں ابن یامین کے سوائے اُن سب نے کھانا خوب کھایا۔ یہاں تک کہ سیر ہوگئے۔ ابن یامین سے حضرت یوسف نے کہا۔ تو کھانا کیوں نہیں کھاتا۔ ابن یامین نے کہا جس مکان میں میں تھا۔ اسی مکان میں میں پھر جانا چاہتا ہوں۔ حضرت یوسف نے کہا کیا سبب ہے۔ اس مکان میں دیوار پر یوسف کی تصویر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی گھڑی میں اس کے مقابل بیٹھوں اور اپنے حال پر اور اُس کی جدائی پر روؤں۔ حضرت یوسف نے اُسے اجازت دے دی۔ اور کسی غلام کے ساتھ اُسے اس مکان میں بھیجدیا۔ اور وہ صورت کے مقابل بیٹھ کر رونے لگا۔ اور حضرت یوسف خلوت خانے میں چلے گئے۔ اور دل میں کہا بھائی کو کب تک تکلیف اور عذاب دوں۔ حضرت یوسف نے اپنے لڑکے افراتیم کو بھیجدیا۔ اور اس سے کہا جا اپنے چچا کے پاس بیٹھ اگر تجھ سے وہ کوئی بات پوچھیں تو عبرانی زبان میں جواب دے۔ اور اگر تجھ سے دریافت کریں کہ تو کس کا بیٹا ہے۔ تو کہدے کہ میں یوسف کا بیٹا ہوں۔ "اللہ تعالیٰ نے مجھے قصے کے ظاہر کرنے کا حکم دیدیا" کیونکہ مدت بہت گذر گئی۔ افراتیم جاکے چچا کے مقابل بیٹھ گیا۔ اور ابن یامین کبھی افراتیم کو دیکھتا تھا۔ اور کبھی یوسف کی صورت کو۔ دونوں میں اُسے کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا ہے۔ افراتیم سے کہا تو نے کس سے صورت لی ہے۔ افراتیم نے

کہا اِسی صورت سے کہ دیوار پر ہے ابن یامین نے کہا تو کون ہے کہا میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں۔ ابن یامین نے کہا کیا یہاں کوئی آدمی ہے کہ جس کا نام یوسف صدیق ہے۔ کہا ہاں ہے اور وہ اللہ کا نبی اور اللہ کا صدیق ہے۔ ابن یامین زار زار رونے لگا۔ افراتیم نے کہا آپ کیوں روتے ہیں۔ کہا میرا بھی ایک بھائی تھا اس کا نام بھی یوسف صدیق تھا۔ اور حضرت یوسف کا سارا قصّہ افراتیم سے بیان کیا۔ افراتیم نے کہا آپ نہ روئیں۔ میں اُنہی یوسف کا بیٹا ہوں۔ اور یہ یوسف جو میرا باپ ہے آپ ہی کا بھائی ہے۔ اُسی دم ابن یامین نے اپنی جگہ سے کود کر افراتیم کو سینے سے لگا لیا۔ اور کہا اے آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے بڑا شوق تھا۔ مجھے بڑا غم تھا۔ میرے اوپر تیری جدائی کی بڑی مصیبت تھی۔ تمہارے باپ کہاں ہیں۔ افراتیم نے کہا وہ آپ کے پاس ہی تو تھے۔ ابن یامین نے کہا مجھے جلد بتاؤ۔ کہاں ہیں۔ اب مجھ سے صبر نہیں ہوسکتا۔

مضمون شعر: اور نہایت شدید شوق اُس وقت ہوتا ہے کہ جس وقت خیمہ خیمے کے پاس ہوتا ہے۔ افراتیم نے کہا اتنی دیر صبر کیجیے کہ میں جاکے والد کو خبر کردوں۔ اسی وقت افرائیم گیا اور جاکے والد کو یہ خبر دی پھر واپس آیا اور کہا چچا حضرت چلیے۔ اور خلوت خانے میں لے گیا۔ حضرت یوسف کھڑے ہوئے اور اپنے چہرے سے نقاب اٹھا لیا اور ابن یامین کو سینے سے لگا لیا اور کہا اے آنکھوں کی ٹھنڈک اے ابن یامین میں تیرا بھائی ہوں جو کچھ یہ کرتے ہیں تو اس سے غمگین نہ ہو۔ پھر دونوں بھائیوں نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس وقت اللہ تعالےٰ اپنے اور مومنوں کے درمیان سے پردہ اٹھا دے گا۔ تو سب مومن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ اور دیدار کی حالت میں آٹھ لاکھ برس تک نشے اور غلبہ شوق اور کثرت تشنگیٔ وصالِ خدا کے سبب سے آنکھیں کھولے ہوئے بیہوش

پڑے رہیں گے۔ یہاں تک کہ حُوریں چلّائیں گی اور کہیں گی اے معبود! اے مالک ہمارے اور ہمارے دوستوں کے درمیان بڑی مدّت گذر گئی۔ ہم ان کے انتظار میں ہیں۔ اور تونے اُن کو ہم سے روک رکھا ہے۔ اُسی وقت اللہ اپنے اور مومنوں کے درمیان پردہ چھوڑ دیگا۔ اور کہیگا جنّت کو جاؤ۔ مومن کہیں گے اے معبود اے مالک ایک لحظہ یا دو لحظے ہمیں اپنی طرف دیکھنے دے۔ پھر تو ہمارے ساتھ جو چاہے کرنا۔ اللہ تعالےٰ اس کو جواب میں ارشاد فرمائے گا۔ مجھے اپنی عزّت اور جلال کی قسم آٹھ لاکھ برس ہوئے کہ میں نے اپنے اور تمہارے درمیان سے پردہ اُٹھا دیا۔ اور تم میری مناجات اور میری حضوری میں ہو اور پھر تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں ایک لحظہ یا دو لحظے اپنا دیدار کرنے دے۔ تم میرے دیدار سے کبھی سیر نہیں ہو نگے۔ تم جنت کی طرف جاؤ کہ حُوریں اور غلمان تمہارے انتظار میں ہیں۔"

جب حضرت یوسف کو افاقہ ہُوا اور ہوش آیا تو ابن یامین سے کہا اے دوست اے آنکھوں کی ٹھنڈک باپ کا حال بیان کر تو ابن یامین رو کر کہنے لگا۔ اے میرے دِل کے پھل میں تجھ سے باپ کا حال بیان کرتا ہوں۔ تیرے غم میں روتے روتے اُنکی دونوں آنکھیں جاتی رہیں اور اُسے تیرے ملنے کے سوائے اور کوئی آرزو نہیں۔ حضرت یوسف یہ سُن کر روئے۔ اور کہنے لگے کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ پھر اپنی بہن دینہ کا حال پوچھا۔ ابن یامین نے کہا۔ مجھے تیری پیاری زندگی کی قسم اُس نے چالیس برس سے کمبل کے سوائے۔ اور کچھ نہیں پہنا۔ اور وہ بیت الاحزان یعنی غم خانے میں پڑے رہتے ہیں۔ اور ہر روز سرِ راہ آبیٹھتی ہے اور جو مسافر آتا ہے اُس سے حال پوچھتی ہے۔ حضرت یوسف یہ سُن کر بہت روئے۔ پھر کہا اے دوست تونے نکاح کیا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا تیرے ہاں اولاد ہے کہا ہاں تین لڑکے ہیں۔ کہا اُن کے نام کیا ہیں۔ کہا ایک کا نام خون ہے اور دوسرے کا نام بھیڑیا۔ اور تیسرے کا نام یوسف۔ کہا تونے یہ نام کس لئے

رکھے ہیں۔ کہا میں نے یہ نام اس لئے رکھے ہیں۔ کہ جب میں بھیڑیئے کو دیکھوں تو اُس بھیڑیئے کو یاد کروں جس پر بہتان لگایا گیا ہے۔ اور جب خون کو دیکھوں تو جھوٹے خون کو یاد کروں۔ اور جب یوسف کو دیکھوں تو تجھے یاد کروں۔ پھر حضرت یوسف نے ابن یامین سے کہا بھائیوں کے پاس جاؤ۔ ابن یامین نے کہا جب میں تجھ سے مِل گیا تو اب مجھے اپنے پاس سے کیوں دُور کرتا ہے میں تیری جدائی میں چالیس برس رُویا ہُوں۔ حضرت یوسف نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے پاس رہ جائے۔ مگر میں چوری کی نسبت تیری طرف کروں گا۔ کہا آپ کے جو جی میں آئے کیجئے۔ ابن یامین وہاں سے اُٹھ کر بھائیوں کے پاس گیا۔ ابن یامین کا خوشی کے سبب اس قدر چہرہ نُورانی ہو گیا کہ بھائیوں نے اُسے نہیں پہچانا۔ اور انہوں نے کہا تُو کون ہے۔ اُس نے کہا میں تمہارا بھائی ابن یامین ہُوں۔ انہوں نے کہا تجھے کس نے بدل دیا۔ ابن یامین نے کہا اللہ تعالےٰ کے سوائے اور بدلنے والا کون ہے۔

نُکتہ: جس وقت خدا کے دوست اور خدا کے اولیاء خدا کے پاس سے واپس آئیں گے تو اُن کا نور اور حُسن و جمال زیادہ ہو جائے گا۔ اور حسن و جمال زیادہ ہو جانیکے سبب سے حُوریں اُنھیں نہیں پہچانیں گی اور کہیں گی اے خدا کے دوستو یہ نُور اور حُسن کہاں سے آیا۔ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کی حضُوری سے۔

حکایت: ذُوالنون مصری ایک گاؤں میں جس کا نام راس عین ہے آئے۔ وہاں کے لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ ان لوگوں میں ایک نوجوان بھی تھا۔ وُہ جوان کہتا ہے کہ جس وقت لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ذُوالنون مصری یہ ہیں۔ میں نے ذوالنون مصری کی طرف دیکھا اور اپنے دِل میں یہ کہا کہ اس کے تو بدن میں پیپ پڑی ہُوئی ہے اور موٹے موٹے ہونٹ ہیں اور رنگ کالا ہے۔ اور پنڈلیاں پتلی پتلی ہیں۔ اُسی وقت ذولنون مصری نے خلق کے درمیان میں سے سر اُٹھا کے میری طرف دیکھا اور یہ کہا اے نوجوان جب لوگوں کے دِل اللہ سے پھر جاتے ہیں تو اللہ اُنھیں اس مصیبت میں [illegible]

کرتا ہے کہ وہ اہل اللہ یعنی اللہ کے خاص بندوں کو بُرا کہنے لگتے ہیں۔ اُس نوجوان نے کہا سُبحان اللہ ذوالنون مصری نے میرے دل کی بات کس طرح جان لی۔ پھر اُس نوجوان نے کہا اے خدا میں توبہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں اہل اللہ کو کبھی بُرا نہیں کہنے کا۔ ذوالنون مصری یہ سُن کر ہنسے اور یہ کہا اگر تو نے توبہ کی تو اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اب توبہ کے بعد تو پھر دیکھ اُس نے اُسی وقت دیکھا۔ تو ذوالنون مصری سورج کی پہلی شعاع کی مثل معلوم ہوئے۔ اُس نوجوان کو تعجب ہوُا ذوالنون مصری نے کہا اے نوجوان وہ ناشناسی کی نگاہ تھی۔ اور یہ معرفت کی نگاہ ہے۔

فرمایا اللہ تعالےٰ نے:۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ

جب یوسف نے بھائیوں کے سفر کا سامان تیار کیا تو اپنے بھائی ابن یامین کے اسباب میں اپنے پینے کا جام رکھ دیا۔

• اس جام میں اختلاف ہے۔ کہ کس چیز کا تھا۔ بعض عالم کہتے ہیں۔ بلور کا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں سونے کا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں سبز زمرّد کا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ سُرخ یاقوت کا تھا۔ اور یہ پچھلا قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اُس کی قیمت دو لاکھ دینار تھی۔

اور خود حضرت یوسف نے غلام سے کہہ دیا کہ میرے پینے کا جام ابن یامین کے اسباب میں رکھ دو۔ انہوں نے رکھ دیا۔ اور حضرت یوسف کے نزدیک کوئی جام اس سے زیادہ عزیز نہیں تھا۔ ابن یامین کو جام کا چور اس سبب سے بنایا کہ وہ ان کے پاس رہ جائے۔

جب بھائی مصر سے نکل گئے۔ پہلی منزل میں پہنچ گئے۔ تو حضرت یوسف نے پانچ لاکھ سوار ان کے پیچھے بھیج دیئے اور ان میں سے کسی نے اُن کو یوں پکارا۔

ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۝ قَالُوا وَأَقْبَلُوا

پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلہ والو بے شک تم چور ہو، بولے اور ان کی طرف

عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ۝

متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے۔

• "اے قافلے والو! تم چوٹے (چور) ہو۔ سب بھائی اُسی وقت ٹھہر گئے اور کہا تمہاری کیا چیز جاتی رہی ہے"

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ۝ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ ۝ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۝

بولے بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا اور جو اُسے لائے گا اس کے لئے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں اسکا ضامن ہوں۔ بولے خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور۔ بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہوئے۔ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے، ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے، تو اوّل ان کی خرجیوں سے تلاشی شروع کی اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا۔ ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی، بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے مگر یہ کہ خدا چاہے، ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں، اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔

• حضرت یوسف کے لشکر نے کہا بادشاہ کا جام اور جو اُسے لائیگا اسے ایک اونٹ کا بوجھ ملیگا۔

اور دلوانے کا میں کفیل ہوں۔ اور وہ جام دو لاکھ دینار کا ہے اور حضرت یوسف نے یہ حکم دیا تھا کہ انھیں ہمارے پاس واپس لے آؤ۔ حضرت یوسف کے بھائی واپس آئے اور بیٹھ گئے اور حضرت یوسف تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت یوسف اور بھائیوں کے درمیان ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔ پھر حضرت یوسف نے غلاموں سے کہا ابن یامین کے اسباب سے پہلے اوروں کا اسباب دیکھو۔ ایسا نہ ہو کہ بھائی اس بات کو سمجھ جائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابن یامین کے اسباب سے پہلے اور بھائیوں کا اسباب دیکھنا شروع کیا۔ سب کا اسباب دیکھا کسی کے اسباب میں جام نہ ملا۔ حضرت یوسف نے کہا ان کے پاس نہیں ہے انہیں جانے دو اور یہ جوان سب سے چھوٹا ہے اس کا اسباب نہ دیکھو۔ سب بھائیوں نے کہا یہ ہم سے افضل اور بہتر نہیں ہے۔ جس طرح ہمارے اسباب کھول کر دیکھے ہیں۔ اس کا اسباب بھی کھول کر دیکھو۔ اس کا اسباب بھی کھول کر دیکھا۔ تو اس میں جام نکل آیا۔ غلاموں نے کہا اے بادشاہ ان میں سے جو سب سے چھوٹا ہے اس کے اسباب سے جام نکل آیا ہے۔ سب بھائیوں نے سر جھکا لیا۔ اور ابن یامین خوش تھا۔

سب بھائیوں نے کہا :

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

بھائی بولے اگر یہ چوری کرے، تو بے شک اس سے پہلے اسکا بھائی چوری کر چکا ہے۔

● اگر اس نے چوری کی تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔

حضرت یوسف نے کیا چوری کی تھی اس میں عالموں کا اختلاف ہے۔ عالموں کے اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف بچپن میں جس وقت چار برس کی عمر تھی۔ اپنی پھوپھی کے ہاں تھے۔ حضرت یعقوب نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ یوسف کو حضرت یعقوب کے پاس بھیج دیں۔ اور ان کی پھوپھی کو ان سے محبت تھی۔ پھوپھی نے ایک بیش بہا پیٹی حضرت یوسف کی کمر سے اس غرض سے باندھ دی کہ وہ غلام کی طرح ان کے

پاس رہ جائے۔ اور دوسرا قول یہ ہے۔ کہ حضرت یعقوب کی ایک بی بی تھی اور اس کے پاس سونے کا ایک چھوٹا سا بُت تھا۔ وہ اس کی عبادت کرتی تھی۔ اور اس سے محبت کرتی تھی۔ اور اسے ہر دم اپنی جیب میں رکھتی تھی۔ اور جب اس کی عبادت کرنی چاہتی تھی تو اسے جیب میں سے نکال لیتی تھی۔ حضرت یوسف نے غیرت کے سبب سے نہ طمع کے سبب سے اس بُت کو چرا کے مٹی میں دبا دیا۔ پس حضرت یوسف نے اپنے دل میں کہا :

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○

تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی، جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو اور اللہ خوب جانتا جو باتیں بناتے ہو۔

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

بولے اے عزیز اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے۔ تو ہم میں اس کی جگہ کسی کو لے لو، بیشک ہم تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں۔

● تم درجے میں بدتر ہو۔ کیونکہ تم نے اپنے باپ کو ایذا دی۔ اور نابالغ لڑکے کے قتل کا ارادہ کیا اور آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کہ حلال نہیں تھی۔ تم نے کھا لی۔ اور تم نے نبی کے سامنے جھوٹ بولا۔ پھر حضرت یوسف نے ابن یامین کے قید کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا میں اُسے غلام بنانا چاہتا ہوں بھائیوں نے کہا اے عزیز تو اسے قید نہ کر۔ کیونکہ اس کا باپ بہت بڈھا اور ضعیف ہے۔ اس کے بدلے ہم میں سے کسی ایک کو قید کر دے۔ اگر تو ہم سب کو قید کر لے اور اسے چھوڑ دے تو ہمارے نزدیک یہ اس سے بہتر ہے کہ تو اسے قید کر لے اور اسے چھوڑ دے تو ہمارے نزدیک یہ اس سے بہتر ہے کہ تو اسے قید کرے۔

حضرت یوسف نے کہا :

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ

کہا خدا کی پناہ کہ ہم لیں مگر اسی

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ○

کہا تمہارے نفس نے تمہیں کچھ حیلہ بنا دیا تو اچھا صبر ہے ، قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے ۔ وہی علم وحکمت والا ہے ۔ اور ان سے مُنہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا ۔

● بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات بنالی ہے۔ صبر کرنا اچھا ہے۔ اللہ عنقریب یوسف اور یوسف اور ابن یامین کو میرے پاس لے آویگا۔ بعض عالموں نے یہ سوال کیا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ کیوں کہا اور کہاں سے یہ جانا کہ وہ سب کے سب عنقریب آجائیں گے۔ بعض عالموں نے اس کا یہ جواب دیا ہے اس سبب سے جانا کہ مصیبت اپنی حد سے گذر گئی تھی اور بعض نے جواب دیا اس سبب سے جانا کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے ناامیدی سے کشایش بہت قریب ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت یعقوب کے پاس مَلک الموت آیا۔ حضرت یعقوب نے اُس سے کہا میں اپنی اولاد کے چہرے دیکھ لوں اس سے پہلے تو میری رُوح قبض کرنے چلا آیا۔ مَلک الموت نے کہا۔ میں رُوح قبض کرنے نہیں آیا۔ بلکہ آپ کی اجازت کے لئے آیا ہوں۔ حضرت یعقوب نے کہا میں تجھے تیرے رب کی قسم دیتا ہوں جو رُوحیں کہ تو نے نکالی ہیں تو نے ان میں یوسف کی رُوح بھی نکالی ہے یا نہیں۔ مَلک الموت نے کہا نہیں بلکہ یوسف زندہ ہے اور بادشاہ ہے اور اس کے پاس خزانے اور غلام اور لشکر ہیں۔ حضرت یعقوب نے کہا یوسف کہاں ہے۔ مَلک الموت نے کہا مجھے بتانے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن تو اسے عنقریب دیکھے گا۔ حضرت یعقوب نے کہا یوسف کے اوپر افسوس ہے۔

مضمون اشعار: امید ہے کہ عنقریب زمانہ مجھے اور تمہیں اکٹھا کر دے اور جو پیاسا ہے وہ وصل کے پانی سے سیراب ہو۔ گزرے ہوئے دن اور رات مجھے یاد آئے اور ان کی یاد آنے سے آنسو جاری ہو گئے کیا زمانہ بھی پھر یگا۔ کیا دوست کی زمین کی طرف پھر جاؤں گا۔ کیا دوست جدائی کے بعد پھر ملتے ہیں۔ کیا تارے چھپ جانے کے بعد پھر نکلتے ہیں ۔ یٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں جو عمر میری گذر گئی اُس پر افسوس ہے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میری موت آجائے اور میں یوسف کو نہ دیکھوں ۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ○ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کنارے جا لگیں یا جان سے گذر جائیں۔ کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۔

● بیٹوں نے کہا خدا کی قسم تُو یوسف کو ہمیشہ یاد کرتا رہے گا ۔ یہاں تک کہ تُو غم میں گھل جائے۔ یا ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت یعقوب نے کہا میں اپنا رنج اور غم اللہ سے بیان کرتا ہوں۔ تم سے بیان نہیں کرتا۔

اور شمعون سے کہا کہ عزیز مصر کو خط لکھ اگر میں عزیز مصر کا نام جانتا تو خط میں نام لکھتا۔ اے وہ شخص کہ جسے اس خدا نے عزت دی ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرا دل تنگ ہو گیا ہے اور غم نے میرے جوڑوں کو جُدا کر دیا ہے اور میں ہر ایک خوشی سے دُور ہوں اور ہر ایک غم کے قریب ہوں رات دِن رونا اور فریاد میرا کام ہے اور میں انبیائے کرام کی اولاد میں سے ہوں۔ اور مجھ سے چور پیدا نہیں ہوتے اور ہم خاص لوگ ہیں۔ اور مجھے یہ خبر دی گئی

ہے کہ تو نے رات کو میرے لڑکے کے اسباب میں جام رکھ دیا۔ تو نبیوں کی اولاد کے ساتھ نادانوں کا سا کام نہ کر۔ میں نے سُنا ہے کہ تو کریم اور رحیم ہے۔ میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے لڑکے کو میرے پاس اس سے پہلے بھیج دے کہ جو میرے دل میں ہے میری زبان پہ آئے اور تجھے اور تیری اولاد کو میری بددعا لگے۔ مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ جب حضرت یوسف کے پاس حضرت یعقوب کا یہ خط پہنچا تو خط کو کھولا۔ اور پڑھا اور آنکھوں پہ رکھا پھر تخت کے اُوپر سے اُتر کر بھائیوں کے ساتھ ایک بچھونے پر آ بیٹھے۔ اور کہا اے اولادِ یعقوب اس وقت تک میں نے ترجمان کو حکم دیا کہ وہ تم سے کلام کرے اور آج میں نے درمیان سے ترجمان کو دور کیا۔ اور وہ بیعنامہ جو حضرت یوسف کے بیچنے کے وقت بھائیوں نے لکھا تھا۔ حضرت یوسف نے اُن کی طرف پھینکدیا۔ اور بادشاہِ مصر نے مالک بن زعر کے پاس کسی کو بھیجکر وہ بیعنامہ منگوا لیا تھا۔ جب بھائیوں نے اس بیعنامہ کو دیکھا تو ان کے رنگ بدل گئے اور اعضا کانپنے لگے۔ پھر انھوں نے انکار کیا اور کہا یہ ہمارا خط نہیں ہے۔

نُکتہ: اسی طرح گناہگار قیامت کے دن انکار کرے گا اور کہے گا یہ میرا اعمالنامہ نہیں ہے۔ اور اللہ کہے گا اے بُرے بندے تو اعمالنامہ کا انکار کرتا ہے اور میرے پاس تیرے دو فرشتے اور تیرے اعضا اور زمانہ اور مکان اور لوح اور قلم گواہ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَيْدِيهِمْ وَأَلْسِنَتُهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ۔ "جس دن کہ گواہی دیں گے اُن کے اوپر اُن کے ہاتھ اور ان کی زبانیں اور اُن کے پاؤں۔" پھر حضرت یوسف نے اپنا جام لے لیا اور حضرت یوسف کے ہاتھ میں سونے کی ایک سلائی تھی۔ اُس سلائی کو جام میں مارا اور پھر حضرت یوسف نے کہا کہ میرا یہ جام زمانہ گذشتہ میں جو کچھ ہوا ہے اس کی خبر دیتا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس سے زمانہ گذشتہ کا حال پوچھوں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ جام پر سلائی ماری اور

پھر اس کی طرف کان لگا کر سننے لگے۔ پھر کہا اے اولادِ یعقوب یہ جام یہ کہتا ہے کہ تم نے یوسف اور یعقوب میں جدائی کر دی اور تم نے اُس کے اوپر ظلم کیا۔ اُنہوں نے کہا ہاں یہ جام سچ کہتا ہے۔ پھر دوسری دفعہ سلائی ماری اور اس میں سے ایک آواز آئی۔ حضرت یوسف نے پھر کان لگا کر سُنا۔ یہاں تک کہ جام کی آواز ٹھہر گئی۔ پھر کہا تم نے یوسف کا کھانا کتے کے سامنے پھینک دیا۔ اور اُس کے پینے کا پانی جو کوزے میں تھا اُسے گرا دیا۔ اور تم نے یوسف کو مارا اور اُس کے طمانچے لگائے۔ کیا تم نے یہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں جام سچا ہے۔ پھر سلائی تیسری دفعہ ماری اور کہا تم نے اُس کے قتل کا ارادہ کیا اور تمہارے بھائی یہودا نے تمہارے ہاتھ سے اُسے چھوڑا دیا۔ اُنہوں نے کہا جام سچا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تم میں سے یہودا کون سا ہے۔ اُنہوں نے یہودا کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت یوسف نے یہودا سے کہا۔ اے یہودا خدا تجھے جزائے خیر دے۔ بھائیوں نے کہا اے بادشاہ جام سے پوچھ کہ ہمیں دوبارا رسوا کرے گا۔ حضرت یوسف نے پھر چوتھی دفعہ سلائی ماری اور کہا یہ کہتا ہے کہ تم نے اُسے کنوئیں میں ڈالا پھر کنوئیں میں سے نکال کر تھوڑے درہموں کے بدلے تم نے اُسے بیچدیا۔ کیا تم نے ایسا کیا تھا؟ بھائیوں نے کہا ہاں۔ حضرت یوسف نے کہا تم نے بہت بُرا کیا اور حضرت یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا کہ ان کے ہاتھ پکڑوا اور ان کی گردنیں مار دو۔ غلاموں نے پکڑے اُن کے ہاتھ باندھ دیئے۔ جب غلام انھیں لے چلے تو انہوں نے حضرت یوسف کی طرف پھر کے دیکھا۔ حضرت یوسف نے کہا انہیں واپس لے آؤ۔ وہ اُس وقت واپس لے آئے اور وہ رو کر یہ کہنے لگے کہ ہمارا باپ ایک بھائی کے گم ہو جانے سے اس قدر رویا کہ اس کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں۔ اگر وہ اپنے سب بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر سُنے گا تو اُس کا کیا حال ہوگا۔ اُن کا یہ قول سُن کر حضرت یوسف کو ہنسی آ گئی اور اُنہوں نے

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝

اے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔ پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے۔ تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے۔ بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم نادان تھے۔

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ۝

بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی۔ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا بیشک جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا۔ بولے خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطاوار تھے۔

کیا "تو ہی یوسف ہے"؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا "ہاں میں یوسف ہوں۔ اور یہ میرا بھائی ابن یامین ہے" بھائیوں نے سر جھکا لیا اور بہت روئے، اور کہنے لگے تو ہمارے فعل کی طرف نہ دیکھ بلکہ خدا نے جو تیرے ساتھ کیا ہے۔ تو اس کی طرف دیکھ۔ بھائیوں نے کہا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر پسند کیا۔ اور بے شک ہم سے خطا ہوئی۔" اسی وقت حضرت یوسف کھڑے ہوئے اور سب بھائیوں کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور یہ کہا کہ:

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں، اللہ تمھیں معاف کرے، اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

● "نہ آج تمہارے اوپر کسی کی سزا ہے اور قیامت کو بھی اللہ تمہیں بخشے" یعنی تمہارے اوپر کسی طرح کا عتاب نہیں ہے اور نہ تم سے کسی قسم کی شکایت ہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے میں اللہ کے سامنے بھی تم سے اس کا بدلہ نہیں لوں گا۔ میں نے سب معاف کیا اور اللہ سے بھی تمہارے لئے بخشش چاہتا ہوں اور اللہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

میرا یہ کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔

● میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اور یہ نہ کہا کہ میری انگوٹھی یا عمامہ لے جاؤ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ کرتا جنت کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت پہنایا

تھا کہ جس وقت وہ نمرود کی آگ میں ڈالے گئے تھے۔ اور کرتے کا لانیوالا یہودا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جھوٹے خون سے آلودہ کیا ہوا کرتا بھی وہی لایا تھا۔ اس سبب سے خوشخبری کا کرتا بھی وہی لایا۔ اور بعض عالم کہتے ہیں کہ کرتا وہ غلام لایا تھا کہ جسے حضرت یعقوب نے بیچدیا تھا۔ اور اس کا قصہ یہ ہے کہ جب راحیل کا انتقال ہو گیا تو حضرت یعقوب نے بن یامین کے دودھ پلانے کے لیے ایک لونڈی خریدی اور جب اُس لونڈی کے بچہ پیدا ہوا تو اُسے اُس کی ماں سے الگ کر دیا۔ اور اسے بیچ ڈالا تاکہ اُس کا سارا دودھ ابن یامین ہی کے لئے رہے۔ وہ لونڈی روئی اور اُس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اے خدا جس طرح اس نے مجھ سے میرا بچہ جُدا کیا ہے۔ تو اسی طرح اُس سے اُس کے بچے کو جُدا کر جس سے یہ محبت رکھتا ہے۔ اُسی وقت غیب سے آواز دینے والے نے غیب سے آواز دی اور یہ کہا تو غم نہ کر۔ اللہ نے تیری دعا قبول کر لی اور اللہ یعقوب سے اُس لڑکے کو جدا کر دیگا کہ جس سے وہ محبت رکھتا ہے اور جب تک تیرا لڑکا بشیر تجھ سے نہیں ملے گا اس وقت تک اُس کا لڑکا بھی اُس سے نہیں ملے گا۔ اور حضرت یوسف نے مصر میں کسی سوداگر سے اُسے خرید لیا۔ اور یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ وہی لڑکا ہے۔ اور حضرت یوسف نے اپنے کاموں کے لئے اُسے جابجا شہروں میں بھیجتے تھے۔ یہی لڑکا حضرت یوسف کا خط اور کرتا لایا۔ اور یہ اللہ نے اس لئے مقدر کیا تھا۔ کہ حضرت یوسف اور حضرت یعقوب کی ملاقات سے پہلے یہ لڑکا اپنی ماں سے مل لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میں اللہ کے ساتھ اُس شخص سے پناہ مانگتا ہوں جو بچے کو اس کی ماں سے جدا کر دے۔"

جس وقت بشیر مصر سے چلا تو ہوا نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ کرتے اور خط کے پہنچنے سے پہلے میں حضرت یعقوب کے پاس حضرت یوسف کی خوشبو پہنچا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔ حضرت یعقوب اپنی اولاد کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے کہا میرا غم جاتا رہا مجھے گمان ہے کہ خوشی قریب آ گئی۔ اور بعض عالموں نے کہا کہ حضرت یعقوب اٹاری سے اُترے اور انھیں حضرت یوسف کی خوشبو آئی وہ گھر میں پھرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ مجھے یوسف کی خوشبو آئی ہے۔ مجھے یہ گمان ہے کہ جو بھیڑیا یوسف کو کھا گیا ہے وہ ہمارے شہر میں پھر رہا ہے کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت یعقوب اسی حالت میں تھے کہ پھر انھیں یوسف کی خوشبو آئی اور وہ ہنسے اور جب حضرت یعقوب اپنے حجرے سے نکلے تو انہوں نے دو مہینے کی راہ سے حضرت یوسف کی خوشبو سونگھی اسی طرح مومن جنت کی خوشبو سونگھتا ہے پانچسو برس کی راہ سے جس وقت کہ اپنی قبر سے نکلتا ہے۔" اور کہا:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ○	جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے۔ بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں۔

● "اے اولاد مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ اس کی عقل جاتی رہی ہے اولاد نے کہا خدا کی قسم تو اپنی قدیمی اور پرانی محبت میں ہے۔"

فصل ریاح یعنی ہواؤں کے بیان میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی ایک ہوا ہے۔ وہ صبح کے وقت چلتی ہے اور ذکر اور استغفار کو اٹھا کر اللہ کے پاس لے جاتی ہے اور اس کا نام ریح العشاق ہے۔

اور ہواؤں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ الفت اور محبت کی ہوا۔ اور قربت اور نزدیکی کی ہوا۔ اور توفیق کی ہوا اور انابت اور رجوع کی ہوا اور ندا کی ہوا، اور وصل کی ہوا۔ اور فہم کی ہوا۔ الفت کی ہوا محبت رکھنے والوں کے لئے ہے اور قربت اور نزدیکی کی ہوا جہاد کرنیوالوں کے لئے ہے۔ اور توفیق کی ہوا۔ ان لوگوں کے لئے ہے کہ جن کو اطاعت اور بندگی کی توفیق دی گئی ہے اور انابت اور رجوع کی ہوا توبہ کرنیوالوں کے لئے ہے اور ندا کی ہوا ذکر کرنیوالوں کے لئے ہے اور وصل کی ہوا عارفوں اور خدا کے پہچاننے والوں کے لئے ہے۔ اور فہم اور سمجھ کی ہوا عالموں کے لئے ہے۔"

اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ حضرت یعقوب نے یہ نہیں کہا کہ کرتے کی خوشبو آتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ دوست حبیب ہی کا ذکر کیا کرتا ہے اور واسطے کا ذکر نہیں کیا کرتا۔ جب بشیر کنعان میں پہنچا تو اُس نے اپنی ماں کو کنوئیں پر کپڑے دھوتے پایا۔ اور بشیر نے اُس سے حضرت یعقوب کا مکان پوچھا۔ اس کی ماں نے سر اُٹھا کے کہا "تیری حضرت یعقوب سے کیا غرض ہے وہ کسی کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کسی کی بات سنتا ہے۔ اور نہ کسی کی حاجت پوری کرتا ہے۔ وہ رات دن غمگین اور شکستہ دل ہے۔" بشیر نے کہا "مَیں تجھ سے قصہ سننا نہیں چاہتا۔ تو مجھے اس کا مکان بتا دے میں یوسف کا قاصد ہوں۔" وہ یہ سنتے ہی چیخنے لگی اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کے کہنے لگی اے خدا تو نے مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا۔ بشیر نے اُس سے کہا اے عورت تیرا کیا حال ہے۔ اُس نے اپنا سارا قصہ بشیر سے بیان کیا۔ بشیر نے کہا تیرے لڑکے کا نام کیا ہے اُس نے کہا بشیر۔ بشیر نے کہا کھڑی ہو کہ تیرا وعدہ پورا ہو گیا۔ اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ تاکہ تو مجھے اچھی طرح سے سونگھے اور خوب پہچانے اور تیرا پرانا غم دور ہو جائے تیرا بیٹا بشیر مَیں ہی ہوں۔ یہ سنتے ہی بشیر کی ماں بشیر کے پاس آئی اور اُسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور اُسے اچھی طرح سے پہچانا۔ اور اپنے گھر یعنی اپنے آقا حضرت

یعقوب کے گھر اُسے لے آئی اور حضرت یعقوب کے پاس گئی۔ جب حضرت یعقوب سے بات کرنے کا ارادہ کیا تو بیہوش ہو کر گر پڑی پھر کھڑی ہوئی اور حضرت یعقوب کو خبر دی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○	پھر جب خوشی سنانے والا آیا۔ اُس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا، اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں کہا مَیں نے نہیں کہا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔
قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ○ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ○	بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہ کی معافی مانگیے بیشک ہم خطاوار ہیں۔ کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے، اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو، اللہ چاہے تو امان کے ساتھ۔

• پھر بشیر آیا اور جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے کرتا لپیٹ دیا تھا۔ اُسی طرح لپٹا ہوا حضرت یعقوب کے چہرے پر اُس نے ڈال دیا اور حضرت یعقوب نے دیر تک اُس کی خوشبو سونگھی اور بینائی واپس آ گئی اور آنکھیں جیسے پہلے روشن تھیں ویسے ہی روشن ہو گئیں۔

مضمون اشعار: خوشخبری دینے والے نے آ کے اُس کے آنے کی خوشخبری دی۔ خوشخبری دینے والے کے قول سے میں سرور اور خوشی سے بھر گیا۔ اور خوشخبری دینے والا میری جان پر قناعت کر لیتا تو مَیں جان اُسے دیدیتا۔ اور میں اس بدلے کو بہت ہی کم جانتا، اگر خوشخبری دینے والا دونوں آنکھیں مانگتا تو مَیں کہتا لے اور یہ بھی کہتا

کہ تو نے مجھ سے کچھ بہت نہیں مانگا۔

اور حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں کہ تم نہیں جانتے۔"

پھر حضرت یعقوب نے بشیر کے چہرے کو دیر تک دیکھا اور یہ کہا کہ تُو کون ہے۔ بشیر نے کہا میں وہ ہُوں کہ تو نے مجھے میری والدہ سے جُدا کر دیا تھا۔ میں بشیر ہوں۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام رُو کر کہنے لگے جو کچھ کہ میں نے بشیر کے ساتھ کیا مجھے اس پر بڑا افسوس ہے اور بشیر سے کہا تو کیا چاہتا ہے۔ بشیر نے کہا مجھے دُنیا کی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں۔ حضرت یعقوب نے فرمایا۔ جس طرح تو نے رنج اور غم کو میرے اوپر آسان کر دیا۔ اللہ موت کی سختی تیرے اُوپر آسان کر دے۔ پھر حضرت یوسف کے ہاتھ کا لکھا ہُوا خط اُٹھایا اور اسے اپنے رخسار پر رکھا۔ اور کہا خدا کا شکر ہے کہ میں نے یوسف کے ہاتھ کا لکھا ہُوا خط دیکھا۔ اور خط میں یہ لکھا ہُوا تھا: اے میرے باپ میں نے آپ کی زیارت کا ارادہ کیا اور میں نے آپ کے پاس آنے کا قصد کیا۔ اور میرے خدا نے مجھے یہ حکم کیا۔ کہ آپ میرے پاس آئیں اور آپ میرے پاس رہیں تاکہ آپ کو دو خوشیاں ہوں۔ ایک ملاقات کی خوشی۔ اور دوسری بخشش اور عطا کی خوشی۔

مضمونِ شعر: "ہم کو بہت بڑی خوشی اور سرور ہے مگر بن تمہارے خوشی پوری نہیں۔"

اور خط کے آخر میں یہ لکھا ہُوا تھا کہ میں آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کپڑوں کے ایک سو اسّی جوڑے اور زریں عمامے اور زریں کرتے اور زریں دوپٹے اور ہر ایک کے لئے ایک خچر کہ جس کا زین اور لگام جواہرات سے جڑا ہُوا ہے بھیجتا ہوں اور ہر ایک خچر کے ساتھ ایک غلام ہے اور میرے پاس ان میں سے ہر ایک کے لئے عمدہ عمدہ کپڑے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مصر میں شان و شوکت کے ساتھ آئیں۔ تاکہ کوئی آپ کو فقیر اور محتاج نہ کہے اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔ اور قبطی لوگ جو کافر ہیں آپ کی محتاجی اور مسکینی کے ساتھ عار نہ دلائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

"مومنوں سے ذلت اور عاجزی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور کافروں کے ساتھ عزت اور شان شوکت کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔"

نکتہ: اے سننے والے خدا تیری مدد کرے مومن جب قبر سے نکلے گا۔ تو وہ ایک گھوڑا دیکھے گا کہ وہ دونوں بازوؤں سے اُڑتا ہے اور وہ ہر قسم کی زینت سے آراستہ اور مزین ہے اور اُس کے ساتھ ایک مقرب فرشتہ ہے اور اس فرشتہ کے ساتھ جنّت کے کپڑے ہیں۔ وُہ فرشتہ مومن سے کہے گا اے خدا کے دوست یہ کپڑے پہن اور آراستہ اور مزین ہو اور اس کے اوپر سوار ہو تاکہ تیرے کافر دشمن تیرے اُوپر نہ ہنسیں۔ اے گنہگارو تم ان کی مثل نہ ہو۔ بلکے ننگے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ "کیا مومن اور فاسق دونوں برابر ہیں، ہرگز برابر نہیں ہیں۔"

راوی کہتا ہے کہ حضرت یعقوب نے غسل کیا اور کپڑے پہنے اور اولاد کو بھی کپڑے پہنائے اور مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور حضرت یعقوب کے آنے کی خبر دی تو حضرت یوسف نے سارے لشکر کو اُن کے استقبال کے لئے جانے کا حکم دیا۔ جب صبح ہوئی تو تیس ہزار پہلوان گھوڑوں پر سوار حضرت یعقوب کو ملے۔ حضرت یعقوب کو دیکھتے ہی وہ سب کے سب گھوڑوں سے اُترے اور سجدے میں گر پڑے۔ حضرت یعقوب نے یہ جانا کہ یہ یوسف کا لشکر ہے۔ جب حضرت یعقوب تھوڑی دور اور آگے بڑھے تو تیس ہزار آدمی گھوڑوں پر سوار اُن کو ملے۔ وہ بھی دیکھتے ہی گھوڑوں سے اُتر پڑے اور سلام کیا۔ حضرت یعقوب نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ آپ کے بیٹے حضرت یوسف کا لشکر ہے۔ پھر حضرت یعقوب ذرا اور آگے بڑھے تو ہزار نہایت

عمدہ اونٹنیاں اور چار ہزار خچر ملے اور ہر ایک اونٹنی پر دیبا پڑا ہوا تھا اور اس پر ایک غلام مزین اور آراستہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور خچروں پر عماریاں رکھی ہوئی تھیں اور ہر ایک عماری میں دو لونڈیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت یعقوب نے پوچھا یہ سب لوگ یوسف ہی کے ہیں۔ جب حضرت یعقوب بابلس میں پہنچے اور وہ مصر سے چار فرسنگ ہے تو حضرت یعقوب کو چالیس ہزار بڈھے ملے۔ حضرت یعقوب نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ان لوگوں کو حضرت یوسف نے آپ کے پاس اس سبب سے بھیجا ہے کہ انہوں نے جو آپ کی مخالفت کی تھی اور بھائیوں سے خواب بیان کر دیا تھا۔ آپ ان لوگوں کا قصور ان لوگوں کے سبب سے بخش دیں۔ حضرت یعقوب یہ سن کر رونے لگے۔ جب حضرت یعقوب مصر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک عماری دیکھی لوگوں نے حضرت یعقوب سے کہا یہ حضرت یوسف کی عماری ہے جب حضرت یعقوب اور حضرت یوسف دونوں قریب ہوئے تو غیب سے کسی نے ایک تیر پھینکا۔ اسی وقت حضرت یعقوب نے پیچھے پھر کے دیکھا اور کچھ کہا کہ سنائی نہیں دیا اور حضرت یوسف نے بھی پیچھے پھر کے دیکھا اور کچھ کہا کہ سنائی نہیں دیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے یہ کہا تھا اے بیت الاحزان اے غمخانے میں نے تجھے رخصت کیا اور دوست دوست کے پاس پہنچ گیا۔ اور حضرت یوسف نے پیچھے پھر کے دیکھنے کے وقت یہ کہا تھا اے مصر والو تم سب میرے غلام ہو اپنے باپ کے دیدار کے سبب سے میں نے تم سب کو آزاد کر دیا۔

نکتہ: حضرت یوسف نے حضرت یعقوب کے سبب سے سب غلام آزاد کر دیئے تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے دوزخ سے آزاد کر دے۔ کیونکہ حضرت یوسف کے نزدیک حضرت یعقوب کی جس قدر بزرگی تھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اس سے زیادہ ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے قریب آئے

تو سواری سے نہیں اترے بلکہ ہاتھ بڑھایا اور حضرت یعقوب کا سر پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا اور اپنا رخسار حضرت یعقوب علیہ السلام کے رخسار پر رکھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اے غموں کے دور کرنیوالے اور حضرت جبرئیل نے آکے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تم اپنے والد کی تعظیم کے لئے سواری سے کیوں نہیں اترے۔ حضرت یوسف نے کہا۔ خوشی کے سبب سے بھول گیا۔ حضرت جبرئیل نے کہا باپ کی تواضع نہ کرنے اور سواری سے نہ اترنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے توجہ ہٹائے گا اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے لشکروں سمیت اپنے باپ اور اللہ کے نبی کا استقبال تین دن کی راہ سے کیا تھا۔ جب زلیخا نے حضرت یعقوب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو مصر کی ایک عورت سے کہا میرا ہاتھ پکڑ کے لے چل اور مجھے سر راہ کھڑا کر دے۔ جب حضرت یوسف میرے قریب آئے تو مجھے خبر دے۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ زلیخا نے پکارا اے یوسف حضرت یوسف نے کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اسے پہچانا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خچر کی لگام پکڑ لی۔ اور حضرت یوسف سے کہا اترو اور اس عورت کو جواب دو۔

فصل اولوالعزم رسولوں کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کے شمار کے بیان میں

بعض عالموں نے کہا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بارہ دفعہ آئے اور حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس چار دفعہ اور حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پچاس دفعہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لڑکپن میں بیالیس دفعہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چار سو دفعہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تیرہ دفعہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

بیس ہزار چار دفعہ۔ یوسف علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل یہ کون عورت ہے۔ حضرت جبرئیل نے کہا آپ خود اتریئے اور اس سے پوچھئے کون عورت ہے۔ اُسی وقت حضرت یوسف نے اتر کے اُس سے پوچھا تُو کون عورت ہے۔ زلیخا نے کہا گویا تو مجھے نہیں پہچانتا۔ حضرت یوسف نے کہا نہیں۔ زلیخا نے اپنا سر کھول کے اُس پہ ایک مٹھی خاک ڈال لی اور کہا افسوس میں نے ایسے شخص سے محبت کی جو مجھے نہیں پہچانتا۔ اے یوسف اطاعت اور معرفت یعنی خدا کے حکم کا ماننا اور خدا کو پہچاننا غلام کو بادشاہ کر دیتا ہے، اور گناہ کرنا اور خدا کو نہ پہچاننا بادشاہ کو غلام بنا دیتا ہے۔ میں وہی زلیخا ہوں کہ میں نے اپنی جان اور اپنے بدن سے تیری خدمت کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے ضعف اور عاجزی اور بڑھاپے سے حیرت ہوئی کیونکہ حضرت یوسف کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ زندہ ہے یا مر گئی۔ حضرت جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اس کی حاجت پوری کر۔ حضرت یوسف نے زلیخا سے کہا تیری کیا حاجت ہے۔ زلیخا نے کہا میں یہ چاہتی ہوں کہ تو میرا خاوند ہو اور میں تیری بی بی۔ حضرت یوسف نے کہا میں تجھ سے نکاح کر کے کیا کروں گا۔ تو بڑھیا اور فقیرنی اور اندھی اور کافرہ ہے۔ اُسی وقت آسمان سے ایک اور فرشتے نے آکے کہا اے یوسف اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے اگر وہ بڑھیا ہے تو اسے ہم لڑکی کر دیں گے۔ اور اگر وہ فقیرنی ہے تو اسے ہم تونگر کر دیں گے۔ اور اگر کافرہ ہے تو ہم مومن کر دیں گے۔ کیونکہ " جو ہم سے بلا واسطہ محبت رکھتا ہے وہ اس سے محبت رکھتی ہے " حضرت جبرئیل نے زلیخا کو چھوا۔ حضرت جبرئیل کے چھوتے ہی زلیخا حسن و جمال میں اپنے زمانے میں سب سے زیادہ ہو گئی اور کنواری تو تھی ہی۔

اُسی وقت حضرت یوسف کو زلیخا سے محبت ہو گئی اور حضرت یعقوب نے ان کا نکاح پڑھا دیا۔ جب حضرت یوسف نے زلیخا کے ساتھ خلوت کی تو اس کو کنواری پایا۔ پھر زلیخا نے ایک مکان پسند کر لیا اور اُس کا دروازہ بند کر لیا۔ اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئی۔

واپس جا کہ حال بدل گیا جو تجھ سے بہتر ہے میں نے اُسے پا لیا۔ حضرت یوسف دروازہ توڑ کے اُس کے پاس آئے اور اس کی طرف بڑھے مگر زلیخا اُن سے بھاگی اور حضرت یوسف کے ہاتھ سے زلیخا کا کرتا پھٹ گیا۔ اُسی وقت ایک فرشتے نے آکے یہ کہا، اے یوسف یہاں بدلا ہے محبت کے بدلے محبت ہے اور طلب کے بدلے طلب اور عشق کے بدلے عشق ہے اور بھاگنے کے بدلے بھاگنا اور کرتے کے پھاڑنے کے بدلے کرتے کا پھاڑنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ " در تحقیق جان جان کے بدلے ہے اور آنکھ آنکھ کے بدلے اور ناک ناک کے بدلے اور کان کان کے بدلے اور دانت دانت کے بدلے اور زخموں کا بدلا ہے "

جب حضرت یوسف نے زلیخا سے صحبت کی زلیخا کو باکرہ پایا اور کہا اے زلیخا اس وقت کے سوائے میں نے تیرا حسن کبھی نہیں دیکھا اور زلیخا سے اُس کا حال دریافت کیا زلیخا نے جواب دیا کہ جب قطیفور مجھ سے صحبت کرنے کا ارادہ کرتا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اُسے پکڑ لیا ہے اور وہ مجھ پر قادر نہیں ہو سکتا تھا حضرت یوسف کو اِس سے تعجب ہوا اور انہوں نے یہ جانا کہ اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے میرے لئے پیدا کیا تھا۔ بعض عالم کہتے ہیں کہ زلیخا حضرت یوسف کے پاس تہتر برس رہی اور حضرت یوسف کے زلیخا سے گیارہ لڑکے پیدا ہوئے بعض عالم کہتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب حضرت یوسف کے پاس پہنچے تو اُن کے ساتھ اولاد اور اولاد کی اولاد چار سو تھی۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں پہنچے تو آنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بھائیوں کا واقعہ پورا اول سے آخر تک مجھے سُنا۔ حضرت یوسف نے پورا قصہ بیان کیا حضرت یعقوب کو قصہ سُن کر غش آگیا۔ جب حضرت یعقوب کو ہوش آیا تو حضرت یوسف نے

کہا ابا جان وہ دِن گذر گئے اور دوست دوست کے پاس پہنچ گیا اور خدا کے لئے بڑی حمد اور ثنا اور شکر ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ حضرت یوسف نے والد کو دائیں طرف بٹھا۔ اور خالہ کو بائیں طرف اور بھائیوں کو سامنے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ یٰٓاَبَتِ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَھَا رَبِّیْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِکُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ۭ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ۭ اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝

اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لئے سجدے میں گرے۔ اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے بے شک اُسے میرے رب نے سچا کیا اور بیشک اُس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرادی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کردے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔

● اور اس نے ماں باپ کو تخت پر بیٹھا لیا اور سب کے سب سجدے میں گر پڑے اور اور انہوں نے سجدے میں یہ کہا پاک ہے وہ ذات کہ جس نے سب کو اکٹھا کر دیا۔ اور حضرت یوسف نے کہا اے باپ میں نے جو پہلے خواب دیکھا تھا یہ اُس کی تعبیر ہے۔ اللہ نے میرے خواب کو سچا کر دیا۔ کعب نے کہا ہے کہ حضرت یوسف کے سامنے سجدۂ تعظیمی سجدہ کیا۔ اور سجدہ اللہ کے لئے تھا اور اس وقت حضرت یُوسف کے بھائیوں نے باپ سے کہا اے باپ آپ یوسف سے کہیں کہ وہ ہمارا قصور معاف کر دے۔ حضرت یعقوب نے کہا، اے آنکھوں کی ٹھنڈک میں یہ چاہتا ہوں کہ تو اپنے بھائیوں کا قصور معاف کر دے۔ حضرت یوسف نے کہا،

میں آپ کے آنے سے پہلے ہی اُن کا قصور معاف کر چکا اور میں اُنہیں اُن کے فعل کی سزا نہیں دُوں گا۔ اور مَیں نے اللہ کی وجہ سے اور آپ کی وجہ سے اُن کا قصور معاف کر دیا۔ اور اللہ ہمارا اور اُن کا سَب کا قصور معاف کرے۔

نُکتہ: اللہ کریم ہے جس طرح اُس نے حضرت یعقوب اور ان کی اولاد کو اکٹھا کر دیا اور ملا دیا اسی طرح آخرت میں مومنوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اکٹھا کرے گا اور ملا دے گا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے باپ سے سوال کیا کہ جب تک اللہ مجھ میں اور آپ میں جدائی کرے اُس وقت تک آپ میرے محل میں میرے تخت پر رہیں۔ حضرت یعقوب نے کہا بیٹا تیرے باپ کو یہ زیبا نہیں ہے۔ لیکن تو میرے لئے تنے کا ایک ایسا مکان بنا دے کہ جس میں دھوپ کا بچاؤ ہو تاکہ میں اُس میں اللہ کی عبادت کروں۔ اور جو جو نعمتیں مجھے دی ہیں۔ اُن کا شکرادا کروں اور رات دن میں اُس میں رہوں اور رات کے قریب تو میرے پاس آئے اور رات کو تو میرے ہی پاس سو دے تاکہ میں تیری خوشبو سونگھوں اور میری روح زندہ اور تازہ ہو۔ حضرت یوسف نے کہا میں نے آپ کے اِس حکم کو قبول کیا اور حضرت یعقوب کے ارشاد کے موافق حضرت یعقوب کے لئے خلوت کا مکان بنوا دیا۔ حضرت یعقوب اُس میں چلے گئے اور وہ دِن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے اور عبادت میں بہت کوشش اور جانفشانی کرتے تھے۔ اور ابن یامین کے سوائے اور سَب بھائیوں کے رہنے کے لئے الگ الگ محل بنوا دیئے اور ابن یامین حضرت یوسف کے محل میں رہتے تھے۔ اور زلیخا نے حضرت یعقوب سے اس قدر علم اور عبادت سیکھی کہ عالم اور فقیہ اور مصر کے سب مرد اور عورتوں سے افضل ہو گئی اور حضرت یعقوب مصر میں چالیس برس زندہ رہے۔ اور اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو علم اور فقہ خوب سکھایا۔ اور حضرت یعقوب اور حضرت یعقوب کی اولاد میں سے ہر ایک کے بارہ بارہ لڑکے تھے اور وہ سَب کے سَب نبی

اور صالح اور کمال سرور اور عافیت اور عبادت میں تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السّلام کا وصال :

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ تو اپنے باپ دادا کے قبرستان میں چلا جا اور وہ بیت المقدس میں ہے تاکہ تجھے موت وہاں آئے۔ اُسی وقت حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو بلا کے کہا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے قبرستان میں چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے میری روح قبض کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا روح قبض کرنے کا وعدہ کب ہے۔ فرمایا وعدہ قریب ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ سُن کر رونے لگے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے سفر کا سامان مہیا کر دیا اور حضرت یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے نکلے اور حضرت یعقوب وہاں سے روانہ ہوئے اور بیت المقدس میں اپنے باپ دادا کے قبرستان کے قریب پہنچے اور وہاں حضرت یعقوب علیہ السلام پر نیند کا غلبہ ہُوا اور انہوں نے خواب میں حضرت ابراہیم کو سُرخ جواہرات کی کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ اور وہ جواہرات سورج کی طرح روشن تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بائیں ہاتھ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا دایاں ہاتھ پکڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں، اے یعقوب تو ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیرے منتظر ہیں۔ اسی وقت نہایت خوشی اور سرور کی حالت میں حضرت یعقوب جاگ اُٹھے اور اسی وقت اونٹنی کے پاس گئے اور اسے قاصد کرکے حضرت یوسفؑ کے پاس بھیجا اور اونٹنی سے کہا کہ تو یوسف سے جا کے کہہ دے کہ میں اپنے رب کے پاس جانے والا ہوں۔ اونٹنی تو قاصد ہو کر حضرت یوسف کی طرف روانہ ہوئی۔ اور خود حضرت یعقوب قبرستان

میں پھرنے لگے۔ اور کلام اللہ اور کلمہ شہادت پڑھنے لگے۔ یکایک ایک کھُدی ہوئی قبر کے پاس ان کا گذر ہُوا۔ اس میں سے نہایت عمدہ خوشبو آتی تھی۔ اُس قبر کی نسبت فکر کرنے لگے اور پھرتے رہے کہ یکایک ملک الموت آدمی کی شکل میں اُن کے پاس آیا۔ حضرت یعقوب نے کہا اے خدا کے بندے تجھے معلوم ہے کہ یہ قبر کس کے لئے ہے۔ کہا ہاں ایک ایسے شخص کے لئے ہے۔ جو اللہ کے نزدیک بزرگ ہے۔ حضرت یعقوب نے کہا تو اُسے جانتا ہے کہا ہاں۔ حضرت یعقوب نے کہا وہ کون شخص ہے ملک الموت نے کہا مجھے بیان کرنے کا حکم نہیں ہے۔ حضرت یعقوب نے کہا اے خدا اسے میرا گھر اور میری قبر کر دے۔ غیب سے آواز آئی اے اسحٰق کے بیٹے یہ قبر ہم نے تیرے لئے کر دی۔ اسی وقت ملک الموت قبض کرنے کی صورت میں آ گیا۔ حضرت یعقوب نے کہا اے شخص تو کون ہے کہ تجھے دیکھتے ہی میرے سب اعضاء اور جوڑ بے قابو ہو گئے۔ اُس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ حضرت یعقوب نے کہا زیارت کے لئے آئے ہو یا رُوح قبض کرنے کے لئے۔ ملک الموت نے کہا زیارت کے لئے بھی اور رُوح قبض کرنے کے لئے بھی۔ حضرت یعقوب نے کہا اللہ کے حکم اور اللہ کی ملاقات پر مرحبا صد مرحبا۔ اور حضرت یعقوب چت لیٹ گئے اور ملک الموت رُوح نکالنے لگا۔ حضرت یعقوب نے ملک الموت سے کہا کہ میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے حبیب یوسف کی رُوح آسانی سے نکالے۔ پھر حضرت یعقوب نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پڑھا۔ یعنی اللہ کے سوائے اور کوئی معبود نہیں اور وہ ایک ہے۔ اور کوئی اُس کا شریک نہیں ہے۔ پھر ملک الموت نے حضرت یعقوب کی روح نکال لی۔

"اللہ کی رحمت ہو اُن پر اور اُن کے سب باپ دادا پر"

کعب نے کہا ہے کہ حضرت یعقوب کی دو سو برس کی عمر تھی۔ حضرت یعقوب کی رُوح کو ملک الموت آسمان کی طرف لے گیا۔ اور فرشتوں نے حضرت یعقوب کی رُوح کا استقبال کیا۔

اور جبرائیل اور میکائیل اور فرشتوں کے ایک گروہ نے زمین پر اُتر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کو غسل دیا اور کفنایا اور نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ اور یہ کہا کہ یوسف علیہ السلام سے میرا اسلام کہو اور یہ کہو کہ اللہ تیرے باپ یعقوب علیہ السلام کے وصال فرمانے میں تجھے اجر دے۔ حضرت جبرئیل اونٹنی سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اور جس طرح اللہ نے حکم کیا تھا اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی تعزیت کی اور اونٹنی کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اونٹنی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے گویا اور بات کرنے کی طاقت دے دی اونٹنی نے عراقی زبان میں باتیں کیں اور کہا اے یوسف علیہ السلام! السّلام علیک اور تیرا باپ قیامت تک تجھے سلام کہتا ہے اور وہ رحمٰن کے پاس پہنچ گیا اور تیرا باپ تجھ سے راضی تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو موت کی خبر سُن کر بہت غم ہُوا اور تین دن تک لوگوں نے تعزیت کی اور حضرت یعقوب کے اُوپر اونٹنی بھی روئی اور اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کہا:

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○

اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا، اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، تو میرا کام بنانے والا ہے دُنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اُٹھا اور اُن سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں۔

• اے رب تُو نے مجھے ملک دیا اور خواب کی تعبیر سکھائی، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے دُنیا اور آخرت میں میرا کارساز تُو ہی ہے۔

مجھے اسلام کی حالت میں موت دے اور مجھے نیکوں سے ملا۔

آرزوئے موت:

حضرت یوسف علیہ السلام نے موت کی آرزو کی، اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کہا یوسف سے کہہ اللہ یہ کہتا ہے کہ جب تک تیرے بیٹوں اور پوتوں اور پڑپوتوں کا شمار چھ سو کو نہیں پہنچیگا اُس وقت تجھے موت نہیں آئے گی اور جب چھ سو کا عدد پورا ہو جائیگا اُس وقت تیری عمر پوری ہو جائے گی۔

مدینۃ الرحمٰن کی تعمیر:

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر والوں کو اسلام کی طرف بلایا اور اپنے بیٹوں اور پوتوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور آن چالیس ہزار عورت مرد کو لے کر جو مسلمان ہو گئے تھے۔ مصر سے باہر نکل آئے۔ اور مصر سے دس فرسنگ پر ایک جگہ تھی وہاں آکے اُترے۔ اُسی دم اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ میرے بندے یوسف کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ جس جگہ تو ٹھہرا ہُوا ہے اُسی جگہ پر ایک شہر بنا۔ اور اس کا نام مدینۃ الرحمٰن رکھ اور تو اور جو تیرے ساتھ ہیں وہ سب اُس میں رہیں۔ حکمِ خدا ہوتے ہی حضرت یوسف نے شہر بنایا۔ جو لوگ ساتھ تھے انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ہم پانی کہاں سے پئیں گے پانی ہم سے بہت دُور ہو گیا حضرت یوسف علیہ السلام نے دُعا مانگی اسی دم جبرئیل آئے اور انہوں نے دریائے نیل میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کے شہر تک بہت بڑی نہر نکالی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اس شہر کے گرد ایک بہت بڑی فصیل بنائی اور اس میں بہت سے دروازے رکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ شہر خوب آباد ہو گیا اور مصر میں جو خیر و برکت تھی وہ سب اس شہر میں آگئی پھر بی بی زلیخا کا انتقال ہو گیا۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی نماز پڑھائی اور شہر حرمین میں اُن کو دفن کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کی وفات کا غم ہوا اور حضرت زلیخا کے بعد حضرت یوسف بہت کم جیئے۔ کعب نے کہا ہے کہ زلیخا کے بعد بیس دن جیئے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے بعد اور کسی سے نکاح نہیں کیا۔ اور حضرت زلیخا، حضرت یوسف علیہ السلام کی دُنیا اور آخرت میں بی بی ہیں اور زلیخا سے حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بچے ہوئے۔

فصل حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بیان میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے افرائیم کو بلا کر یہ وصیت کی کہ اے بیٹے جب میں مر جاؤں تو جب تک تجھے خدا کے ہاں سے آواز نہ آئے اس وقت تک تو مجھے دفن نہ کرنا۔ پھر جہاں میرا رب حکم کرے وہاں مجھے دفن کر دینا۔ وہب نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تین سانس لئے اور دُنیا سے کوچ کیا۔ اور افرائیم نے سُنا کہ غیب سے آواز دینے والا یہ کہہ رہا ہے کہ تو اپنے باپ کو غسل دے۔ اور کفنا، اور حفاظت کر اور اس کی نماز پڑھ۔ افرائیم نے ایسا ہی کیا اور افرائیم نے اور سب مومنوں نے حضرت یوسف کی نماز پڑھی اور اُن کو نہر قیوم کی طرف لے گئے جب جنازہ نہر کے قریب پہنچا تو نہر کے برابر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور دیکھا کہ اُس نہر میں ایک کھدی ہوئی قبر خوشبودار آراستہ ظاہر ہوئی اور حضرت یوسف وہاں دفن کیے گئے۔

"اللہ کی رحمت ہو اُن پہ اور پاک اور بزرگ اُن کے باپ دادا پر۔" اور ان پر مٹی ڈال دی گئی۔ لوگ دفن کر کے واپس چلے آئے اور تعزیت کرنے والوں نے تعزیت کی اور قبر پر اللہ

کی قدرت سے پانی بہنے لگا۔

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ سترہ برس کی عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے اور باون برس کی عمر میں باپ سے ملے۔ اور بعض عالم کہتے ہیں اٹھاون برس کی عمر میں ملے۔ اور سب سے زیادہ صحیح یہ قول ہے کہ چھیاسٹھ برس کی عمر میں ملے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں چالیس برس رہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد پچپن برس اور زندہ رہے۔ اور بعض کہتے ہیں کچھ اُوپر تیس برس زندہ رہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ چالیس برس اور دونوں میں دُو مہینے کی راہ کا فاصلہ تھا۔

مزار مبارک: کعب نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک کوئی شخص حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر سے واقف نہیں ہوا۔ حضرت موسیٰ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور یہ ارشاد کیا کہ یوسف علیہ السلام کو یہاں سے اُٹھا کے اُس کے باپ دادا کے قبرستان میں دفن کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے خدا مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کون بتائے۔ حضرت موسیٰ نے ایک عورت کے سوائے اور کسی شخص کو نہ پایا۔ اُس عورت کا نام شارح تھا۔ اور اُس کے باپ کا نام الیسراوس۔ عورت نے حضرت موسیٰ سے کہا۔ جب تک تو میری حاجت پوری نہیں کرے گا میں تجھے حضرت یوسف کی قبر نہیں بتانے کی۔ حضرت موسیٰ نے کہا تیری کیا حاجت ہے۔ عورت نے کہا میں یہ چاہتی ہوں کہ میں جنت میں تیرے ساتھ ہوں۔ حضرت موسیٰ نے کہا میں خدا کے اُوپر حکم نہیں کر سکتا۔ عورت نے کہا میں بغیر اس شرط کے نہیں بتاتی۔ کیونکہ اللہ کے خزانے کشادہ ہیں۔ اور اس کی بخششیں بہت بڑی ہیں۔ اسی دم اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یہ عورت جو تجھ سے مانگتی ہے ہم نے اُسے وہی دیا۔ اُس عورت نے علی الفور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دکھا دی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا نہر

تھے اُس کے دائیں بائیں جانب سے پر ڈال دیا۔ جس قبر میں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تابوت نکال لیا اور پانی ٹھہر گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں اُترے اور قبر میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم کو حضرت یوسف کے باپ دادا کے قبرستان میں لے گئے۔ اور وہاں جاکر دفن کر دیا۔ میرا توکل خدا ہی پر ہے اور ہر ایک چیز کا مرجع اور بازگشت وُہی ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

تمام شُد